UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188851
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

922.971

Call No. ۹۲۲۹۷۱ . Accession No. ۷۳۰۵

Author سلطان جہاں بیگم، محمد حسن 7305.

Title سیرت مصطفیٰ

This book should be returned on or before the date last marked below.

۴۳۰۵ ک
۵۵ ف
Checked 1965
Checked 1975

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

سیرت مصطفیٰ

یعنی

علیا حضرت نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ تاج ہند، جی، سی، ایس آئی،
جی سی، آئی ای و جی بی ای فرمانروای بھوپال دامہا اللہ بالعز والاقبال
کی

اُن تقاریر کا مجموعہ جو پرنس آف ویلز لیڈیز کلب بھوپال مین
وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائی گئین

۱۳۳۸ھ
۱۹۱۹ء

[illegible] باہتمام منشی محمد عبد الرحیم مہتمم مطبع [illegible] طبع ہوئی

فہرست مضامین کتاب سیرت مصطفےٰ

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۱	دیباچہ	الف - د
۲	ولادت سے بعثت تک	۱-۱۹
۳	تاریخ و روز ولادت	۲-۵
۴	مولد نبوی	۵-۶
۵	دور جہالت و ضلالت	۶
۶	عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق	۶-۷
۷	آنحضرت کی خاندانی فضائل	۷-۸
۸	رضاعت و طفولیت	۸-۱۲
۹	شباب کا زمانہ	۱۲-۱۳
۱۰	مال کی تجارت	۱۳-۱۴
۱۱	حضرت خدیجہ کے ساتھ عقد	۱۴-۱۵
۱۲	آنحضرت کا ایک فیصلہ	۱۵-۱۶
۱۳	ریاضت اور بعثت	۱۶-۱۹
۱۴	بعثت سے ہجرت تک	۳۰-۵۱
۱۵	طریقۂ نماز کی تعلیم	۲۰-۲۶
۱۶	مشرکین کی ایذا رسانی	۲۶-۲۹
۱۷	مشرکین کا مطالبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب کی گفتگو	۲۹-۳۱
۱۸	ہجرت حبشہ کا حکم	۳۱-۳۲
۱۹	حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام	۳۲-۳۷
۲۰	مسلمانوں سے ترک تعلقات کا معاہدہ اور اس کا انفساخ	۳۷
۲۱	حبشہ سے چند اصحاب کی واپسی	۳۷
۲۲	ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال	۳۷-۳۸

نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات
۲۳	طائف کا سفر اور وہان کی تکلیفات	۳۸-۳۹	۳۵	بھائی چارہ	۵۵-۵۶
۲۴	نخلہ کی چندروزہ قیام کے بعد مکہ کو واپسی	۳۹	۳۶	حضرت فاطمہ کی شادی	۵۶-۵۸
			۳۷	سریّات	۵۸-۶۱
۲۵	اہل مدینہ سے ملاقاتین اور اونکا اسلام قبول کرنا	۳۹-۴۱	۳۸	غزوۂ بدر	۶۱-۶۹
			۳۹	یہودیون کی عہد شکنی	۶۹-۷۰
۲۶	مشرکین کا مشورۂ قتل اور ہجرت کی تیاری	۴۱-۴۳	۴۰	غزوۂ احد	۷۰-۷۱
			۴۱	حضرت ام عمارہ کی شجاعت	۷۱-۷۴
۲۷	ہجرت	۴۳-۴۴	۴۲	سریہ رجیع	۷۴-۷۵
۲۸	مسجد کی تعمیر	۴۴-۴۵	۴۳	سریہ بیر معونہ	۷۶
۲۹	مدینہ مین داخلہ اور استقبال	۴۵-۴۶	۴۴	غزوۂ خندق	۷۶
۳۰	نتائج	۴۶-۵۱	۴۵	حضرت صفیہ کی بہادری	۷۷
۳۱	ہجرت سے فتح مکہ تک	۵۲-۱۱۱	۴۶	غزوۂ بنی قریظہ	۷۷
۳۲	شرف میزبانی	۵۲-۵۳	۴۷	غزوہ بنی مصطلق	۷۷-۷۸
۳۳	تعمیر مسجد نبوی	۵۳-۵۵	۴۸	صحابہ کے دل مین رسول اللہ کی تعظیم	۷۸-۸۰
۳۴	تحویل قبلہ	۵۵			

نمبر شمار	مضمون	صفحات	نمبر شمار	مضمون	صفحات
۴۹	واقعۂ افک	۸۰-۸۸	۶۴	قبیلہ ہوازن کی جنگی تیاری	۱۱۳
۵۰	صلح حدیبیہ	۸۸	۶۵	مسلمانوں کی تیاری جنگ	۱۱۳-۱۱۴
۵۱	بیعت الرضوان	۸۹-۹۰	۶۶	درخت ذات الانواط	۱۱۴
۵۲	عہد نامہ	۹۱-۹۳	۶۷	کفار کا حملہ اسلامی فوج پر	۱۱۵
۵۳	دعوت اسلام کے خطوط	۹۳-۹۵	۶۸	اسلامی فتح	۱۱۵-۱۱۶
۵۴	ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو	۹۵-۹۷	۶۹	طائف کا محاصرہ	۱۱۶
۵۵	غزوۂ خیبر	۹۷-۹۸	۷۰	تقسیم غنیمت	۱۱۶
۵۶	رسول اللہ صلعم کا عفو	۹۸	۷۱	اہل وعیال کی واپسی	۱۱۷
۵۷	غزوہ فدک	۹۸	۷۲	آنحضرت کا اپنی رضاعی	۱۱۷
۵۸	عمرہ	۹۸		بہن کی عزت افزائی فرمانا	
۵۹	غزوۂ موتہ	۹۸-۹۹	۷۳	تقسیم غنیمت کے لئے	۱۱۷-۱۱۸
۶۰	فتح مکہ	۹۹-۱۰۵		مسلمانوں کا اضطراب	
۶۱	خطبہ	۱۰۶-۱۰۷	۷۴	بعض نوجوان انصار کی بدظنی	۱۱۸-۱۱۹
۶۲	بیعت کی تشریح	۱۰۷-۱۱۱	۷۵	آنحضرت کی تقریر	۱۱۹-۱۲۰
۶۳	از غزوۂ حنین تا وفات	۱۱۲-۱۵۸	۷۶	آنحضرت کی دلبری و استقلال	۱۲۰-۱۲۱

نمبر شمار	مضمون	صفحات
۷۷	غزوۂ تبوک	۱۲۱-۱۲۲
۷۸	مسلمانوں کو دل میں آنحضرت کی محبت	۱۲۲
۷۹	قوم ثمود کی مسکن سے گذر	۱۲۲-۱۲۳
۸۰	تبوک میں صلح اور شاہ دومہ کی گرفتاری	۱۲۴
۸۱	حج فرض ہونا اور ابوبکر کا مکہ جانا	۱۲۴-۱۲۵
۸۲	حضرت علی کی تبلیغ احکام	۱۲۵
۸۳	وصول زکوۃ اور سرکشوں کی سرکوبی کا انتظام	۱۲۵-۱۲۶
۸۴	بنت حاتم کی استدعا اور آزادی	۱۲۶
۸۵	عدی بن حاتم کا اسلام	۱۲۶
۸۶	عدی کا آنحضرت کی اخلاق سے متاثر ہونا	۱۲۷-۱۲۸
۸۷	واقعہ ایلاء	۱۲۸-۱۲۹
۸۸	اس خبر کی اشاعت اور عام اثر	۱۲۹-۱۳۰
۸۹	آنحضرت کا حضرت عائشہ سے ارشاد	۱۳۰-۱۳۱
۹۰	حضرت عائشہ کا جواب	۱۳۱
۹۱	اشاعت اسلام کے لئے سرایا کی روانگی	۱۳۱-۱۳۲
۹۲	قیام عرفات میں حضرت کا خطبہ	۱۳۲-۱۳۵
۹۳	مسیلمہ کذاب کا دعوی نبوت	۱۳۶
۹۴	مسیلمہ کا خط	۱۳۶-۱۳۷
۹۵	آنحضرت کا جواب	۱۳۷
۹۶	اسود عنسی کا دعوای نبوت	۱۳۷-۱۳۸
۹۷	آنحضرت صلعم کی بیماری	۱۳۸-۱۴۲
۹۸	آخری خطبہ	۱۴۳-۱۴۴
۹۹	مہاجرین کو نصیحت	۱۴۴-۱۴۵
۱۰۰	ادائے حق	۱۴۵-۱۴۷
۱۰۱	وفات	۱۴۷-۱۴۹
۱۰۲	حضرت ابوبکر کا خطبہ	۱۵۰
۱۰۳	تجہیز و تکفین	۱۵۰-۱۵۱
۱۰۴	اخلاق و عادات	۱۵۱-۱۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

دنیا مین جس قدر بڑے اور اعلیٰ شخصیت کے آدمی گذرے ہین ان مین سب سے اعلیٰ اور ممتاز ترین شخصیت جن کی ہو وہ ہمارے رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔

حسن عقیدت کی بنا پر ہر شخص اپنے پیشوا کی حق مین سب سے بلند و برتر شخصیت کا دعویٰ کریگا مگر انصاف اور تاریخ کا یہی فیصلہ ہے کہ دنیا کے بزرگ ترین انسان حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین یہی وجہ ہے کہ جس قدر تذکرے اور سوانح عمریان آپ کی لکھی گئین اتنی اور کسی بانی مذہب کسی مصلح اور کسی فاتح کی نہین لکھی گئین۔

اسلامی زبانون کے علاوہ اس وقت دنیا کی کوئی مہذب اور علمی زبان ایسی نہین ہے جس مین آپ کی متعدد سوانح عمریان موجود نہ ہون جن کے مصنف زیادہ تر غیر اقوام اور غیر مذہب کے لوگ ہین جن مصنفین نے تعصب سے آزاد ہو کر آپکے حالات زندگی

مرتب کیئے ہین انہون نے آپ کی اعلیٰ شخصیت کا اعتراف کیا ہے اور یہ بات تسلیم کی ہے کہ آپ کی زندگی ہر شخص کے لیئے ایک بہترین اسوہ حسنہ ہے کیونکہ آپ ایک پیغمبر بھی تھے۔ ایک مقنن بھی تھے، ایک سپہ سالار بھی تھے آپ ایک قاضی بھی تھے ایک تاجر بھی تھے، اور آپ ایک صاحب اہل و عیال بھی تھے۔

اگر مذہبی حسن عقیدت اور تہوڑی دیر کے لئے اس حیثیت سے کہ آپ خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر تھے قطع نظر کر کے دیکھا جائے تو بھی آپ کی اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیت سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا۔

دنیا مین جسقدر بڑے لوگ گذرے ہین وہ تین قسم کے ہین ایک وہ ہین جنہون نے ایک مذہب کی بنیاد ڈالی، بعض نے سلطنتین قائم کین اور کچھ ایک قوم پیدا کرنے والے ہوے ہین۔ لیکن ہمارے حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام مین یہ تینون حیثیتین جمع تہین۔ آپ ایک آسمانی مذہب بھی لے کر آئے آپ نے ایک قوم بہی پیدا کی اور آپ نے ایک سلطنت بہی قائم فرمائی۔

مسلمانون کے نزدیک آپ کے حالات زندگی مرتب کرنا ایک بہت بڑی دینی خدمت ہے اور جس طرح دینی کتابون کی اشاعت ثواب کا ذریعہ ہے اسی طرح حضور سرور کائنات کے مقدس حالات زندگی کی اشاعت فلاح اخروی کا باعث ہے۔

اس ریاست کی ایک صدی سے مذہبی خدمات اور اشاعت علوم دینی مین امتیازی حیثیت رہی ہے۔ اور اس امتیازی حیثیت کو فرمانروا بیگمات نے

ہی قائم کیا ہے۔ لیکن چونکہ اس زمانہ مین ان تمام مذہبی خدمات مین جو اشاعت علوم سے متعلق ہین۔ سیرت نبوی کی اشاعت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اس لئے مین نے اپنے عہد مین اس خدمت کو سب سے مقدم رکھا ہے۔

مین نے میمونہ سلطان شاہ بانو سلمہا سے مولانا شبلی مرحوم کی کتاب بدر الاسلام کا فارسی سے اُردو مین ترجمہ کرایا اور مختصر سوانح عمری بھی لکھوائی جو اسکول کے طالب علمون کو بطور درس کتاب کے پڑہانی چاہیئے شاہ بانو سلمہا نے اس کام کو نہایت قابلیت سے انجام دیا اور '' ذکر مبارک '' بہت اچھی کتاب اُنھون نے لکھی یہ کتاب متعدد اسلامی مدارس مین بطور نصاب داخل کر لی گئی ہے اسی طرح جب مین نے مولانا شبلی مرحوم کی ایک اپیل دیکھی جو سیرت نبوی کی تالیف کے متعلق تہی تو مجھے نہایت خوشی ہوئی چونکہ مین حضور سرور کائنات کی ایک مستند اور مبسوط سوانح عمری کی ضرورت کو خود محسوس کرتی تہی اور مجھے اطمینان تہا کہ مولانا شبلی مرحوم نہایت قابلیت سے اس کام کو انجام دے سکتے ہین اس لئے مین نے اس سیرت کی تالیف کے مصارف کی منظوری دے دی خدا کا شکر ہے کہ اس کی ایک جلد چھپ کر شائع ہوگئی ہے جب تمام جلدین مکمل ہوکر شائع ہو جائین گی تو مین اس کو اپنی زندگی کا باعثِ فخر کام سمجھون گی۔

۳ سال ہوے کہ خواتین کی آگاہی و واقفیت کے لئے مین نے بھی سیرت نبوی پر لیڈیز کلب بھوپال مین چند لکچر دیے تہے جن کا یہ مجموعہ '' سیرت مصطفٰے '' کے نام سے

شائع کرتی ہون۔ میرا یہ دعوی نہین ہے کہ اس مین جس قدر حالات لکھے گئے ہین وہ انتہائی تحقیق و تنقید کے بعد لکھے گئے ہین لیکن جہان تک ہوسکا ہے صحیح روایات کا لحاظ رکھا ہے اور زیادہ تر وہ نتائج نکالے گئے ہین جو خواتین کے لئے مفید ہین آج تک جس قدر حضور سرور کائنات کی سوانح عمریان لکھی گئی ہین ان مین کوئی سوانح عمری ایسی نہین ہے جو مخصوص خواتین کے لئے مفید ہو اس ضرورت کو ملحوظ رکھکر مین نے یہ لکچر مرتب کئے ہین اور ایک حد تک وہ حالات و واقعات تلاش کر کے جمع کر دیے ہین جن کا خواتین کو جاننا ضروری ہے۔

یہ مجموعہ در اصل بارگاہ نبوی مین ایک عقیدت مندانہ نذر ہے اگر قبول ہوئی تو میری نجات کا ذریعہ ہوگی۔

مین آخر مین مولوی سعید الدین صاحب بہادر کا بھی شکریہ ادا کرتی ہون جنھون نے میری ان تقریرون کو بنظر اصلاح دیکھا اور جن سے ہمیشہ مذہبی تالیفات مین مجھے مدد ملتی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالی ان کو بھی اجر دیگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سلطان جہان بیگم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱

ولادت سے بعثت تک

تاریخ و روز ولادت، مولد نبوی، دور جہالت و ضلالت، عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق، آنحضرت کے خاندانی فضائل، رضاعت و طفولیت، شباب کا زمانہ حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عقد، آنحضرتؐ کا ایک فیصلہ، ریاضت اور بعثت

خواتین! یہ ماہ ربیع الاول شریف ایسا مبارک مہینہ ہے جس مین دنیا کو وہ نعمت ملی جس کا کوئی نعمت مقابلہ نہین کر سکتی یعنی اس مہینہ مین سرور کائنات فخر موجودات، ختم المرسلین، رحمۃ اللعالمین احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ دنیا انوار قدس سے منور ہو گئی اور ہدایت و نجات اور تہذیب و برکات کی روشنی تمام عالم مین پھیل گئی لہذا مین اس مہینہ مین

آپ کی ولادت اور حالات زندگی و اخلاق ہی کے متعلق سلسلۂ تقریر جاری رکھون گی۔

تاریخ و روز ولادت | آپ کی ولادت مبارک اسی مہینہ کی بارہوین تاریخ کو دوشنبہ کی شب کو قریب صبح کے ہوئی۔ ولادت کے وقت حضرت آمنہ رضی کا تمام مکان نور الٰہی سے منور ہوگیا تہا۔ آپ نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور آسمان کیطرف کلمہ کی انگلی اٹھائی جس پر سب کو تعجب ہوا کہ یہ کیسا بچہ ہے۔ اُس وقت بہت سے معجزات کا ظہور ہوا کسریٰ کے قصر سلطنت مین زلزلہ آیا اور اُس کے چودہ کنگرے گر گئے فارس کا آتشکدہ جہان برابر ہزار سال سے آگ جل رہی تہی بُجھ کر ٹھنڈا ہوگیا۔ خانۂ کعبہ مین جو بت تھے وہ سرنگون ہوگئے

خواتین! یہ وہ روز سعید تہا جس کی دنیا عرصہ سے منتظر تہی۔ حضرت موسیٰ ع اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے آپ کی ولادت اور آپ کی بعثت کی پیشین گوئیان کی تہین اور توریت و انجیل مین آپ کی ولادت کی خوش خبری دی گئی تہی حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد مین آپ کے پیدا ہونے کی دعا کی تہی۔ جیساکہ قران مجید مین ہے

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا[1]

---

[1] ترجمہ۔ (اُن سے ہماری مراد اُس زمانہ کی وہ اہل کتاب تھے) جو (ہمارے ان) رسول نبی امی (محمدؐ) کی پیروی کرتے ہین جن (کی بشارت) کو اپنے ہان تورات اور انجیل مین لکہا ہو

عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ
لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي
أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ پھر دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ
مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ
التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا
جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) پاتے ہین وہ ان کو اچھے کام (کرنے) کو کہتے اور برے کام سے اُن کو منع کرتے ہین اور پاک چیزون کو اُن کے لئے حلال اور ناپاک چیزون کو اُن پر حرام کرتے ہین اور (احکام سخت کے) بوجھ جو اُن لوگون (کے سرون) پر (لدے ہوے) تھے اور پھندے جو ان پر (پڑے ہوئے) تھے (اُن سب کو) ان پر سے دور کرتے ہین تو جو لوگ ان (پیغمبر محمد) پر ایمان لاے اور اُن کی حمایت کی اور اُن کو مدد دی اور جو نور (ہدایت یعنی قرآن) اُن کے ساتھ بھیجا گیا ہے اُس کے پیرو ہوے یہی لوگ کامیاب ہین۔

۵۲ ترجمہ۔ اور (اے پیغمبر لوگون کو وہ وقت یاد دلاؤ) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے (بنی اسرائیل سے) کہا کہ اے بنی اسرائیل مین تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا (آیا) ہون (یہ کتاب) توریت جو مجھسے پہلے (نازل ہوچکی ہے) مین اس کی تصدیق کرتا اور (ایک اور) پیغمبر کی (تم کو) خوش خبری سناتا ہون جو میرے بعد آئین گے (اور) اُن کا نام ہوگا احمد۔ پھر جب وہ (احمد حق کا دوسرا نام محمد ہی ہے) بقیہ صفحہ آئندہ

یہ پیشین گوئیان تو کلام مجید مین منقول ہین لیکن علاوہ اس کے توریت و انجیل مین اور بہی صاف وصریح بشارتین موجود ہین۔ توریت مین ۲ بشارتین تو آپکے نبی ہونیکے متعلق ہین بعض مجمل اور بعض نہایت صاف ہین ایک بشارت مین آپکا نام مبارک تک لکھا ہوا ہے۔

انجیل مین بہی صاف بشارت ہے کہ "جب حضرت عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ اب اونکا وقت بہت قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو اُنہون نے اپنے حواریون کو بہت سی نصیحتین کین۔ ان ہی نصیحتون مین یہ بہی فرمایا کہ یہ امور مین نے تم سے کہے جب کہ تمہارے ساتھ ہون لیکن (فارقلیط) پاک روح جس کو بہیجے گا میرے نام سے تم کو ہر بات سکہا دے گا۔ اور یاد دلائیگا تم کو تمام وہ باتین جو کہ مین نے تم سے کہی ہین" (انجیل یوحنا باب ۱۴)

یہان فارقلیط کے لفظ سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مراد ہی اسی طرح اور بہی بشارتین انجیل مین آپ کے متعلق موجود ہین۔

جب آپ کی ولادت ہوئی تو اُس زمانہ کے عالمون اور راہبون نی ان آثار کو آپ کی ذات مبارک مین دیکہا اور آپ کے دادا عبدالمطلب کو خوش خبری سنائی۔

اگرچہ مسلمانون کا عقیدہ یہ ہے کہ توریت اور انجیل اصلی حالت مین نہین ہین

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ) بنی اسرائیل کی پاس کہلے کہلے معجزے لیکر آئیگا تو وہ کہنے لگین گے کہ یہ تو صریح جادو ہی۔

توبھی اس وقت تک اُن کی آیتون سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبعوث ہونیکی بشارت صاف ظاہر ہوتی ہے تو اُس وقت جب کہ یہودیون اور عیسائیون مین بھی بہت سے قسیس اور احبار (عالم) وغیرہ اپنی اپنی شریعتون پر قائم تھے اور توریت وانجیل کے احکام اُن کو ازبر تھے اور یہ دونون مقدس کتابین بہ نسبت اسوقت کے کم تغیر پذیر ہوئی تھین تو کوئی وجہ نہین تھی کہ وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پیدا ہونیکے وقت ان باتون کا اظہار نہ کرتے۔

غرض کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی اور اس کی اطلاع عبدالمطلب کو دی گئی تو وہ بہت خوش ہوے۔ فی الفور آئے اور آپ کو اپنے ہاتھون پر اُٹھا کر خانہ کعبہ مین لے گئے اور وہان اللہ تعالی کی حمد وثنا کی۔

عبدالمطلب نے آپکا نام محمد اور حضرت آمنہ نے احمد رکھا کیونکہ حضرت آمنہ نے خواب مین دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ تم اس بچے کا احمد نام رکھنا۔

ولادت کے ساتوین روز عبدالمطلب نے قربانی کی اور قبیلہ قریش کے تمام اراکین کو دعوت مین بلایا۔

مولد نبوی آپ کی ولادت شعب بنی ہاشم کے ایک مکان مین ہوئی تھی وہ گھر عقیل ابن ابی طالب کو ملا تھا لیکن اُن کی نسل مین وہ نہ رہا اور بنی امیہ کے ایک خلیفہ محمد ابن یوسف نے خرید کر اپنے قصر بیضا مین اُس کو داخل کر لیا جب بنی اُمیہ کی دولت کو زوال ہوا اور بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی تو خلیفہ ہارون رشید

کی ماں خیزران بیت اللہ کے طواف کو آئی اور اُس محل سے اس گھر کو علیحدہ کرکے ایک مسجد بنوا دی تاکہ اوس مین لوگ پانچون وقت کی نماز پڑھ کر برکت حاصل کرین

دورِ جہالت وضلالت

خواتین - ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ مین پیدا ہوے تھے اُس وقت تمام دنیا پر گمراہی چھائی ہوئی تھی شرک کا دور دورہ تھا انسانون کے بنائے ہوے معبودون کی پرستش ہوتی تھی - ایران اور روم مین بھی جو اُس زمانہ مین تمدن اور تھذیب کا سرچشمہ تھے باطل پرستی موجود تھی، اخلاق اور عمدہ عادات کا پتہ نہ تھا - وہ خوبیان جن سے انسان کی روح کا تزکیہ ہوتا ہے دنیا سے مفقود تھین خصوصاً عورتون کی تذلیل کی کوئی حد نہین رہی تھی دیوتاون اور پروہتون کی خدمت کے لئے یہ مندرون مین رکھی جاتی تھین ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے - قمار بازی اور شرطون مین وہ ہاری جاتی تھین فارس مین تو ان کا کوئی مرتبہ ہی نہ تھا - یونان مین بھی ان کی تحقیر کی جاتی تھی - غرض ہر جگہہ وہ ذلیل تھین اور دُنیا ان پر تنگ ہوگئی تھی اور وہ دنیا پر بار تھین - عرب مین بھی یہی حالت تھی -

عرب کی حالت اور قریش کے اخلاق

لیکن پھر بھی قبیلۂ قریش اپنے عمدہ اخلاق اور عادات کے لحاظ سے بہ نسبت دیگر قبائل کے ممتاز تھا - جہان شرک وبت پرستی تھی وہان موسوی وعیسوی شریعتین بھی ایک حد تک رائج تھین - خدا پرستی بھی تھی - اور ملت ابراہیمی کے آثار پائے جاتے تھے - مہمان نوازی، خیرات، صلہ رحمی، صداقت،

غریبون کی مدد ایسی صفات تہین جن کی قدر کی جاتی تہی عورتون کی بہی عزت ہوتی تہی اور ان کا ایک درجہ تہا چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اشرف المخلوقات مین اشرف تہے اس لئے خداوند عالم نے آپ کو اُس سرزمین پر پیدا کیا جہان اُس کے نام کی بہی کچہہ پرستش ہوتی تہی اور عمدہ اخلاق وشرافت کا وجود باقی تہا۔

آنحضرت کے خاندانی فضائل

اور اللہ تعالی نے آپ ہی کو اُس قبیلہ کا چراغ خاندان بنایا جس کے صفات حسنہ تمام دنیا اور تمام قبائل سے اعلی تہے اس خاندان کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم سے ملتا ہے کعبہ کی تولیت وحفاظت بہی اسی خاندان مین تہی اور اس مین بڑی بڑی مشہور زمانہ اور نامآور اشخاص پیدا ہوئے تہے۔ اس مین خالص شرافت ونجابت موجود تہی عفت و سخاوت اور دلیری ومہمان نوازی، ہمدردی۔ وصلہ رحمی اس خاندان کا جوہر تہا۔ آپ کے دادا عبدالمطلب کی سخاوت وفیاضی شہرۂ آفاق تہی ان کی دولت کا بڑا حصہ غریبون اور مسکینون پر صرف ہوتا تہا حج کے زمانہ مین جب کہ ہزارہا آدمی مکہ مین جمع ہوتے تہے اون کا دروازہ ہر شخص کے لئے کُھلا رہتا تہا۔ پاکبازی مین وہ ممتاز تہے تنہائی کی زندگی پسند تہی وہ بڑے بُردبار تہے اور ہمیشہ فسادون سے الگ رہتے تہے ہر شخص اُن کی عزت وحرمت کرتا تہا۔ گویا وہ "مکہ" کے بادشاہ سمجھے جاتے تھے

آپ کے والد حضرت عبداللہ کی پاکبازی تو تمام مکہ مین خاص طور پر شہرۂ آفاق تہی۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ بہی بڑی ممتاز نیک سیرت اور ایک عفیفہ و معصومہ خاتون تہین۔

رضاعت وطفولیت

آپ نے ولادت کے بعد سب سے پہلے اپنی والدہ اور اُن کے بعد ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودہ پیا۔ آپ بی بی ثوبیہ کا نہایت احترام کرتے تھے اور ہجرت کے بعد بہی برابر ان کو تحفے بہیجتے رہتے تھے حضرت خدیجہ رضہ کے یہان جب وہ آتی تہین تو وہ اُن کا بے انتہا احترام فرماتی تہین

ثوبیہ کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ نے آپ کو دودہ پلایا اور آپ انہین کے ہمراہ قبیلۂ "بنی سعد" مین پرورش کے لئے بہیجدئے گئے کیونکہ اشراف مکہ اور روسائے قریش اپنے بچون کو مکہ معظمہ کی گرم ہوا سے بچنے کے لئے اناؤن کے ساتہہ اطراف مکہ مین بہیجدیا کرتے تھے

قبیلہ بنی سعد جس مین آپ نے پرورش پائی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر تہا۔ حلیمہ سعدیہ جب آنحضرت کو اپنے گہر لے گئین تو اُن پر اور اُن کے قبیلہ پر آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے بہت کچہہ برکات کا ظہور ہونے لگا خدا نے اُن کے مال اور مواشی مین برکت دی اُن کی عسرت و تنگی کو آسانی و فراخی سے بدل دیا۔

آپ خود حضرت حلیمہ کے ساتہہ بے انتہا محبت کرتے تھے اور

دودھ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کے برابر سمجھتے تھے ایک مرتبہ قحط کی باعث حضرت حلیمہ سعدیہ آپ کے پاس آئین تو آپ نے اُن کی امداد اونٹ اور بھیڑون کے گلے سے کی اور پھر زمانہ نبوت مین جب تشریف لائین تو آپ نے اپنی چادر مبارک جس کی قدر وقیمت کی کوئی انتہا ہی نہین ہوسکتی اُن کے بیٹھنے کے لیے خود بچھادی۔ اور میری ماں، میری ماں کہکر لپٹ گئے۔

زمانہ رضاعت مین آپ ہمیشہ ایک ہی طرف کا دودہ پیا کرتے تھے کیونکہ آپ کا دودہ شریک بہائی یعنی حلیمہ سعدیہ کا لڑکا بہی آپ کے ساتھ تہا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ روایت کرتی ہین کہ آپ کو زمانہ صغر سنی مین بہی طہارت کا اس قدر خیال رہتا تہا کہ کبھی کسی قسم کی نجاست آپ کے بدن مین نہین لگی اور وہ کہتی ہین کہ جب مین ان کا جسم دہونے کا قصد کرتی تو اُس کو پاکیزہ ومطہر پاتی اور آپ کو اس سے زیادہ کوئی بات ناگوار نہین گذرتی تہی کہ آپ کا جسم مبارک برہنہ کیا جائے اگر کبھی ایسا ہو بہی جاتا تو آپ چیخنے اور غصہ ظاہر کرتے ورنہ آپ نہ کبھی روتے اور نہ کوئی بد خلقی کی حرکت کرتے۔

حلیمہ سعدیہ کی روایت ہے کہ ایک رات میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ کو یہ کہتے ہوے سنا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسًا مَا دَامَتِ الْعُيُوْنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ[1] اور جب سے آپ نے بات کرنی شروع کی کبھی بغیر بسم اللہ کہے ہوے کسی چیز کی طرف

[1] ترجمہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہین۔ جب تک آنکھین ہین نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

ہاتھ میں پڑھایا اور نہ کبھی بائیں ہاتھ سے کوئی چیز اُٹھائی۔

جب آپ کی عمر دو سال کی ہوگئی تو میں حضرت آمنہ کے پاس لے گئی لیکن چونکہ میں یہ چاہتی تھی کہ میرے ہی پاس رہیں اس لئے میں نے اُن سے التجا کی کہ "مکہ کی آب و ہوا سے مجھے ڈر ہے چند روز اور میرے پاس رہنے دیجئے" حضرت آمنہ نے اسے منظور کرلیا اور مجھے اجازت دیدی غرض ہر چھٹے مہینے آپ کو حضرت آمنہ سے ملانے کے لئے بی بی حلیمہ لے آیا کرتی تھیں۔

حضرت حلیمہ کے پاس رہنے کے زمانہ میں چار سال کی عمر میں آپ کا شق صدر ہوا۔ پانچویں سال سے آپ حضرت آمنہ ہی پاس مکہ میں رہنے لگے۔

اسی سال بعض کاہنوں نے لوگوں کو آپ کے قتل پر بھی اُبھارا۔ عبدالمطلب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُنھوں نے آپ کو چھپا کر رکھا۔ چھٹے سال حضرت آمنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تاکہ اپنے اعزا سے ملیں اور آپ کو بھی اپنے ہمراہ لے گئیں اس سفر میں اُم ایمن حضرت عبداللہ کی کنیز بھی بی بی آمنہ کے ہمراہ تھیں واپسی کے وقت بی بی آمنہ کا راستہ میں انتقال ہوگیا۔ اور آپ اُم ایمن کے ساتھ مکے واپس آگئے حضرت عبدالمطلب کو بی بی آمنہ کے انتقال سے بہت صدمہ ہوا اُنھوں نے آنحضرت صلعم کی تربیت اپنے ذمہ لی اور اُم ایمن کو انّا مقرر کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ آرام میں ہوتے تو عبدالمطلب آپ کے پاس جاتے اور پیار کر کے کہتے کہ میرا یہ بیٹا حاکم اور فرمان روا ہوگا اُن کو آپ سے اس قدر محبت تھی کہ ہر وقت آپ کو

اپنے پاس رکھتے اور ساتھ ہی کھلاتے پلاتے تھے ایک مرتبہ آپ تھوڑی دیر کے لئے کھو گئے تو عبدالمطلب کو بے انتہا صدمہ ہوا۔ پھر جب آپ مل گئے تو اس درجہ مسرت ہوئی کہ اوسی وقت ایک ہزار اونٹون کی قربانی کرکے صدقہ مین غربا کو اون کا گوشت تقسیم کر دیا اور پچاس رطل سونا بھی غریبون کو دیا۔ عبدالمطلب اکثر آپ کو کعبہ کی دیوار کے نیچے لیکر بیٹھا کرتے تھے اور وہان آپ کے چچا ابوطالب بھی ہوتے تھے۔

اسی زمانہ مین چند سال تک مکہ مین نہایت سخت قحط پڑا عبدالمطلب کے بھتیجے کی لڑکی رقیہ کہتی ہین کہ جب حالت نہایت درجہ خراب ہوگئی تو مین نے سنا کہ ہاتف غیب یہ کہتا ہے۔ "اے گروہ قریش پیغمبر آخرالزمان کے ظہور کا وقت آگیا ہے۔ اس پیغمبر کے سبب سے تمہین راحت و آرام نصیب ہوگا اور پانی برسے گا تم مین جو شخص کشادہ پیشانی سفید اندام بلند بینی صاحب فخر و نسب ہے اوس سے کہو کہ وہ اپنے بچہ کو لے کر باہر نکلے اور ہر قبیلہ سے ایک آدمی غسل کرکے خوشبو لگا کر سات بار طواف کرے۔ پھر سب اون کے ہمراہ کوہ ابوقبیس پر جائین۔ وہ بزرگ بارش کی دعا کرین اور ہمراہی آمین کہین۔ رقیہ کہتی ہین کہ مین صبح کو ڈرتی اور کانپتی لرزتی اٹھی مین نے سارا قصہ گھر مین بیان کیا۔ جب یہ خبر پھیلی تو لوگ عبدالمطلب کے پاس آئے اور طواف کرکے پہاڑ پر گئے عبدالمطلب نے آنحضرت صلعم کو کندھے پر سوار کرکے بارش کی دعا کی اور ابھی لوٹنے کا ارادہ بھی

نہین کیا تہا کہ بارش شروع ہوگئی اور اتنی بارش ہوئی کہ تمام دریا روان ہوگئے
آپ کی عمر سات سال کی ہوئی تو عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا۔ اب ابو طالب آپ کے کفیل اور محافظ ہوگئے ابو طالب کو آپ کے ساتہہ اتنی محبت تہی کہ ایک لحظہ کے لئے مفارقت گوارا نہ ہوتی اپنے پاس ہی سلاتے تھے عمدہ سے عمدہ کہانے کہلاتے اور اپنے سگے بیٹون سے زیادہ عزیز رکہتے تہے آپ ابہی عالم طفولیت مین ہی تہے کہ تمام مکہ والون پر آپ کے اخلاق کا اتنا گہرا اثر چہا گیا کہ سب آپ کی عزت ایسی کرتے تھے جیسے کسی بڑے سے بڑی بزرگ کی کی جاتی ہے۔

شباب کا زمانہ جب آپ سن شعور یعنی بارہ برس کی عمر کو پہونچے تو آپ کو سب نے امین کا لقب دیا اور یہ عرب مین نہایت معزز لقب تہا اس کے بعد آپ نے ابو طالب کے ساتہہ شام کا سفر کیا راستہ مین بحیرہ راہب سے ملاقات ہوئی اس نے آپ کی پیشانی مین انوار نبوت کو دیکہکر معلوم کرلیا کہ یہی نبی آخر الزمان ہونے والے ہین اس نے ابو طالب کے قافلہ کی دعوت بہی کی تہی اور اس دعوت مین مزید اطمینان کے لئے اس طرح آپ کا امتحان لیا کہ آپ کو مخاطب کرکے کہا "مین آپ کو لات وعزیٰ کی قسم دیتا ہون کہ جو کچہہ سوال کرون اس کا جواب دین آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی قسم نہ دو مین کسی چیز کو ان سے زیادہ دشمن نہین سمجہتا اس کے بعد اس نے کچہہ اور

باتین کین اور اون کا مناسب جواب پاکر اوسے یقین ہو گیا کہ یہی نبی آخر الزمان ہین

اس سفر مین ابو طالب کو تجارت مین فائدہ بہی بہت ہوا۔ اور آپ نی دو ایک سفر اور کئے۔

اب آپ کی عمر پچیس سال کی ہو گئی اور روز بروز قوم مین آپ کا وقار اعزاز بڑہتا جاتا تہا آپ اپنی قوم مین مروت واخلاق سخاوت وکرم اور حلم کی اعتبار سے سب مین افضل اور اعلیٰ واحسن شمار کئے جاتے تہے آپ کی صداقت وامانت داری ضرب المثل ہو رہی تہی اور تمام قوم آپ کو امین کے ممتاز وخاص لقب سے پکارتی تھی۔

حضرت خدیجہ کے مال کی تجارت

اس زمانہ مین حضرت خدیجہ رض قریش کی عورتون مین بہت مالدار اور ممتاز بیوہ خاتون تہین اور تجارت کے لئے نفع کے معاہدہ پر مال تجارت دیا کرتی تہین ایک مرتبہ ابو طالب نے آنحضرت سے شکایت کی کہ آمدنی کم ہے۔ اور عیال داری بہت ہے اگر آپ حضرت خدیجہ سے مال لین اور تجارت کرین تو چونکہ آپ کی امانت پر سب کو یقین ہی وہ آپ کو مال دیدین گی آپ نے منظور کر لیا لیکن قبل اس کے کہ آپ حضرت خدیجہ رض سی کہین اونہون نے خود آپ کے پاس پیغام بہیجا کہ ایسا سنا گیا ہے کہ آپ کو تجارت کی طرف توجہ ہوئی ہے مین آپ کی امانت وصداقت پر بہروسہ کرتی ہون اور آپ کو دوسرے آدمیون سے زیادہ نفع دون گی چنانچہ

آپ اون سے مال لیکر سفر پر آمادہ ہوے اس سفر مین بہی آپ کو کئی راہب ملے اور انہون نے آپ کے خاتم النبیین ہونے کی علامتین دیکہین۔

حضرت خدیجہؓ کی تشا عقد

حضرت خدیجہؓ دولت وجاہ کے علاوہ اپنی عقلمندی شائستگی اور حسن وجمال کے لحاظ سے بہی قریش مین بڑی ممتاز خاتون تہین۔ اور محاسن اخلاق کے سبب آپ طاہرہ کے نام سے موسوم تہین۔ اس وجہ سے قریش کے بڑے بڑے سرداروں نے آپ سے نکاح کی خواہش کی مگر آپنے صاف انکار کر دیا لیکن جب آنحضرت صلعم کے حالات معلوم ہوے تو یہ سوچا کہ آنحضرت کے ساتہہ نکاح کرلین چنانچہ ایک خاتون نفیسہ نامی کے ذریعہ سی جو نہایت عقلمند تہین اس سلسلہ کو چہیڑا۔ اُنہون نے نہایت حسن بیان کے ساتہہ حضرت خدیجہؓ کے دلی منشا کو آنحضرت پر ظاہر کیا اور رغبت دلائی۔ آنحضرت صلعم نے بہی اس کو پسند فرمالیا۔ پہر دستور کے موافق پیغام سلام ہوے اور دونون طرف کی رضامندی کے بعد نکاح ہوگیا۔ نکاح کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال اور آپ کی عمر ۲۵ سال کی تہی۔

آنحضرت صلعم کے حسن اخلاق اور حسن معاشرت کا حضرت خدیجہؓ کے دلپر یہ اثر ہوا کہ اُنہون نے اپنا تمام مال ومتاع آپ پر نثار کر دیا اور آپ کی خوشی کے لئے ہر چیز قربان کردی ان کا گہر غریبون اور مسکینون کے لئے ہر وقت کہلا ہوا تہا اور اُنپر دولت وقف تہی اور آنحضرت صلعم کی فیاضی اور

ہمدردیون سے اون کو خوشی پرخوشی ہوتی تہی۔

آنحضرتؐ کا ایک فیصلہ اُس زمانہ مین خانہ کعبہ کی دیوارون پر چہت نہ تہی اور دیوارین بہی بہت چہوٹی تہین۔ اور چونکہ یہ عمارت نشیب مین تہی اوپر کا پانی بہر جاتا تہا اگرچہ اس پانی کو روکنے کے لئے بالائی حصہ پر بند بنوایا گیا تہا مگر وہ ٹوٹ ٹوٹ جاتا تہا۔ اس سبب سے سب کی یہ راے ہوئی کہ از سرنو دیوارین مضبوط بنائی جائین اور چہت ڈالی جاے۔ چنانچہ قبائل نے اپنے اپنے حصہ کی دیوار بنانے کی تقسیم کرلی تہی جب دیوارین کراتنی بلند ہوگئین کہ حجر اسود رکہا جاے تو اس کے رکہنے پر آپس مین جہگڑا ہوا کیون کہ ہر قبیلہ اس شرف کو حاصل کرنا چاہتا تہا۔ کئی دن تک یہ جہگڑا ہوتا رہا ایک دن قریب تہا کہ آپس مین قتل و خون کی نوبت پہونچ جاے بالآخر یہ قرار پایا کہ ہم کل تک ذرا صبر کرین اور کل صبح جو کوئی شخص سب سے پہلے باب بنی شیبہ سے داخل ہو اس کو ثالث بنایا جاے اور جو کچہہ وہ فیصلہ کرے اس سے انحراف نہ کیا جاے اس راے سے سب نے اتفاق کیا اور دوسرے دن صبح آنے والیکے منتظر ہی تہے کہ اتنے مین آنحضرت اسی دروازے سے تشریف لاے تمام قریش جو جمع تہے آپ کو دیکہہ کر خوشی سے اوچہل پڑے اور کہنے لگے کہ لو وہ محمد امین آگئے جو کچہہ وہ تصفیہ کرین گے اس کو ہم سب تسلیم کرین گے چنانچہ آپ کے سامنے یہ قضیہ پیش کیا گیا آپ نے اس طرح سے فیصلہ کیا کہ

اپنی چادر مبارک زمین پر بچھادی اور اس کے بیچ مین حجر اسود کو رکھہ کر فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی چادر کا کونہ پکڑ کر اوٹھانے اور سب لے چلین اور جب موقعہ پر پہونچین تو سب مجھے اپنا وکیل کرین مین حجر اسود کو اوٹھا کر اوس کی جگہہ رکھہ دونگا چنانچہ یہ فیصلہ سب نے بخوشی منظور کیا اور اسطرح ایک بڑی خونریزی سے قبیلون کو نجات مل گئی۔

ریاضت اور بعثت اس زمانہ مین آپ تنہائی اور گوشہ گزینی کو پسند کرتے تھے اور غار حرا مین جس کا نام جبل نور بھی ہے جاکر عبادت مین مصروف رہتے تھے کبھی کبھی درمیان مین حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے اور تھوڑا سا توشہ لیکر پھر چلے جاتے تھے۔

توشہ مین عموماً میٹھی روٹیان اور روغن زیتون ہوتا تھا کبھی کبھی حضرت خدیجہؓ بھی ساتھہ ہوتین اور آپ کے ساتھہ وہان قیام فرماتین اور دونون خدا کی عبادت اور ریاضت مین مصروف رہتے جو مسافر اس طرف سے نکلتے ان کی تواضع کرتے تھے اور اپنے دسترخوان پر کھانا کھلاتے غرض اسی طرح پندرہ سال کی مدت گذری اور چالیسوین سال آپ پر اول بار وحی نازل ہوئی یعنی آپ چالیس سال کی عمر مین نبی ہوے اور آپ نے خدای ذوالجلال کی وحدانیت کی تبلیغ اور دین ابراہیم کی تکمیل شروع کی۔

سب سے پہلے جو وحی اُتری ہے وہ سورہ علق کی یہ ابتدائی

آیتین تہین۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

وحی کی صورت یہ ہوئی کہ پہلے انسانی پیکر مین آپ کو حضرت جبریلؑ نظر آئے انہون نے آپ سے کہا کہ اقرا یعنی پڑہو تو آپ نے جواب دیا ما انا بقاریٔ مین تو پڑہا نہین ہون تو حضرت جبریلؑ نے آپ کو پکڑ کر زور سے دبایا اور پہر وہی لفظ کہا کہ اقرا آپ نے پہر بہی وہی جواب دیا کہ مین پڑہا نہین ہون غرض تین دفعہ کے بعد حضرت جبریلؑ نے ان آیتون کو پڑہا اور آپ نے دوہرایا۔

آپ اس عجیب اور نئے واقعہ سے ذرا خوف زدہ ہوے اور آپ کو لرزہ یعنی تہرتہری معلوم ہونے لگی آپ اسی حالت مین مکان واپس چلے آئے اور حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان کیا اور یہ کہا کہ مجھے اپنی جان کا خوف معلوم ہوتا ہے لرزہ کی وجہ سے اپنے اوپر کپڑے ڈال دینے کے لئے کہا حضرت خدیجہؓ نے جواب مین کہا کہ نہین یہ ہرگز نہین ہوسکتا آپ غمگین نہ ہون خدا تعالےٰ آپ کو بلا مین نہ ڈالیگا نہ وہ آپ کو رسوا کرے گا بلکہ اس مین کچھ آپ کے لئے بہتری ہی ہوگی اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہین لوگون کی امداد فرماتی ہین خود کما کر اون کو دیتے ہین آپ مہمان نوازی فرماتے ہین حق کی طرف داری واعانت کرتے ہین یتیم کا خیال رکہتے ہین آپ سچے ہین امانت دار ہین۔

درماندون کی دست گیری کرتے ہین فقرا رمساکین کے ساتھہ دل جوئی فرماتی ہین
اور سب کے ساتھہ خوش اخلاقی کا برتاؤ کرتے ہین۔

حضرت خدیجہؓ کے اس جواب سے آپکو بڑی تقویت و تشفی اور تسکین ہوئی اور حضرت خدیجہؓ آپنے ایک موحد عیسائی رشتہ دار ورقہ بن نوفل کی پاس آپکو لے گئین۔ ورقہ بن نوفل نے یہ حالات سنکر بشارت دی کہ مبارک ہو آپکو اے محمدؐ، آپ رسول خدا ہین مین آپ پر ایمان لایا۔ یہ وہی ناموس (جبریلؑ) ہی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا کاش مین اس وقت تک زندہ رہتا جب کہ آپ کی قوم آپکو تکلیفین دے گی اور نکالے گی تاکہ مین آپ کی مدد کرتا۔

اسکے بعد تھوڑے عرصہ تک بالکل سکون رہا نہ جبریلؑ آے اور نہ کچھہ وحی اُتری پھر آیت یَا اَیُّھَا المُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ نازل ہوئی گویا اسوقت سے آپ کی بعثت کا آغاز اور سلسلہ وحی کا جاری ہی ہوگیا۔ آپ نے دنیا مین ہدایت کی روشنی پھیلانی شروع کی اور پیغام حق کی تبلیغ و دعوت فرمانے لگے۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ آپ پر ایمان لائین پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ ایمان لائے۔ پھر تو روز بروز اسلام پھیلنے لگا اور لوگ اس مذہب حق کی دائرہ مین داخل ہونے لگے۔

۳ سال تک اسلام کا کام پوشیدہ حالت مین رہا اس کے بعد الله تعالیٰ نے اظہار کا حکم دیا۔ تب آپ نے سب سے پہلے اپنے خاندان اپنی ملک

وتوم مین تبلیغ اسلام کرنے کی طرف توجہ فرمائی پہر دوسری اقوام وممالک۔
مین تبلیغ کرنے کی طرف التفات شروع کی۔

خواتین۔

اب اور حالات مین آیندہ تقریرون مین بیان کرون گی لیکن ان واقعات سے جو اس وقت بیان کئے ہین تم کو یہ سبق بہی حاصل کرنا چاہیے کہ عمدہ اخلاق وعادات دشمنون کو بہی رام کر لیتے ہین اور مخالف سے مخالف آدمی بہی سچے آدمی پر اعتماد رکہتے ہین۔ پہر تم کو یہ بہی دیکہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو علم لدنی حاصل تہا اون پر جب وحی نازل کی گئی تو سب سے پہلے لفظ "اقرا" سے شروع ہوئی اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ ہر مسلمان کے لئے پڑہنا کس قدر ضروری فرض ہے۔

حضرت خدیجہ رض کے ان مختصر حالات سے تم کو یہ کیسی عظیم الشان مثال ملتی ہی کہ ایک اچہی اور نیک بیوی کس طریقہ سے شوہر کی دلداری اور تکلیفات مین اوس کی تسکین کرسکتی ہے۔ نیز اپنی ذات، اپنی دولت اور اپنی ہر عزیز وقیمتی چیز کو شوہر کی خوشی کے لئے نثار کردیتی ہے۔

(۲)

بعثت سے ہجرت تک

طریقہ نماز کی تعلیم، تبلیغ اسلام، مشرکین کی ایذا رسانی، مشرکین کا
مطالبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب کی گفتگو ہجرت
حبشہ کا حکم حضرت حمزہ اور حضرت عمر کا قبول اسلام مسلمانوں سے
ترک تعلقات کا معاہدہ اور اس کا انفساخ، حبشہ سے چند صحابہ کی
واپسی، ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال، طائف کا سفر اور وہان کی
تکلیفات نخلہ کے چند روزہ قیام کے بعد واپسی اہل مدینہ سے ملاقاتین
اور ان کا اسلام قبول کرنا مشرکین کا مشورہ قتل اور ہجرت کی تیاری
ہجرت مسجد کی تعمیر مدینہ مین داخلہ اور استقبال۔ نتائج۔

خواتین!

مین نے پچھلی تقریر مین آغاز نبوت تک کے حالات آپ کے سامنے بیان کئے تھے اب مین ان واقعات کو بیان کرتی ہون جو ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین پیش آئے تھے۔

طریقہ نماز کی تعلیم | حضرت جبرئیل نے جبل نور ہی مین توحید اور سورۂ اقرا کی

تعلیم کے بعد زمین پر پاؤن مارا کہ وہین سے پانی نکل آیا، اوس سے خود وضو کر کے آپ کو وضو کا۔ اور پہر نماز کا طریقہ بتایا۔ اس طرح کہ دو رکعت نماز پڑہی جس مین حضرت جبرئیل امام بنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ مقتدی تھے جب آپ یہ باتین سیکھہ چکے تو مکہ معظمہ مین آکر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی کو نماز و وضو کی تعلیم کی گویا اس دنیا مین سب سے پہلے جس نے آپ کے ساتھ نماز پڑہی وہ ایک خاتون ہی تہین جو آپ کی رفیق زندگی تہین۔

تبلیغ اسلام | آپ برابر اسلام کی تعلیم فرماتے رہتے تھے اور قریش مین رفتہ رفتہ اسلام پہیل رہا تہا۔

سب سے پہلے مسلمانون مین حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت عبیدہ، حضرت ابوسلمہ، حضرت ابوعبیدہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم تھے یہ سب صحابہ قریش کے نہایت سربرآوردہ اور نیکی وبہادری مین ممتاز تھے۔

عورتون مین حضرت خدیجہ رض اور اُم الفضل زوجہ حضرت عباس اسمار بنت عمیس، اسمار بنت ابوبکر اور فاطمہ بنت خطاب تہین اسی طرح غلامون مین حضرت بلال رض تھے، اور چند اصحاب حضرت عبداللہ بن مسعود عامر بن فہیرہ اور حضرت خباب یہ سب وہ اشخاص تھے جو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وعلی آلہ وسلم کے ذرا ذرا سے حالات سے باخبر تھے۔ حضرت خدیجہؓ آپکی بیوی تہین حضرت علی چچا زاد بہائی تھے اور آپ ہی کی تربیت مین رہتے تھے حضرت ابوبکرصدیق آن حضرت کے پڑوسی تھے، ہم عمر تھے اور ابتدا سے دونون مین بجد اخلاص و دوستانہ تہا۔ اور اس طرح انوار نبوت سے پہلے انہین کے دل منور ہوے جو آپ سے زیادہ قریب تھے رفتہ رفتہ یہ گروہ ترقی کرتا گیا لیکن ابھی تک اسلام کی دعوت کھلم کھلا نہین ہوئی تہی انہین لوگون مین ایک بزرگ ارقم بن عبدالمناف بھی تھے ان کا مکان کوہ صفا پر ایک محفوظ جگہہ مین بنا ہوا تہا وہان یہ سب مسلمان جمع ہوکر اور مشرکین عرب سے چھپ کر خدا کی عبادت کیا کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے فائدہ اُٹھایا کرتے تھے یہ چھپ کر نماز پڑہنا مصلحت سے تہا۔ چنانچہ اپنی مصلحتون کو پیش نظر رکہنے کی عملی تعلیم بہی اس طرح ہم کو دی گئی کہ جس موقع پر مخالفین سے تکلیف و اذیت کا اندیشہ ہو وہان مذہب سی پیاری چیز کو چُھپ کر ادا کرنا سنت ہو گیا ہے۔

اے خواتین اپنے مذہبی فرائض و سنن کو ہر حال مین ادا کرنا چاہیے۔ خواہ خوف و خطرہ ہو یا نہ ہو۔ جب تین برس اس حالت مین گذر گئے تو یہ آیت نازل ہوئی فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ خوب کھل کر صاف صاف سنا دیجیے جو کچھہ آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور مشرکین کی پروانہ کیجیے ہم آپکی

طرف سے اُن ہنسی اُڑانے والون کے مقابلہ مین کافی ہین جو اللہ کے ساتھہ ایک اور معبود ٹھیراتے ہین یہ عنقریب (اس کا نتیجہ) جان لینگے ،،

اس حکم کے بعد عام طور پر علی الاعلان دعوت اسلام فرمانے لگے۔

آپ کو یہ بھی ہدایت کی گئی کہ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اور خاصکر اپنے قریب کے رشتہ دارون کو عذاب خدا سے ڈراؤ" اس حکم مین یہ مصلحت تہی کہ سب سے پہلے اصلاح اپنے اعزا واقربا سے شروع کی جائے چنانچہ اس حکم کی تعمیل مین آپ نے اپنے درِ دولت پر اعزا واقربا کو کھانے پر مدعو کیا جس کا اہتمام حضرت علی نے کیا تہا اس دعوت مین چالیس آدمی شریک تھے جن مین آنحضرت کے چچا ابوطالب، حمزہ اور عباس بہی مدعو تھے کھانے کے بعد آپ نے گفتگو کرنی چاہی لیکن ابولہب نے فضول باتین کر کے اس جلسہ کو درہم وبرہم کر دیا لیکن پہر دوسرے مرتبہ اسی طرح آپ نے دعوت دی اور سب کو بلایا۔ کھانے کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ مین خدا کے حکم سے تم کو اُسی کے راستہ پر بلاتا ہون اس کام مین کوئی میری مدد کے لئے اُٹھتا ہے یہ سنکر سب نے منہہ پہیر لیا لیکن حضرت علیؓ نے کہا کہ مین اگرچہ سب سے خردسال ہون، نحیف ولاغر ہون لیکن حاضر ہون مگر اور کوئی نہ بولا۔

دوسرے دن آپ قوم اور اہل وطن پر احکام آلہی کی تبلیغ کرنے

ہی سی ہو۔ اور پھر اپنی قوم اور وطن پر اس اصلاح کو پھیلایا جاے قیامت
کے دن کوئی کسی کا ساتھی نہین کوئی کسی کی مدد نہین کرسکتا اور کوئی کسی کو
اُس کے اعمال کی سزا سے نہین بچا سکتا اور کوئی عزیز کسی عزیز کے کام نہین آسکتا
خواہین ! آیۂ وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ٥ سے یہ بھی مقصود ہے
کہ دوسرون پر نصیحت کا اُسی وقت اثر ہوتا ہے جب کہ اپنے گھر والون
اور عزیزون کو بھی کیجاے اور پھر ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم تقریر و تحریر سے
دام و درم سے غرض جس طرح ممکن ہو اس دنیا مین اپنی بنی نوع کی اصلاح
کے لئے کمر ہمت باندہین اور پہلے خود اور اپنے قرابت دارون اور محلہ اور شہر
والون سے شروع کرین دنیا ہی مین ہم کچھ اصلاح کرسکتے ہین مرنیکے بعد
اصلاح کا کوئی وقت نہین رہے گا۔ پھر تو سزا و جزا کا وقت ہوگا۔

مشرکین کی ایذا رسانی غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس
دعوت اسلام اور اشاعتِ توحید اور شرک اور بتون کی بُرائی سے اب
قریش کے دلوں میں عداوت جاگزین ہوگئی تھی اُنھون نے آپ کو اور
آپ کے پیرووں کو طرح طرح کی تکلیفین دینی شروع کین آپ راستہ مین
چلتے تو لوگ کانٹے بچھا دیتے، پتھر مارتے، ذبح کئے ہوے جانورون کی جھلیان
پھینکتے، وہی لوگ جو پہلے آپ کو امین کہتے تھے اب مجنون کہنے لگے اور
یہ سمجھ لیا کہ (نعوذ باللہ) آپ کا دماغ خراب ہوگیا ہے کوئی جادوگر کہتا۔

کوئی شاعر کوئی کاہن بتاتا۔ غرض جو جس شخص کے دل مین آتا وہ کہتا تہا۔ آپ کو خانہ کعبہ کا طواف تک نہ کرنے دیتے اور جو آپ کی حمایت کرتا اُس کو بہی سخت سخت تکلیفین پہونچاتے تہے۔

صحیح بخاری مین ابن عمر سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتہہ صحن کعبہ مین کہڑے تہے ناگاہ عقبہ ابن ابی معیط آیا اور اپنی چادر آنحضرت کی گردن مبارک مین لپیٹ کر کہینچ لی جس سے آپ کا گلا گہٹ گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے آکر آپ کو چہوڑایا اور عقبہ کو الگ کیا۔

ایک دوسری روایت مین ہے کہ ایک روز آپ کعبہ کے متصل نماز پڑہ رہے تہے اور سامنے قریش کی ایک پنچایت ہو رہی تہی اُن مین سے ایک نے کہا اس شخص کی طرف دیکہو وہ کیا کر رہا ہے۔ لوگ آپس مین بولے کہ تم مین کوئی ایسا ہے۔ جو فلان مقام سے اونٹ کی اوجہڑی اُٹہالائے اور جب یہ شخص سجدے مین جائے تو اُس کے دونون شانوں پر رکہدے بدبخت عقبہ اُٹہا اور جہان اونٹ ذبح کیا گیا تہا۔ وہان سے اُس کی اُوجہڑی اُٹہالایا اور جب آپ سجدے مین گئے تو اُس کو دونون شانون پر رکہدیا حضرت سجدہ ہی مین رہ گئے اور سر مبارک نہ اُٹہا سکے اُدہر یہ بدبخت لوگ قہقہہ مار کر ہنس رہے تہے۔ آخر تہوڑی دیر کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائین۔ اور آپ کی پشت مبارک سے اوجہڑی کو اُٹہایا

باوجود اِس ایذا رسانی کے بھی آپ نے اُن لوگون کے حق مین ہدایت ہی کی دعا کی بد دعا نہ کی اور اس ایذا و عداوت پر صبر فرمایا آپ کی اس تکلیف مین اور بہت سے محبان اسلام شریک تھے لوگ ان کو بھی سخت سے سخت تکلیفین دیتے اور وہ برداشت کرتے تھے لیکن کبھی اسلام کی محبت سے جدا ہونے کا خیال تک نہ لاتے تھے۔ لوگ حضرت بلال کی گردن مین رسی باندہ کر لڑکون کے ہاتھہ مین دیدیتے اور وہ تمام مکہ مین اُن کو کھینچتے پہرتے۔ اس کشمکش سے ان کے زخم پڑ پڑ جاتے اور اُن سے خون بہنے لگتا مگر صبر کرتے ان کا آقا ان پر بہت ظلم کرتا۔ دہوپ مین جلتی ہوئی ریت پر لٹاتا اور سینہ اور پیٹ پر پتہر رکھکر پہرون وہین ڈالے رکھتا۔ اسی طرح ایک دن اُن پر ایسی ہی سختی ہو رہی تہی کہ حضرت ابوبکر ادہر سے گذرے اور یہ تکلیف دیکھکر بہت ہی ترس آیا آپ کی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور لوگون سے فرمایا کہ تم کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو وہ کہنے لگے کہ تم کو رحم آتا ہے تو ہم سے خرید لو۔ آپ نے بلال کو خرید کر آزاد کر دیا تکلیف دینے والون مین ابولہب کا سب سے زیادہ حصہ تہا اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کی دونون صاحبزادیون حضرت زینب و اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے لڑکون عتبہ اور عتیبہ کو برگشتہ کرکے طلاق دلادی۔

خواتین! آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان تکلیفون کے اُٹھانے مین عورتون نے بھی حصہ لیا ہے اور بڑے بڑے مصائب جھیلے ہین باوجود اس کے بھی دیکھو کس طرح اپنے ایمان واسلام پر قائم رہین ایک کنیز صحابیہ حضرت سمیہ تہین جن کو بڑی سخت تکلیفین پہونچائی گئین اور بہت بُری طرح ان کو جان سے مارا گیا۔ اور پھر اون کے خاوند یاسر کو مار ڈالا بہن کو دہوپ مین ڈال کر گرم پتہرا اوپر رکھدیے۔ ان ہی مظلومون مین ایک زنیرہ تہین جن کی آنکھین ابوجہل کی سختیون کی وجہ سے جاتی رہین۔ ابوجہل نے اُن سے کہا کہ لات وعزیٰ تیری آنکھین لے گئے اُنہون نے کہا اُن کو کیا خبر یہ تو تقدیر کا لکھا تہا جو پورا ہوا۔ لیکن باوجود بے انتہا سختی وایذا کے روز بروز اسلام کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا تہا اور جو لوگ مسلمان ہوتے تہے اُن مین صبر وشکر واستقلال بڑہتا جاتا تہا۔

مشرکین کا مطالبہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوطالب کی گفتگو

جناب سالتمآب بدستور اسلام کی تبلیغ اور وعظ مین مصروف تہے اور کسی تکلیف وایذا طعن واستہزا کی پروا نہ کرتے تہے قریش نے جب دیکھا کہ یہ کسی طریقہ سے باز نہین آتے تو ابوطالب کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ آپ ہم سب سے بزرگ اور معزز ہین ہم آپ کے بھتیجے سے سخت ذلیل وخوار ہوے ہین ہم نہین برداشت کر سکتے کہ وہ ہمارے آبا واجداد اور ہمارے معبودوں کو بُرا بتائین اور عیب لگائین

غرض یہ لوگ شکایت کرکے واپس گئے تو ابو طالب سخت متردد ہوے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے بھتیجے تمہاری قوم کے چند افراد میرے پاس آئے تھے اور اونہون نے مجھ سے اس اس طرح کہا تم مجھپر اور اپنی جان پر رحم کرو اور مجھپر ایسا بوجھ نہ ڈالو جس کا اُٹھانا میری طاقت سے باہر ہے آپ نے فرمایا کہ کیا چچا صاحب آپ کو خیال ہے کہ مین آپ کی حمایت اور بھروسہ پر یہ کام کر رہا ہون۔ میرا حامی و مددگار تو خداوند کردگار ہے۔ مجھ کو اوس نے اس کام پر مامور فرمایا ہے۔ جب تک یہ مہم انجام کو نہ پہونچے مین نہین بیٹھ سکتا اگر آپ میری موافقت کرین اور امداد فرمائین تو آپکی ہی بہبودی وسعادت ہے ورنہ مجھے صرف باری تعالی کی مدد کافی ہی۔ یہ فرماکر آپ اُٹھ کھڑے ہوے۔

ابو طالب پر اس گفتگو کا بڑا اثر ہوا اور رقت پیدا ہوئی آپ کو پکار کر کہا کہ بھتیجے تم اپنا کام کیے جاؤ۔ خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون وہ تمپر ہرگز قابو نہین پا سکتے۔ اور نہ مین تمہین اون کے حوالے کر سکتا قریش نے جب دیکھا کہ ابو طالب کسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذلت گوارا نہین کرتے اور نہ اونہین قریش کے حوالہ کرنا چاہتے ہین تو وہ عمارۃ بن ولید کو لے کر ابو طالب کی خدمت مین پھر آئے اور کہا کہ آپ اسے لے لیجئے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے سپرد کیجئے۔ ابو طالب نے صاف

انکار کیا اور کہا کہ یہ کبہی نہین ہو سکتا کہ اپنے بھتیجے کو قتل کرنے کے لئے تمہین دیدون اور تمہاری اولاد کو تمہارے ہی لئے مین پالون قریش کے سرداروں نے اور بہی بہت کچہہ لالچ دیا۔ پہر ڈرایا دہمکایا لیکن ابو طالب پر کوئی اثر نہ ہوا اور کہا کہ جو چاہو کرو ایسا نہین ہو سکتا۔

ہجرت حبشہ کا حکم جب قریش بالکل مایوس ہو گئے تو اونہون نے آپ کو اور آپ کے تمام اصحاب کو اور بہی سخت تکلیفین پہونچانا شروع کین جب ان ایذاؤنکی کوئی حد و انتہا نہ رہی اور بہت سے بے پناہ اور کمزور لوگون کو جان کا خطرہ ہو گیا تو آنحضرت نے حبشہ کو ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی اور پندرہ مسلمان جن مین گیارہ مرد اور چار عورتین تہین حضرت عثمان ذی النورین رض کی قافلہ سالاری مین حبشہ چلے گئے۔ ان ہی مہاجرین مین آنحضرت صلعم کی صاحبزادی رقیہ اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رض جو اسوقت حضرت ابو سلمہ رض کی زوجیت مین تہین وہ بہی تہین۔ یہ سفر بہی نہایت سخت تہا یعنی دو سو میل خشکی اور پہر دریا کا سفر۔ قریش نے ان سب کا تعاقب بہی کرنا چاہا۔ مگر یہ سب روانہ ہو چکے تہے۔ اور اونکو کچہہ نقصان نہ پہونچا سکے۔

حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی مذہب تہا لیکن چونکہ علم سے آراستہ تہا اسی سبب سے باوجود مذہبی اور ملکی غیریت کے خود اس نے اور اس کی عام رعایا نے ان ہجرت کرنے والون کی بڑی خاطر و تواضع کی اس گروہ کے بعد

اور مسلمان بہی وقتاً فوقتاً وہان جاتے رہے۔

حضرت حمزہ اور حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

اسی دوران مین حضرت حمزہ اور حضرت عمر بہی اسلام لائے حضرت حمزہ ایک دن شکار کو گئے ہوئے تھے آنحضرتؐ کوہ صفا پر تشریف رکھتے تھے اور ابوجہل آپ کی شان مبارک مین گستاخی کر رہا تھا آپ صبر کئے ہوے خاموش بیٹھے رہے اتنے مین حضرت حمزہ واپس آئے اور طواف کعبہ کو گئے تو ایک کنیز جو جناب رسالت مآب کی اس حالت کو دیکھ رہی تہی حضرت حمزہ کے پاس گئی اور اُن سے سب باتین بیان کین۔ اونہین سخت غصہ آگیا اور قسم کہائی کہ جب تک اُس شخص سے جس نے محمدؐ پر ظلم کیا ہے بدلہ نہ لے لون گا مجہے کہانا پینا حرام ہے۔ اسی حالت مین آنحضرتؐ کے پاس گئے اور کہا کہ تمہارا چچا تمہارے دشمن سے بدلہ لینے کے لئے آگیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑ دیجئے جس کا نہ باپ ہے اور نہ چچا، نہ مان ہے۔ نہ کوئی اور مددگار حضرت حمزہؓ نے لات وعزیٰ کی قسم کہا کر کہا کہ مین تمہاری مدد کرون گا آپ نے جواب دیا کہ اگر میری مدد مین آپ مشرکین کو اتنا قتل کرین کہ اُن کے خون مین نہا جائین تو بہی آپ میرے عزیز نہین ہو سکتے جب تک کہ آپ ایمان نہ لائین اور اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ نہ کہین حضرت حمزہ متاثر ہوئے۔ کلمہ طیبہ پڑہا اور اسلام مین داخل ہو گئے۔

خواتین! یہ امر قابل غور ہے کہ حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے مین اُس کنیز کا بہی کس قدر حصہ ہے اور کیسے نازک موقع پر اُس نے حضرت حمزہؓ کو آن حضرتؐ کی اس حالت بے کسی سے مطلع کیا۔

اِن کے اسلام لانے سے آن حضرت کو بڑی تقویت ہو گئی کیونکہ حضرت حمزہ بڑے دلیر اور بہادر تہے اور سب پر ان کا رعب چہایا ہوا تہا انکے بعد حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کا بہی عجیب و غریب واقعہ ہے اس واقعہ سے تم کو معلوم ہو گا کہ انکے اسلام لانے مین ان کی بہن فاطمہ کا کتنا بڑا حصہ ہے اور اُنہون نے کتنی دلیری وجرءت اور اسلام پر استقلال کی مثال ہم عورتون کے لئے قائم کی ہے جس زمانہ مین آیتہ۔ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ۝ نازل ہوئی اور اس کی خبر ابوجہل کو پہونچی تو ابوجہل کہنے لگا کہ لوگو! محمدؐ اپنی زبان کو ہمارے اور تمہارے معبودون کی بُرائی کرتا ہے۔ اور تمہارے عقلمند لوگون کو بیوقوف بناتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہارے باپون کا حشر اُن کے معبودون کے ساتہ دوزخ مین ہو گا۔ اس لئے تم مین سے جو محمدؐ کو قتل کریگا مین اُس کو ہزار سرخ اونٹ اور ہزار اوقیہ[۱] سرخ سونا دون گا اس محفل مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہی تہے وہ کہڑے ہوئے اور اس وعدہ کی قسم وغیرہ لینے کے بعد

---

[۱] ایک اوقیہ کا وزن۔

آنحضرت صلعم کے قتل کو چلے راستہ مین ان کو اپنی بہن فاطمہ اور اونکے شوہر کے مسلمان ہونے کی اطلاع ملی حضرت عمرؓ راستہ سے پلٹ کر اپنی بہن کے گھر پہونچے اتفاق سے کواڑ بند تھے اور اس وقت آپ کے بہنوئی اور بہن اور خباب بن ارث بیٹھے ہوے سورۂ طہٰ کی تلاوت کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے دروازہ کھٹ کھٹایا اور آواز دی حضرت خباب نے حضرت عمرؓ کو پہچان لیا اور خود مع اس صحیفہ طاہرہ کے چھپ گئے کواڑ کھولا گیا حضرت عمر تشریف لائے اور کہا کہ جو باتین تم اس وقت کر رہے تھے کیا تھین بحث وگفتگو بڑہی اور حضرت عمر اپنے بہنوئی کو مار کر اور گرا کر سینہ پر بیٹھ گئے جب آپ کی بہن نے دیکھا تو وہ بچانے کے لئے دوڑین۔ آپ نے اُن کو بھی ایک طپانچہ مارا اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اون کے سر مین بہت چوٹ آگئی اور تمام چہرہ خون آلودہ ہو گیا حضرت عمر کی بہن بولین کہ عمر! تم اس بات پر ہم کو تکلیف پہونچاتے ہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہم دونون مسلمان ہین اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہین۔ تم جو جی چاہے کرو ہم محمدؐ کے دین سے نہین پھر سکتے۔

حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھی اور اپنی بہن کے خون بھرے ہوے چہرے کی طرف نظر کی تو رقت طاری ہو گئی ایک کونہ مین جا کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ وہ صحیفہ لاؤ جس کو تم پڑہ رہے تھے اُن کی بہن نے جواب دیا

کہ لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ ۝ اُٹھو غسل کرو تب اُس کو ہاتھ مین لو حضرت
عمرؓ باہر گئے خباب کونے سے نکلے اور کہنے لگے کہ کیا کافر کے ہاتھ مین قرآن
دو گی انہون نے کہا مجھے امید ہے کہ وہ مسلمان ہو جائین گے۔ آخر مین
حضرت عمرؓ غسل سی فارغ ہو کر تشریف لائے حضرت عمرؓ کی بہن نے صحیفہ ان کے
ہاتھ مین دے کر سورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ
الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی ۝ اِلَّا تَذْکِرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی ۝ تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ
الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۝ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ۝
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی ۝ وَاِنْ
تَجْھَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی ۝ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی
(ترجمہ) اے پیغمبر ہم نے تم پر قرآن اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اس کی وجہ سے
اس قدر) مشقت اوٹھاؤ (ہان قرآن) صرف ایک نصیحت ہے (اور وہ بھی)
اُسی کے لئے جو (خدا سے) ڈرتا ہے (یہ) اُس (خدا) کا اتارا ہوا ہے
جس نے زمین اور اونچے (اونچے) آسمانون کو پیدا کیا (اسی کا ایک
نام ہے) رحمٰن (جو) عرش (بریں) پر براج رہا ہے اُسی کا ہے جو کچھ آسمان
مین ہے اور جو کچھ زمین مین ہے اور جو کچھ (آسمان وزمین) دونون کے بیچ مین ہے
اور جو کچھ (کرہ) خاک کے تلے ہے اور (اے مخاطب) اگر تو پکار کر بات کرے تو
وہ (تیرے پکارنے کا محتاج نہین کیون کہ وہ) آہستہ او

(آہستہ سے) زیادہ مخفی بات کو بھی جانتا ہے (وہی) اللہ (ہے کہ) اس کی سوا اور کوئی معبود نہین "

غرض جس وقت وہ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے نا الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى پہونچین تو حضرت عمر کا سینہ نور اسلام سے منور ہو گیا ایک وجدانی حالت مین کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جب خباب نے اس کلمہ طیبہ کو حضرت عمرؓ کی زبان سے سنا تو وہ بھی تکبیر کہتے ہوئے باہر نکل آئے اور کہا کہ عمر! تم کو بشارت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِی جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تمہارے حق مین قبول ہوئی

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آن حضرتؐ کے مکان کی طرف چلے آن حضرت اور آپ کے اصحاب مکان مین بیٹھے ہوئے تھے دروازہ بند تھا کسی نے کواڑ کی دراز سے دیکھا کہ حضرت عمرؓ آرہے ہین اور گلے مین تلوار حمائل ہے۔ یہ دیکھکر اُنھون نے کواڑ کھولنے کی ممانعت کی مگر حضرت حمزہ نے کہا یارسول اللہ حکم دیجئے کہ دروازہ کھولا جائے۔ اگر عمر اچھی طرح پیش آئے تو فبہا ورنہ اسی تلوار سے ان کا سر بدن سے جدا کر دیا جائیگا۔

ایک صحابی نے دروازہ کھولا حضرت عمر تشریف لائے تو آنحضرت نے استقبال کیا اور اپنے قریب لاکر بٹھایا اور فرمایا کہ اگر تم صلح کیلئے آئے ہو تو بتاؤ اور لڑائی کیلئے آئے ہو تو بتاؤ حضرت عمرؓ نے نہایت وحشت زدہ ہو کر عرض کیا مین مسلمان ہون

آن حضرت صلعم نے فرمایا کہو۔ لا اله الا الله محمد رسول الله جیسے ہی یہ کلمہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے نکلا تمام جلسہ نے خوش ہوکر نعرہائے تکبیر بلند کئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل اسلام کے زمرہ مین داخل ہوگئے

مسلمانون سے ترک تعلقات کا معاہدہ اور اس کا انفساخ

قریش نے جب دیکھا کہ اکثر مسلمان حبشہ مین جارہے اور چند افراد جو موجود ہین ان پر عمر و حمزہ کی وجہ سے سختی نہین کرسکتے تو یہ عہد کیا کہ کوئی بنو ہاشم و بنو مطلب (قبیلہ جناب سالت مآب) سے کسی قسم کا کچھ واسطہ نہ رکھے بلکہ ان سے بات تک نہ کرے۔ تین برس تک یہی عہد و پیمان رہا۔ اور مسلمانون کو ضروریات زندگی مین سخت تکلیف ہونے لگی۔ آخر قریش کے چند آدمی باہم مشورہ کرکے اور اپنے اپنے اعزا کی تکلیف سے متاثر ہوکر اس عہد کو توڑنے پر آمادہ ہوے اسی اثنا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ عہد نامہ کا اکثر حصہ کیڑے کہا گئے۔ سب نے دیکھا تو واقعی یہ خبر صحیح تہی۔ سب متحیر ہوگئے اور اس کی پابندی چھوڑ دی۔

حبشہ سے چند اصحاب کی واپسی

ادہر مہاجرین حبشہ کو جھوٹی خبر ملی کہ قریش اور مسلمانون مین صلح ہوگئی ہے اس خبر سے ان مین کی کچھ لوگ واپس آگئے۔

ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال

چند دنون بعد ابوطالب کا اور ان کے تین یا پانچ یوم بعد حضرت خدیجہ کا انتقال ہوگیا ان دونون کے انتقال سے آنحضرت کو بہت صدمہ ہوا۔ اور آنحضرت نے اس سال کو عام الحزن فرمایا۔

خواتین! کس قدر عبرت وحیرت کا مقام ہے کہ ابو طالب جنہون نے آپ کی اور اسلام کی حمایت مین کوئی دقیقہ نہ اوٹھار کہا تمام قبائل قریش کی دشمنی سے نہ ڈرے اور جو آپ کی محبت اپنی اولاد سے زیادہ رکہتے تہے مرنے کے وقت بہی ان کا دل آپ کی آئندہ حالت کے لئے بے قرار تہا اور اپنے بہائیون سے آپ کے حفاظت کی وصیت کی تہی۔ یہ محبت ابو طالب کو آنحضرت کے ساتہہ طبعی اور فطری تہی جیسا کہ اولاد کے ساتہہ ہوتی ہے۔ لیکن اسلام کی دولت سے بہرہ یاب نہین ہوے اسلئے اسلامی محبت نہ تہی۔ اور جب آنحضرتؐ نے بے انتہا سمجہایا تو جواب دیا کہ مین نے آتش دوزخ کو اس ننگ کے مقابلہ مین گوارا کیا ہے کہ مین اپنے باپ دادا کے دین کو چہوڑدون اور بہتیجے کے دین کو قبول کرون

پس اس سے خیال کرنا چاہئے۔ کہ توحید کا عقیدہ اور اقرار کس قدر ضروری ہے اور بغیر اس کے کسی طرح خواہ کیسی ہی نیکی کے کام کیون نہ کرے نجات ناممکن ہے اور یہ کہ محبت طبعی اور فطری کچہہ فائدہ نہین دیتی جب تک کہ اسلام اور ایمان کی وجہ سے محبت نہ ہو۔

طائف کا سفر اور وہان کی تکلیفات

اس کے بعد آپ مکہ سے طائف تشریف لیگئے تا کہ وہان تبلیغ اسلام کرین۔ آپ کے ہمراہ حضرت زید بہی تہے جنہون نے حضرت خدیجہؓ اور حضرت علی کے ساتہہ ہی اسلام قبول کیا تہا طائف مین دس دن تک آپ مقیم رہے اور وعظ فرماتے رہے مگر کوئی ایمان نہین لایا

اور شہر مین عام طور سے مخالفت شروع ہو گئی دسوین دن آپ پر پتہر برسائے گئی جس سے آپ کے جسم اطہر پر کئی زخم آے اور تمام لباس خون سے تر ہو گیا حضرت زیدنے آپ کے بچانے مین بڑی کوشش کی۔ اور خود بہی زخمی ہوے موذی آپکو ریلتے ہوے ایک دیوار تک لے گئے۔ آپ نے اس وقت خدا سے التجا کی کہ اے خدا جو سب مہربانون سے زیادہ مہربان ہے تیرے ہی آگے مین اپنی ناتوانی اور بیچارگی ظاہر کرتا ہون۔

نخلہ کے چند روزہ قیام کے بعد مکہ کو واپسی	پہر یہان سے نخلہ گئے اور نخلہ مین کچہہ دن قیام فرماکر مکہ واپس تشریف لائے۔ لیکن یہان مسلمانونکو اور زیادہ تکلیف مین پایا

آپ مشرکین مکہ کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے۔

موسم حج مین جو لوگ اطراف وجوانب سے آتے آپ اون سے ملتے اونکو دعوت اسلام دیتے۔ قرآن شریف پڑہ کر سناتے۔ اسلام اور مسلمانون کی امداد کے لئے کہتے۔ قریش ان امور مین بہی مزاحم ہوے ابولہب نے اس مین بہی زیادہ حصہ لیا۔ ان حاجیون مین سے بعض تو بہ سہولت جواب دیتے۔ اور بعض منہہ موڑ لیتے۔ بلکہ ایذا دہی پر آمادہ ہوجاتے۔ اور بعض کہتے ہم ان شرائط پر ایمان لاتے ہین۔ کہ ملک و حکومت دلاؤ۔ آپ یہ فرماکر چپ ہو رہتے کہ بہائی یہ کام اللہ کا ہے مین کیونکر وعدہ کردن۔

اہل مدینہ سے ملاقاتین اور انکا اسلام قبول کرنا	پہر جب موسم حج آیا۔ تو آپ سب سے ملنے آے اتفاقاً

عقبہ کے قریب بمقام منیٰ ایک روز تشریف رکھتے تھے کہ اہل مدینہ مین سے قبیلہ خزرج کے چھہ آدمیون سے ملاقات ہوئی آپ نے ان کو دعوت دی قرآن شریف پڑہ کر سنایا۔ یہ لوگ یہود کے جوار مین رہتے تھے انہون نے سنا تہا کہ عرب مین عنقریب ایک نبی پیدا ہونے والا ہے قرآن اور توحید کی باتین سنکر باہم کہنے لگے کہ واللہ یہ تو وہی نبی ہین۔ جن کا یہود تذکرہ کیا کرتے ہین۔ بہتر ہوگا کہ یہود سے پہلے ہم ایمان لے آئین سب نے اتفاق کرکے حضرت سے عرض کی کہ ہم آپ کے رسول ہونے کی تصدیق کرتے اور آپ پر ایمان لاتے ہین اور آپ فرمائین تو ہم یہود کو بہی دعوت دین اگر ان سے اتفاق ہوگیا۔ تو اس صورت مین آپ سے بڑہکر کوئی شخص نہ ہوگا۔ آپنے دعائین دین۔ وہ لوگ مدینہ واپس آئے اور ہر جگہ ہر موقع پر آپکا ذکر کیا یہان تک کہ مدینہ مین کوئی جلسہ کوئی مکان آنحضرت صلعم کے ذکر سے خالی نہ ہوتا تہا۔ دوسرے سال پہر بارہ آدمی مدینہ سے مکہ آئے۔ بقول بعض پانچ اُن ہی مین سے تہے اور سات جدید تہے ان سب نے عقبہ کے قریب آپ سے بیعت کی کہ شرک، زنا، اور چوری نہ کرین گے اور نہ اپنی اولاد (اناث) کو مار ڈالین گے۔ نہ جھوٹ بولین گے۔ نہ بہتان باندہین گے اسی بیعت کو "بیعت النسا" کہتے ہین۔

بیعت النسا کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس بیعت مین انصار نے یہی اقرار کیا تہا کہ ہم آپ کی ایسی ہی حفاظت کرین گے اور ساتھ دین گے جیسی اپنی

عورتون اور بچون کی حفاظت کرتے ہین۔
واپسی کے وقت ام مکتوم کے بیٹے اور مصعب کو احکام شریعت کی تعلیم کی غرض سے ان لوگون کے ہمراہ مدینہ روانہ کیا۔ ایک روز قبیلہ بنی عبد الاشہل کے دو سردار اسعد کے مکان پر آئے۔ اور مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے مسلمان ہونے سے ایک ہی دن مین کل قبیلہ کے مرد وعورت بوڑہے اور بچے سب مسلمان ہوگئے تہوڑے ہی دن مین مدینہ کا کوئی ایسا گہر نہ تہا جس مین کوئی عورت یا مرد مسلمان نہ ہو۔
ایک سال بعد پہر جو موسم حج آیا تو مصعب مع اور مسلمانون کے جن کی تعداد بہت بڑہ گئی تہی۔ مکہ مین پہونچکر عقبہ کے قریب آپ سے چہپ کر ملے یہان چند لوگ اور ایمان لائے اور اقرار کیا کہ اپنے اہل وعیال اور اپنی عزت کی طرح آپ کو بہی دشمنون سے بچائینگے۔ آپ مع اصحاب کے ہمارے شہر مین تشریف لے آئیے۔ اس شب مدینہ کے بہتر مرد اور دو عورتون نے اسلام قبول کیا تہا۔ ان مین سے بارہ آدمیون کو حق کی تعلیم کا ذمہ دار بنایا صبح قریش کا ایک گروہ ان کے فرودگاہ مین آیا اور اسلام لانے پر ملامت کی انہون نے بہی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ قریش خوف کہا کر واپس ہوئے۔

مشرکین کا مشورہ قتل اور ہجرت کی تیاری

اس بیعت کے بعد مدینہ مین آفتاب اسلام کی روشنی پہیل گئی لیکن مکہ مین مسلمانون کی تکلیفین اور بڑہ گئین اب بہ حکم الٰہی

آپ نے اپنے اصحاب کو مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا ان کے ساتھہ کئی عورتین بھی تہین۔ آپ خود بھی مکہ مین حکم آلہی کے منتظر تھے۔ اور آپ کے پاس صرف حضرت ابو بکر صدیق رضہ اور حضرت علی مرتضے رضہ تہے۔ اب قریش کا دار الندوہ مین جمع ہو کر مشورہ ہوا کہ آپ کو ایک تنگ و تاریک مکان مین قید کر دین۔ بعض نے جلا وطنی کی رائے دی اور بعض نے مار ڈالنے کی رائے دی اس آخری رائے سب نے اتفاق کیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ کو آگاہ فرما دیا آپ نے حضرت علی کو اپنے خواب گاہ مین سلا کر ایک مشت خاک لی اور سورہ یٰس فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ تک پڑہ کر اون کی طرف پھینک دی اور مکان سے باہر تشریف لا کر ابو بکر کے مکان پر گئے اور اون سے تنہائی مین گفتگو کر کے ارادہ سفر ظاہر فرمایا۔ حضرت اسما ناشتہ لیکر حاضر ہوئین ناشتہ باندہنے کو کچہہ نہ ملا تو اپنا کمر بند لے کر اوس کے دو حصہ کئے ایک سے ناشتہ باندہ دیا دوسرا کمر بند کیا۔ اوسی روز سے اون کا لقب ذات النطاقین ہو گیا آپ نے ابو بکر کو ہمراہ لئے ہوے شہر سے نکل کر غار ثور مین قیام فرمایا۔ عبد اللہ بن ابی بکر روزانہ قریش کے حالات سے آگاہ کر جاتے تھے باوجود کمال احتیاط کے قریش سراغ رسانی کر کے غار تک پہونچ گئے مگر آپ خدائے تعالیٰ کی حفاظت مین تھے اوس نے آپ کی حفاظت کا یہ انتظام فرمایا کہ غار ثور کے دہانہ پر مکڑی نے جالا تان دیا۔ راستہ مین کبوتر نے انڈے دیدیے وسط راہ مین ایک درخت

خدا کی قدرت سے نصیب ہوگیا۔ کفار ناکام واپس آئے اور اعلان کیا کہ جو ابوبکر و محمدؐ کو گرفتار کرے گا اوسے (۱۰۰) اونٹ انعام مین دیے جائینگے

جب غار ثور مین تین روز گذر چکے تو روانگی کا ارادہ کیا عبداللہ بن اریقط حسب وعدہ دو اونٹ لے کر حاضر ہوگئے اور عامر بن فہیرہ جو حضرت ابوبکر کے غلام تھے وہ بھی آ گئے۔

ہجرت آپ اور حضرت ابوبکر ایک اونٹ پر سوار ہوے اور عبداللہ اور عامر بن فہیرہ دوسرے پر سوار ہوکر ایک غیر مشہور راستہ سے مدینہ روانہ ہوگئے دوسرے دن ظہر کے وقت تہوڑی دیر میدان مین ٹھیرے۔ اس اثنا مین ایک شخص سراقہ نامی آ پہونچا جو قریش سے آپکے گرفتار کرنے کا وعدہ کر چکا تہا۔ آپنے دعا کی اوس کے گھوڑے کے پاؤن زمین مین دہنس گئے وہ خواستگار معافی ہوا۔ آپنے امان دی وہ واپس ہوگیا پہر جو کوئی آنحضرت کے تعاقب مین اوسکو ملتا وہ اونکو واپس کرتا جاتا تہا۔ یہ مختصر قافلہ دوشنبہ کے دن مدینہ مین داخل ہوا۔ اہل مدینہ روزمرہ استقبال کے لئے آکر واپس چلے جاتے تھے آج بھی ناامید ہوکر واپس ہورہے تھے کہ ایک یہودی کی نگاہ آپ کے قافلہ پر پڑگئی تو اوس نے اہل مدینہ کو آواز دی کہ تمہارا مقصود حاصل ہوگیا۔ وہ لوٹ پڑے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کھجور کے باغ کی طرف سے تشریف لاتے ہوے دیکھکر اس طرف دوڑ پڑے اور ہمراہ رکاب مدینہ مین داخل ہوکر ”قبا“ مین

کلثوم بن دارم کے یہان رونق افروز ہوے۔

مسجد کی تعمیر[1]

یہان آپکا پہلا کام مسجد کا تعمیر کرانا تہا، کلثوم کی ایک افتادہ زمین تہی جہان کہجورین سکہلائی جاتی تہین یہین دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی یہی مسجد ہے جس کی شان مین قرآن مجید مین ہے

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر رکہی گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس مین کہڑے ہو اس مین ایسے لوگ ہین جن کو صفائی بہت پسند ہے اور خدا صاف رہنے والون کو دوست رکہتا ہے۔

مسجد کی تعمیر مین مزدورون کے ساتہہ آپ خود بہی کام کرتے تہے۔ بہاری بہاری پتہر دن کے اُٹہاتے وقت جسم مبارک خم ہو جاتا تہا عقیدت مند آتے اور عرض کرتے کہ ”ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون آپ چہوڑ دین ہم اُٹہا لین گے“ آپ اُن کی درخواست قبول فرماتے، لیکن پہر اُسی وزن کا دوسرا پتہر اُٹہا لیتے۔

عبداللہ بن رواحہ، شاعر تہے، وہ بہی مزدورون کے ساتہہ شریک تہے اور جس طرح مزدور کام کرنے کے وقت تہکن مٹانے کو گاتے جاتے ہین، وہ یہ اشعار

---

[1] یہ اقتباس سیرۃ النبی (صلعم) سے اضافہ کیا گیا ہے۔

پڑہتے جاتے تھے۔

افلح من یعالج المساجدا — وہ کامیاب ہے جو مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اور

ویقرء القرآن قائماً وقاعدا — اُٹھتے بیٹھتے قرآن پڑہتا ہے، اور رات کو

ولا یبیت اللیل عنہ راقدا — جاگتا رہتا ہے۔

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہر ہر قافیہ کے ساتھ آواز ملاتے جاتے تھے

مدینہ مین داخلہ اور استقبال — لوگون کو جب تشریف آوری کی خبر معلوم ہوئی تو ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے پیش قدمی کے لئے دوڑے، آپ کے ننہالی رشتہ دار بنو نجار ہتھیار سج کر آئے۔ قبا سے مدینہ تک دورویہ جان نثارون کی صفین تہین؛ راہ مین انصار کے خاندان آتے تھے، ہر قبیلہ، سامنے آکر عرض کرتا "حضورؐ! یہ گہر ہے، یہ مال ہے، یہ جان ہے" آپ منت کا اظہار فرماتے اور دعاء خیر دیتے۔ شہر قریب آگیا تو جوش کا یہ عالم تہا کہ پردہ نشین خاتونین چھتون پر نکل آئین اور گانے لگین۔

طلع البدر علینا — چاند نکل آیا ہے۔

من ثنیات الوداع — کوہ وداع کی گھاٹیون سے؛

وجب الشکر علینا — ہم پر خدا کا شکر واجب ہے؛

ما دعی للہ داع — جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگین؛

معصوم لڑکیان دف بجا بجا کر گاتی تہین؛

نحن جوار من بنی النجار ۔ ہم خاندان نجار کی لڑکیان ہین
یا حبذا محمداً من جار ۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہمسایہ ہے

آپ نے ان لڑکیون کی طرف خطاب کرکے فرمایا "کیا تم مجھکو چاہتی ہو؟" بولین "ہان"۔ فرمایا کہ "مین بھی تم کو چاہتا ہون"

نتائج۔ خواتین! یہ واقعات جو نبوت سے ہجرت تک کے ہین۔ ان کو بطور واقعات ہی کے سننا اور پڑہنا نہین چاہیئے۔ بلکہ ان سے جو نتائج حاصل ہوتے ہین انپر بھی غور کرنا چاہیئے۔ اور جو نصائح نکلتے ہین انپر عمل کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلعم کی تمام تر زندگی اُن لوگون کے لئے جو نیکی کے طالب ہین ایک نمونہ ہے۔ آپکے ساتھیون کے حالات ایسے لوگون کے لئے مثالین ہین۔ آپ رحمۃ اللعالمین تھے مگر آپ کو کیسی کیسی سخت تکلیفین اور مصیبتین اس قوم کے ہاتھہ سے پہونچین جس کی نجات کے لئے آپ مبعوث ہوے تھے۔ اور آپ کے ساتھیون کو کس قسم کی ایذائین دی گئین لیکن آپ کی زبان مبارک سے کسی کے لئے بد دعا نہین نکلی بلکہ ان کی ہدایت اور نجات ہی کیلئے دعا کی۔ تم نے سنا ہے کہ ان محترم و مقدس خواتین نے جو آپ پر ایمان لائین تہین آپ کی رفاقت مین کس قسم کی ناقابل برداشت اور سخت مصیبتین گوارا کین۔ مگر اپنے قدم کو جادۂ اسلام پر مستقل رکھا اور ان سب مصائب کو خوشی کے ساتھہ جھیلا۔

خواتین! آنحضرت صلعم کی ذات مبارک یون تو ساری دنیا کے لئے

رحمت تھی۔ آپ کے احکام اور آپ کے حالات زندگی، قیامت تک اسی طرح رحمت رہین گے۔ لیکن اس رحمت مین سب سے بڑا حصہ جس بنی نوع انسان کو حاصل ہوا وہ ہماری ہی جنس ہے۔ ہمین عورتین ہین جن کو اسلام نے ذلت وحقارت اور غیر طبعی موت یعنی دختر کشی سے نجات دی۔ اسلام تمام دنیا کی ہدایت کے لئے آیا۔ اور اس کی تعلیم صرف عرب ہی تک محدود نہ تھی۔ اور اس وقت صرف عرب ہی مین نہین بلکہ ساری دنیا مین عورتون کی حالت قابل رحم تھی اس زمانہ مین جہان جہان تہذیب وتمدن تھا اور جو جو مذاہب جاری تھے ان مین عورتون کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہین کیا جاتا تھا۔ یونان مین جہان کی تہذیب مشہور تھی۔ عورت ایک کم درجہ کی مخلوق کہی جاتی تھی اور بجز طوائفون کے اور کسی کی قدر نہین ہوتی تھی اسپارٹا مین اس عورت کو مار ڈالتے تھے جس سے کسی قوی سپاہی کے پیدا ہونے کی امید نہ ہوتی۔ مذہب ہنود کی کتابون مین عورت اور اس کے اثر کے متعلق یہ الفاظ ہین۔ کہ تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان مین سے کوئی اسقدر خراب وخطرناک نہین۔ جس قدر عورت ہے۔ اسی طرح یہ بھی حکم ہے کہ عورت صغرسنی مین باپ کی مطیع ہے۔ اور جوانی مین شوہر کی اور پھر بیٹون کی اور بیٹے نہ ہون تو اپنے اقربا کی۔ کیونکہ کوئی عورت اس قابل نہین کہ خود مختارانہ زندگی بسر کر سکے۔ چینیون مین یہ ضرب المثل ہے کہ اپنی بیوی کی بات تو سننا چاہئے

مگر اسپر یقین ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ روم مین شوہر کو بیوی کی جان پر بہی پورا حق حاصل تہا۔ انجیل مین لکہا ہوا ہے۔ کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے۔ عہد قدیم یعنی توریت کے باب وعظ مین لکہا ہے کہ" جو کوئی خدا کا پیارا ہے۔ وہ اپنے کو عورت سے بچائیگا۔ ہزار آدمیون مین مین نے ایک خدا کا پیارا پایا ہے۔ لیکن تمام عالم کی عورتون مین ایک عورت بہی ایسی نہین جو خدا کی پیاری ہوئی ہو دخترکشی کی رسم تمام جہان مین پہیلی ہوئی تہی۔ یونان اور روم مین جہان بڑے بڑے حکیم گذرے ہین۔ یہ رسم پسندیدہ سمجہی جاتی تہی۔ لیکن آپ نے جب پہلی مرتبہ بیعت لی ہے تو اس مین لڑکیون کے زندہ رکہنے کا بہی اقرار لیا ہے۔ اور اس کے بعد جیسا کہ مین آیندہ بیان کرون گی عورتون کی عزت اور اون کے حقوق کی حفاظت کے متعلق کیسی کیسی تاکیدین اور ہدایتین فرمائی ہین۔ پہر خود آپ نے عورتون کے ساتہ جس قدر مہربانی، درگزر اور الطاف فرمائے ہین اور جس طرح اپنے خاندان کی عورتون اور لڑکیون کے ساتہ آپ نے بسر کی ہے۔ وہ ان احکام کی تفسیر اور ایسا عمل ہے جس کے سمجہنے اور جسپر عمل کرنے سے انسانی دلون کو کامل فرحت حاصل ہوتی ہے مکہ مین جب تک آپ رہے زیادہ تر توحید اور شرک سے بیزاری کا ہی وعظ فرماتے رہے۔ البتہ جب مدینہ طیبہ مین ہجرت کر کے تشریف لائے تو تمدنی اور معاشرتی اصلاحات فرمائین۔ جن کا تذکرہ اپنے موقع پر آئیگا۔ مکہ معظمہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ

آپ کے حضور مین ایک قبیلہ کے شیخ قیس نامی کو باریابی حاصل ہوئی ہوقت
آپ ایک صاحبزادی کو زانو پر بٹھائے کھلا رہے تھے قیس نے دریافت کیا کہ یہ
کس جانور کا بچہ ہے جس کو آپ کھلا رہے ہین آپ نے جواب دیا کہ یہ میرا بچہ ہے
قیس نے کہا باللہ العظیم بہت سی میرے یہان ایسی لڑکیان ہوئین ۔
لیکن مین نے سب کو زندہ دفن کر دیا۔ اور کسی کو بھی نہ کھلایا۔ آپ نے فرمایا کہ
اے بدبخت معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل مین کسی قسم کی محبت
انسانی پیدا نہین کی۔ تو ایک نعمت عظمیٰ سے جو انسان کو دی گئی ہی محروم ہی
آپ اپنی ایک صاحبزادی حضرت فاطمہ رض کا بھی احترام فرماتے تھے اون کی
تعظیم کرتے تھے۔ غزوہ حنین مین جو ہجرت کے ۸ سال بعد واقع ہوا اور جس مین
مسلمانون نے ایک بڑی شکست کے بعد فتح حاصل کی تھی جب آپ کا گذر ایک
عورت کے لاشہ پر ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے لوگون نے
عرض کی خالد بن ولید رض نے۔ آپ نے حکم دیا کہ خالد سے جا کر کہدو کہ رسول اللہ نے
عورت بچہ اور مزدور کے قتل کو منع کیا ہے۔ اس غزوہ کے قیدیون مین ۔
ایک لڑکی گرفتار ہو کر آئی۔ جو آپ کی دودہ شریک بہن تہی۔ اوس نے
اپنا پتہ بتایا۔ آپ نے اوس کو پہچانا اور اس کے لئے اپنی چادر زمین پر بچھادی
اور جو کچھ اوس نے مانگا وہ اُسے دیا۔ اور عزت و احترام کے ساتھ اوسی اوسکی
گھر پہونچا دیا۔

جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ بہت غمگین و رنجیدہ رہتے تھے
تو اون کی بیوی یعنی آپ کی چچی جن کا نام حضرت فاطمہ بنت اسد تھا اور جو حضرت
علی کی والدہ تھین آپ کے ساتھ بے انتہا ہمدردی کرتی تھین ہجرت کے چوتھے
سال اون کا انتقال ہوا۔ تو آپ اون کے سرہانے بیٹھے اور فرمایا
اُمّی بعدَ اُمّی یعنی میری ماں کی وفات کے بعد تم میری ماں تھین۔ اور اسکے
علاوہ اون کی بہت تعریف کی اور اون کے کفن کے لئے اپنی چادر عطا فرمائی
اپنے دست مبارک سے اون کی لحد کھودی، مٹی نکالی اور قبر کے اندر اوتر کر
اون کے لئے دعاے خیر کی

آپ اپنی تمام عمر مین جن پانچ آدمیون کی قبر مین اترے اون مین سے
تین عورتین تھین۔ اور دو مرد ایک یہی فاطمہ بنت اسد دوسرے ام رومان
حضرت عائشہ کی والدہ اور تیسری حضرت خدیجہ غرض ایسے بہت سے
واقعات ہین جن سے۔ آپ کی اس شفقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ جو آپ
عورتون کے ساتھ فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ۔ اَلدُّنیَا مَتَاعٌ وَ
خَیرُ مَتَاعِ الدُّنیَا مَرأَۃٌ صَالِحَۃٌ یعنی دنیا ایک فائدہ کی جگہ ہے اور دنیا کا
ایک بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔ آپ نے عورت کو ایسا درجہ دیدیا جو دنیا
مین اس کے لئے ایک بہترین نعمت ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ
مَا اَکرَمَ النِّسَاءَ اِلَّا کَرِیمٌ وَمَا اَھَانَھُنَّ اِلَّا لَئِیمٌ۔ یعنی جو شخص صاحب عزت

ہین وہ عورت کی عزت کرتے ہین اور جو پاجی ہین اون کی توہین کرتے ہین
گویا عورت کی عزت ہی کو انسانی عزت کا معیار قرار دیدیا۔ غرض اسی طرح
بکثرت واقعات واحادیث اور قرآن مجید کی آیتین ہین۔ جن سے عورتون کے
مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے اُنکو مین آئندہ سلسلہ تقریر مین بیان کرون گی لیکن
اے خواتین! مین پوچھتی ہون کہ وہ مذہب اور اس نبی برحق کی وہ ہدایت
جس نے ہماری ذات کو نعمت عظمیٰ قرار دیا۔ اور جس نے ہماری روحانیت
کو تسلیم کیا اور جس نے ہماری جنس کو دنیا کی بہترین متاع تسلیم کرایا۔ جس نے
ہماری سختیون پر مردون کو صبر کرنیکی تلقین کی۔ کیا ایسی نہین ہے کہ اس پر دل وجان
سے عمل کرین اور ایک سچے شکر گذار بندے کی مانند اسکے احکام کی تعمیل مین مصروف رہین

تم نے اسی تقریر مین سنا ہے کہ سب سے پہلے جو چیز ہم پر فرض کی گئی ہے
اور جس کام کا ہم کو حکم دیا گیا وہ نماز ہے۔ اور پھر سب سے پہلے جو شخص اس فرض کو
بجالایا اور جس نے اس رحمۃ للعالمین کے ساتھ سب سے پہلے نماز ادا کی وہ بھی
ایک عورت ہی کی ذات تھی پس کیا عورتون کے لئے شرم وندامت اور افسوس
کی یہ بات نہین ہوگی کہ وہ اس فرض کو ادا نہ کرین اور اپنے اسلاف کی خلاف
اس طرح وہ اپنی ناشکر گزاری اور نا فرض شناسی کا ثبوت دین۔

(۳)

ہجرت سے فتح مکہ تک

شرف میزبانی، تعمیر مسجد نبوی، تحویل قبلہ، بھائی چارہ، حضرت فاطمہ کی شادی سریات، غزوۂ بدر، یہودیوں کی عہد شکنی، حضرت ام عمارہ کی شجاعت سریہ رجیع، سریہ بیر معونہ، غزوہ خندق، حضرت صفیہ کی بہادری، غزوۂ بنی قریظہ، غزوہ بنی مصطلق صحابہ کے دل میں رسول اللہ کی عظمت واقعہ افک، صلح حدیبیہ، بیعت الرضوان عہد نامہ، دعوت اسلام کے خطوط، ہرقل اور ابو سفیان کی گفتگو، غزوہ خیبر، رسول اللہ صلعم کا عفو، غزوہ فدک، عمرہ، غزوہ موتہ، فتح مکہ، خطبہ، بیعت کی تشریح، ہند بنت عتبہ کی بیعت۔

خواتین۔ گذشتہ تقریر مین حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مختصر حالات، مدینہ طیبہ مین داخلہ تک کے بیان ہو چکے ہین، آج کی تقریر مین فتح مکہ تک کے واقعات ہین۔

شرف میزبانی جب آپ مدینہ طیبہ مین اس جگہ پہونچے جہان اب مسجد نبوی ہے تو اس کے قریب ہی حضرت ابو ایوب انصاری کا

مکان تھا اس وقت ہر شخص کی یہ ہی تمنا تھی کہ آپ میرے ہی مکان مین جلوہ افروز ہون اور یہ سعادت ابدی مجھے ہی حاصل ہو لیکن یہ سعادت ابوایوب انصاری کے مقدر مین تھی۔ اور آپ انہی کے مکان مین مہمان ہو کر رونق افزا ہوئے

حضرت ابوایوب انصاری کا مکان دو منزلہ تھا۔ اوپر کی منزل مین حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھیرانا چاہا مگر حضور نے فرمایا کہ اوپر کی منزل تمہارے لئے ہے مین نیچے کی منزل مین رہونگا۔ حضرت ابوایوب نے ہر چند اصرار کیا مگر حضور نے نہ مانا آخر حضرت ابوایوب خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے کی منزل مین مقیم ہوئے

اس موقع پر مہمان اور میزبان دونون کے اخلاق سے سبق لینے کی ضرورت ہے چونکہ اوپر کی منزل عموماً اچھی آرام دہ ہوتی ہے اس لئے حضرت ابوایوب مہمان کو وہان ٹھیرانے کے لئے مصر تھے۔ لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میزبان کے آرام کو ملحوظ فرما رہے تھے۔

تعمیر مسجد نبوی اس مکان کے قریب سہل اور سہیل دو یتیم لڑکون کی ایک زمین تھی آپ نے اس کو تعمیر مسجد کے لئے منتخب فرمایا۔ لیکن

ان یتیمون کے مربیون نے قیمت لینے سے انکار کیا اور مفت دینا چاہا اور کہا کہ اس کا اجر ہم اللہ تعالےٰ سے لین گے لیکن آپ نے زمین کا مفت لینا منظور نہ فرمایا۔ آپ نے ان یتیمون کو بلوایا مگر انہون نے بھی بطور نذر زمین پیش کرنے کی استدعا کی مگر آپ نے منظور نہ فرمایا اور بالآخر دس دینار مین خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی پہلے آپ نے زمین ہموار کی۔ پھر مہاجرین اور انصار نے تعمیر شروع کی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اینٹین ڈہونے مین شریک تھے۔ یہان تک کہ مسجد تیار ہوگئی۔

اسی عرصہ مین یہود سے ایک معاہدہ کیا گیا جس مین دونون کی حقوق کی الگ الگ صراحت فرمائی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو حضور کے دو چار روز ہی بعد قبا مین تشریف لے آئے تھے۔ آنحضرت نے اپنے دونون خاص غلامون زید بن حارثہ و ابو رافع کو مکہ بھیجکر اپنی دونون صاحبزادیون حضرت فاطمہؓ و ام کلثوم اور سودہ بنت زمعہ ام المومنین کو بلا لیا حضرت زید اپنی زوجہ ام ایمن اور اپنے بیٹے حضرت اُسامہ کو بھی ہمراہ لے آئے اور عبداللہ بن ابی بکرؓ و عبدالرحمٰن بن ابی بکر اپنی بہن حضرت عائشہ اور اپنی والدہ ام رومان ابو بکر صدیق کے سب گھر والون کو مدینہ طیبہ

مین لے آئے۔

تحویل قبلہ | مدینہ شریف مین سولہ سترہ ماہ تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ قبلہ خانہ کعبہ کی طرف ہو چنانچہ ماہ شعبان ۲ھ مین یہ آیت نازل ہوئی۔ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ یعنی ہم تمہارے منھ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا دیکھ رہے ہین اس لئے ہم تم کو اسی قبلہ کی طرف متوجہ کر دین گے جسکے لئے تمہاری مرضی ہے۔ پھر اپنا رخ مسجد حرام کی طرف کیا کرو اور تم سب لوگ جہان کہین بھی موجود ہو اپنے رخ کو اوسی طرف کیا کرو۔

بھائی چارہ | سنہ اول ہجری ہی مین آپ نے بحکم خداوندی مہاجرین اور انصار کے درمیان جن کی تعداد نوے یا سو تھی رشتہ اخوت قائم کر کے اون کے تعلقات کو اور مضبوط و مستحکم فرما دیا حضرت ابو بکرؓ صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا خارجہ بن زید اور عتبان بن مالک سے بھائی بندی کا رشتہ قائم ہوا۔

طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف، اوس بن ثابت، اور جعفر بن طیار، معاذ بن جبل وغیرہ مین سلسلہ اخوت قائم فرمایا گیا اس وقت حضرت علی نے فرمایا کہ سب مین تو بھائی بندی ہو گئی مین

اکیلا ہی رہا تو آپ نے جواب دیا کہ تمہارا بھائی مین ہون۔

خواتین آپ کے اس رشتہ اخوت کے قائم کرنے سے مہاجرین اور انصار مین اس قدر ہمدردی اور محبت بڑہ گئی کہ اُنھون نے اپنی جائداد اور مال اور اسباب بھی آدہا آدہا بانٹ دیا اس رشتہ کے قائم کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے فرق مراتب اور حیثیت کو بھی ملحوظ رکھا تھا یعنی جو مہاجر جس رتبے کا ہوتا اوسی رتبے کے انصار سے اُس کی بھائی بندی قائم کی جاتی۔

اسی زمانہ مین عبداللہ بن سلام جو یہودیون کے بڑے زبردست عالم تھے اسلام لائے۔

حضرت فاطمہ کی شادی | اور سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا کا نکاح حضرت علی کیساتھ کیا گیا۔

خواتین! حضرت علی نے جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے استدعا کی ہے اوس وقت آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ کے پاس ایک گھوڑے اور ایک زرہ کے سوا اور کچھ نہ تھا یہی شادی کا سامان تھا اور یہی مہر کا اس کے سوا کچھ اور ایسا اسباب نہ تھا جس کے ذریعہ سے آپ اپنی شادی کا سامان کرتے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے فاطمہؓ سے شادی کی خواہش تو کی ہے لیکن مہر کے واسطے بھی کچھ ہے۔ تو آپ نے یہی جواب دیا

کہ "میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا تو اس لئے فروخت کرنے کا حکم نہین دیا کہ وہ ضرورت کی چیز تھی صرف زرہ کے فروخت کرنے کا حکم دیدیا حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ ساڑھے چارسو درہم مین وہ زرہ فروخت کی اور ۵۰ درہم ایک چادر مین باندہ کر آنحضرت کو دیدیے آپ نے اوس مین سے کچھ خوشبو کی چیزین منگائین اور کچھ ضروری کپڑے خرید فرمائے پھر انصار اور مہاجرین کے جلسہ مین عقد کردیا حضرت فاطمہؓ کو جہیز مین یہ سامان دیا گیا چادرین۔ چاندی کے بازوبند۔ قطیفہ[1]۔ تکیہ۔ پیالہ چکی۔ چھلنی۔ مٹی مشک تھالیان۔ تکیہ اون بھرے ہوئے۔ خرمے کا ریشہ بھرے ہوئے تکئے

خواتین! ذرا غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سب سے زیادہ عزیز بیٹی کا نکاح اپنے سب سے زیادہ عزیز بھائی کے ساتھ فرمار ہے ہین لیکن نہ اس مین کچھ دہوم دہام ہے اور نہ کوئی نمود و نمائش کتنی سادگی سے یہ تقریب عمل مین آرہی ہے۔

اسکے بعد حضرت فاطمہؓ کو ام سلیم کے ساتھ حضرت علی کے مکان پر بھیجدیا پھر خود آپ نے تشریف لیجاکر ایک پانی کا کوزہ طلب کیا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب اُس مین ڈال کر حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو وہ ہی

---

[1] قطیفہ مخمل کے کپڑے کو ۔ کہتے ہین

پانی وضو کرنے کے لئے دیا اور دعا فرمائی کہ یا اللہ ان دونون مین محبت اور برکت عطا کر۔

جب آپ واپس ہوئے تو حضرت فاطمہ رونے لگین آپ نے فرمایا روتی کیون ہو مین نے تو تم کو ایسے شخص کے نکاح مین دیا ہے جس کا اسلام سب سے اول اور حلم و خلق سب سے زیادہ ہے۔ پھر آپ نے اون کے گھر کے کام کاج کی بھی صراحت فرمائی یعنی گھر کے اندر کا کام روٹی پکانا جھاڑو دینا چکی پیسنا فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے سپرد ہوا اور باہر کا کام یعنی سودا خریدنا وغیرہ حضرت علی اور اُن کی مان کے سپرد ہوا۔

اس وقت مدینہ مین آپ کو پورا پورا اقتدار اور اطمینان حاصل تھا اور مھاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے جمع ہونے سے ایک حد تک اسلام کو استحکام بھی ہو گیا تھا اور اسلام بھی بہ نسبت پہلے کے زیادہ وسیع اور قوی ہو رہا تھا۔

سریات | دشمنان اسلام آپ کی روز افزون شہرت اور قوت کو بھی دیکھتے تھے اور وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ آپ مدینہ مین چین سے بیٹھین

آپ کو بھی قریش کی طرف سے اطمینان نہ تھا کیونکہ ابوجہل اور دیگر کفار مسلمانون کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے لوگون کو ڈرا ڈرا کر اُن کو مال کا لالچ دے دے کر لڑائی پر اُبھارتے تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کئی بار مسلمانون کی ایک جماعت لیکر گردونواح مین تشریف لے جایا کرتے تھے لیکن لڑائی کی نوبت نہین آئی تھی۔ اسی درمیان مین آپ کو کرز بن جابر فہری کے مدینہ کے قریب شب خون مارنے کی اطلاع ہوئی۔ آپ اس سے لڑنے کے لئے نکلے لیکن وہ آپ کے پہونچنے سے پہلے واپس جا چکا تھا

پھر آپ نے کئی گروہ کئی اصحاب کی سرگروہی مین مختلف اطراف کو روانہ فرمائے اسی سلسلہ مین ایک گروہ عبداللہ بن جحش کی سرگردہی مین روانہ کیا اور اون کو ایک خط دیا جس کے متعلق یہ حکم تھا کہ اس کو اس وقت دیکھنا جب دو دن کا راستہ طے کر چکنا دو دن کا راستہ طے کرنے کے بعد حضرت عبداللہ نے خط دیکھا تو اس مین لکھا تھا کہ:۔

تجھکو چاہیئے کہ برابر چلا جائے یہانتک کہ مکہ و طائف کے وسط مین بمقام نخلہ پہونچکر مقیم ہو اور قریش کا انتظار کر اور ہم کو ان کے حالات سے مطلع کرتا رہ

اس خط کو پڑھ کر حضرت عبداللہ نے اپنے ساتھیون کو اطلاع دی اور فرمایا کہ جو شخص شہادت کو محبوب رکھتا ہو وہ اٹھے اور جو موت سے ڈرتا ہو وہ واپس چلا جائے

آخر اس قافلہ سے اور قریش سے لڑائی ہوئی اس مین کچھ قیدی اور تھوڑا سا مال غنیمت بھی ملا۔ یہی پہلی غنیمت ہے جو مسلمانون کو ملی اور یہی پہلی لڑائی تھی جو مسلمانون سے ہوئی اور یہی پہلے قیدی ہین جو مسلمانون کے ہاتھ آئے۔ لیکن جب اس لڑائی کی اطلاع آپ کو ہوئی تو رنج ہوا کیونکہ یہ

لڑائی ایسے مہینہ مین ہوئی تھی جس کو اللہ تعالے نے "شہر حرام" فرمایا ہے آپکی رنجیدگی کا حال عبد اللہ بن جحش کو بھی معلوم ہوا تو اُن کو بھی صدمہ ہوا مگر اللہ تعالےٰ نے یہ آیتہ نازل فرمائی۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

یعنی لوگ آپ سے شہر حرام مین قتال کرنیکے متعلق سوال کرتے ہین آپ فرمادیجیے کہ اُمین خاص طور پر قتال کرنا جرم عظیم ہی اور اللہ تعالی کی راہ سے روک ٹوک کرنا اور اللہ تعالےٰ کے ساتھہ کفر کرنا اور مسجد حرام کے ساتھہ، اور جو لوگ مسجد حرام کے اہل تھے اُن کو اُس سی خارج کر دینا اللہ تعالیٰ کی نزدیک گناہ ہی اور فتنہ پردازی کرنا قتل سی بد جہا بڑہ کر ہے اور وہ تو ہمیشہ سے لڑنا ہی چاہتی ہین یہان تک کہ اگر اُن سے ہوسکے تو تم کو اپنے دین سے پہیر دین اور جو کوئی تم مین سے اپنے دین سی پہر جائیگا پہر مر جائیگا وہ کافر ہی ہوگا۔ تو ایسون کے عمل دنیا و آخرت مین ضائع ہوے اور وہ لوگ آگ والے (دوزخی) ہین وہ ہمیشہ اُسی (جہنم) کی آگ مین رہین گے۔

اس آیتہ کے نازل ہونے سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رنج اور اون لوگون کا رنج جو اس مہینہ مین لڑائی سے رنجیدہ تھے دفع ہوگیا اور اس غنیمت سے مسلمانون نے فائدہ اوٹھایا۔

اس جنگ مین مسلمانون نے حکم بن کیسان اور عثمان بن عبداللہ کو قید بہی کر لیا تہا لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو سعد اور عتبہ کے بدلے مین رہا فرما دیا۔

پہر شعبان سنہ ۲ ہجری کا مہینہ ختم ہوتے ہی روزۂ رمضان فرض ہوا اور آپ نے صدقۂ فطر وغیرہ دینے کی ہدایت فرمائی ایک سال تک آپ نے مدینہ مین قیام فرمایا۔ اس عرصہ مین مشرکین مکہ اور دشمنان اسلام مسلمانون کو تکلیف پہونچانے اور اونہین آزار دینے کی تدبیرین کرتے اور سوچتے رہے ادہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جاسوس بہی اپنا کام کر رہے تہے اور اونکے ذریعہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام وکمال حالات کی اطلاع ہوتی رہتی تہی۔

غزوۂ بدر — آخر اسی سال بدر کی لڑائی ہوئی تاریخ اسلام مین یہ بہت مشہور واقعہ ہے اس لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ ابوسفیان کا ایک قافلہ تجارت کا مال لے کر شام سے واپس آرہا تہا اوس کو یہ خبر ملی کہ مسلمان اوسپر حملہ کرنا چاہتے ہین اس نے قریش کے پاس اپنا قاصد بہیجا کہ تمہارا قافلہ خطرہ مین ہے بچاؤ۔

اس سے پہلے مکہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پہوپی عاتکہ نے خواب دیکہا

کہ ایک شتر سوار موضع ابطح مین آکر کہڑا ہوا اور اوس نے زور سے چلا کر کہا کہ گروہ قریش دوڑو اور تین دن کے بعد ہی اپنے قتل گاہ مین پہونچ جاؤ۔ اتنا کہا اور پہر مسجد حرام کی طرف چلا گیا۔ لوگ اسکے پیچہے دوڑے تو دیکھا کہ شتر سوار خانہ کعبہ پر کہڑا ہوا ہے اور منادی کر رہا ہے اس نے تین مرتبہ باواز بلند پہر وہی کہا جو پہلے کہا تہا اور اُس کے بعد کوہ ابو قبیس پر گیا۔ وہان بہی لوگ اس کے پیچہے پیچہے تہے وہان سے اُس نے ایک پتہر پہینکا جو نیچے پہونچتے پہونچتے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اور سوائے بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے گہرون کے اور کوئی گہر ایسا نہین بچا جہان اوس کا ٹکڑا نہ پہونچا ہو۔ اس خواب کو اونہون نے اپنے بہائی حضرت عباس سے بیان کیا اونہون نے اپنے ایک دوست سے کہا۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہ خبر عام ہو گئی۔ جب ابو جہل کو معلوم ہوا تو آکر کہنے لگا۔ کہ تمہارے یہان عورتین بہی نبوت کا دعوی کرنے لگین ہم تین دن صبر کرتے ہین اگر خواب سچا نہ ہوا تو مین مشہور کر دون گا کہ تم لوگ جہوٹے ہو جب یہ خبر عورتون کو معلوم ہوئی تو وہ آئین اور کہنے لگین کہ عباس تم بزرگ خاندان ہو اس ذلت کو کیونکر گوارا کرتے ہو کہ وہ خبیث ہم کو گالیان دین۔ حضرت عباس کو شرم معلوم ہوئی اور کہا کہ اگر پہر اوس نے ایسی گستاخی کی تو سزا دیے بغیر نہ رہون گا۔

اسی عرصہ مین ابو سفیان کا بہیجا ہوا آدمی جو مسلمانون کے حملہ کی اطلاع دینے اور لوگون کو کمک پر پہونچنے کی خبر لایا تہا آگیا اور حالات سے اطلاع دی۔ ابو جہل

لوگون کو بہڑکا بہڑکا کر اور مکہ کے چند آدمیون کے سوا باقی اور سب کو ساتھہ لے کر
پہونچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی اپنے مختصر قافلہ کے ساتھہ عبد اللہ بن اُم مکتوم کو
اپنی جگہہ چہوڑ کر روانہ ہوے۔ آپ کے ساتھہ تین سو دس یا بارہ آدمی تہے۔ اور
اونٹ صرف ستر تہے۔ اس وجہ سے ایک ایک اونٹ تین تین چار چار آدمیون کے
حصہ مین آیا تہا اور لوگ باری باری چڑہتے اوترتے تہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس اونٹ پر سوار تہے وہ تین آدمیون کے
حصے مین آیا تہا۔ ایک حضرت علی دوسرے ابو لبابہ اور تیسرے خود حضورؐ اور بعض
روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے مرثد بن ابی مرثد غنوی تہے۔ یہ لوگ جس وقت
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدل چلنے کی باری آتی کہتے کہ آپ اُتر یے
ہم آپ کے بدلے پیدل چل لینگے۔ لیکن آپ جواب دیتے کہ ما انتما باقوی منی و
ما انا باغنی عن الاجر منکما یعنی نہ تم مجہہ سے زیادہ قوی ہو اور
نہ مین تم دونون کی بہ نسبت اجر سے مستغنی ہون جب آپ وادی ذفران مین
پہونچے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اطلاع دی
کہ مشرکین کا لشکر مکہ سے باہر آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے فتح کا وعدہ فرماتا ہے
آنحضرت صلے علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کو جمع کر کے مشورہ کیا۔

مہاجرین نے بسر و چشم تعمیل حکم کرنے کا وعدہ کیا۔ پہر آپ نے انصار کی طرف
نظر اُٹھائی تو سعد بن معاذ بڑہے۔ اور دست مبارک پر بیعت کی پہر فرمایا کہ اگر آپ

دریا مین ڈوب جانے کو فرمائین گے تو ہم اس مین بہی کود پڑین گے۔ آپ اللہ کے نام پر ہمارے ساتہہ چلئے۔ ہم ساتہہ چہوڑنے والون مین نہین ہین اور ہم یہ نہ کہینگے جیساکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اونکو جواب دیا تہا کہ فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ یعنی جاؤ تم اور تمہارا رب پس تم دونون اُن دشمنون سے لڑو ہم یہین ٹہیرتے ہین۔ آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس جواب سے بہت خوش ہوے اور ان لوگون کو اپنی فتح و نصرت کا مژدہ سنایا۔

اس کے بعد آپ بقصد جنگ روانہ ہوکر بدر پہونچے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور زبیر و سعد رضی اللہ عنہما کو جاسوسی کے لئے بہیجا۔ یہ لوگ ایک ایسے مقام پر پہونچے۔ جہان قریش کے اونٹ پانی پی رہے تہے۔ وہ لوگ تو ان کو دیکہکر بہاگ گئے صرف دو کم سن لڑکے رہ گئے۔ انہون نے دونون کو گرفتار کرلیا اور اپنے مقام پر لاکر اون سے حالات دریافت کرنا شروع کئے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مین تہے۔ سعد و زبیر نے اون سے پوچہا کہ تم کون ہو لڑکون نے تبلایا کہ ہم قریش کے غلام ہین مگر جب ڈرائے اور دہمکائے گئے تو بتایا کہ ہم قریش کے سقا ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ جب انہون نے سچ کہا تو تم نے مارا اور جب وہ جہوٹ بولے تو تم نے چہوڑ دیا پہر آپ نے دریافت کیا کہ قریش کہان ہین لڑکون نے کہا ٹیلے کی

اوس طرف آپ نے تعداد پوچھی اونھون لاعلمی ظاہر کی پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا یہ بتادوگے اون کے کھانے کے لئے کتنے اونٹ ذبح ہوتے ہین اونھون نے جواب دیا کہ ایک روز نو ایک روز دس اس سے آنحضرتؐ نے یہ نتیجہ نکالا کہ اون کی تعداد ہزار نوسو کے درمیان ہے پھر آپ نے لڑکون سے دریافت کیا کہ کون کون لوگ ہین اُن لڑکون نے نام بتلائے آپ نے اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگرگوشون کو تمہارے سامنے ڈال دیا ہے۔

آپ قریش سے پہلے مقام بدر مین پہونچ چکے تھے یہان چھوٹے سی کنوئین پر آپنے قیام فرمانے کا ارادہ کیا مگر خباب بن المنذر نے کہا کہ اگر خدا کے حکم سے آپ یہان قیام فرماتے ہین تو آگے نہ بڑھیئے اور اگر جنگ کے ارادہ سی آپ نے اس موقع کو پسند فرمایا ہے تو مین ایک ایسا مقام بتلاتا ہون جس سے بدر کے تمام کنوؤن پر آپ کا قبضہ ہو جائے آپ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور وہین جاکر قیام کیا جب قریش بھی آگئے اور اونکو آپ کی جمعیت کی اطلاع ہوئی تو بعض لوگون نے اس قلت کو حقیر سمجھکر ابوجہل سے بلا جنگ واپس ہوجانے کو کہا مگر خواتین! سچ یہ ہے کہ ان کے مظالم کا پیالہ لب ریز ہوچکا تھا اور وہ وقت آگیا تھا کہ اونہین اُن کی سزا ملے سو ایسا ہی ہوا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی صف درست کرکے اپنے عریش مین آئے اور دعا کی اور یہان تک دعا مین التجا والحاح کیا کہ دیکھنے والون کو بھی رحم آنے لگا۔ آخرکار

جب لڑائی شروع ہوگئی تو اولاً عبیدہ بن الحرث، حمزہ، حضرت علی رضی اللہ عنہم ادہر مسلمانون سے اور عتبہ، شیبہ، ولید اُدہر کفار سے میدان مین آئے الگ الگ جنگ ہوئی تینون کفار مارے گئے۔ مسلمانون مین سے صرف حضرت عبیدہ زخمی ہوگئے تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے۔ اُنھون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا مین شہید نہین ہوا۔ آپ نے فرمایا ہان تمنے شہادت پائی چنانچہ اُن کا انتقال ہوگیا۔ وہین قریب مقام بدر موضع حمرا کے رقبہ مین ان کا مزار اس وقت تک موجود ہے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین جنگ بدر کے دن لڑتے لڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ سجدہ مین تھے اور کہرہے تھے یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ مین واپس گیا اور لڑنے لگا۔ پھر آپ کے پاس آیا تب بھی آپ سجدہ مین تھے اور یہی کہہ رہے تھے۔ آخر آپ نے اُس وقت تک سر نہین اُٹھایا جب تک کہ فتح نہ ہوئی۔

تاریخون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے فتح کے وعدہ کو پورا کرنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی امداد کے واسطے فرشتون کو بھیجا اور یہ آیت نازل فرمائی اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ

یعنے یہ وہ وقت تھا کہ تم اپنے پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اس نے

تمہاری دعا قبول کی اور فرمایا کہ ہم لگاتار ہزار فرشتون سے تمہاری مدد کرین گے
آپ عریش سے باہر نکلے اور مسلمانون کو یہ خوش خبری سنائی۔

اس جنگ مین ابوجہل بہی قتل ہوا اور بڑے بڑے بہادر اور نامور اکابر قریش مارے گئے۔ بہت سے قیدی گرفتار ہوے اور بہت کچھہ مال غنیمت ہاتہہ آیا۔ آپ نے مال سب مسلمانون مین تقسیم فرمادیا اور لوگون کو قیدیون کے ساتہہ بہلائی کرنیکی ہدایت فرمائی پہر اصحاب کو بلاکر مشورہ کیا۔ حضرت عمرؓ کی رائے ہوئی کہ ان قیدیون مین سے جوجس کا عزیز ہو وہ اُس کو قتل کرے تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور مشرکین کو معلوم ہو کہ ہمارے دل مین عزیزون سے زیادہ اللہ اور اوس کے رسول کی محبت ہے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے کہا نہین بہتر یہ ہوگا کہ اُن سے فدیہ لیکر آزاد کردیا جاے کیونکہ اسوقت مسلمانون کو مال کی ضرورت بہی ہی اور عجب نہین کہ زندہ رہکر یہ ایمان لے آئین آپ نے بہی رائے پسند فرمائی۔

قیدیون مین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ اور داماد ابوالعاص بہی تہے حضرت عباسؓ کا ہاتہہ ذرا سخت بندہا ہوا تہا جسوقت آپ آرام فرمانے لگے تو اون کے کراہنے کی آواز آئی آپ نے عبداللہ بن کعب کو طلب فرمایا اور دریافت کیا۔ اونہون نے وجہ بتلائی تو آپنے فرمایا کہ اسی غم سے مجھے رات بہر نیند نہ آئی۔ عبداللہ بن کعب نے کہا کہ اونہین چہوڑ دون آپنے فرمایا نہین ہاتہہ ڈہیلا کردو۔ دوسرے روز آپ نے قیدیون کو اپنے سامنے بلایا

حکم دیا سب کے ساتھ حضرت عباس بھی آئے وہ کہنے لگے کہ تم کیا یہ چاہتے ہو کہ تمہارا اچھا فدیہ کے لئے گدائی کرے۔ آپ کو الہام سے معلوم ہو گیا تھا فرمایا کہ جو درہم آپ ام الفضل کے پاس رکھہ آئے ہین اسے دیدیجئے۔ حضرت عباس متعجب ہوے اور ایمان لے آئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ابو العاص شوہر حضرت زینب رضی اللہ عنہا بھی قیدیون مین تھے۔ حضرت ابو العاص کے لئے حضرت زینب نے اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجہ نے اونہین جہیز مین دیا تھا۔ جب آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ کے دل مین حضرت خدیجہؓ کی محبت کا جوش ہوا اور آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم مناسب سمجھو تو اس قیدی کو چھوڑ دو اور ہار بھی واپس کر دو" سب نے بسر وچشم منظور کیا اور ابو العاص کو چھوڑ دیا کچھہ دنون کے بعد یہ بھی اسلام لے آئے۔

خواتین! اس لڑائی کے جو کچھہ واقعات ہین اُن سے لوگون کے ساتھہ آپ کے برتاؤ اور بھلائی کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے گو آپ نبی مرسل تھے لیکن عام لوگون کے ساتھہ ان کی ہر تکلیف مین شریک اور ہر مصیبت مین شامل رہتے تھے اُن کی تکلیف و آرام کا ہر وقت خیال رکھتے تھے کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ تو راحت و آرام سے رہتے اور مسلمان تکلیف اُٹھاتے غور کرو کہ وہ ذات جو فخر کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب بندون مین سے ہے لوگون کے ساتھہ

کیسا مساوات کا برتاؤ کس طرح کا خلوص اور کیسی ہمدردی سے پیش آتا ہے
یہی وجہ تھی جس سے آپ کی عظمت اور وقعت لوگون کے دلون مین بہت تھی
اور آپ کے ذراسے اشارے سے اپنی جانون پر کھیل جانا ایک معمولی اور
بڑے فخر کی بات سمجھتے تھے۔ غزوۂ بدر کے بعد کدر اور سویق کے دو معرکے
اور ہوے لیکن ان مین لڑائی نہین ہوئی پھر دو مرتبہ آپ نے غطفان پر
چڑھائی کی لیکن وہ قبیلہ مقابلہ مین نہین آیا اس وجہ سے آپ دونون مرتبہ
واپس آئے۔

یہودیون کی عہدشکنی جنگ بدر کی فتح سے یہودیون کے دل مین حسد کی آگ
بھڑک اُٹھی اور وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے اون سے اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے جو معاہدے ہوے تھے اون کو توڑ ڈالا آپ بنو قینقاع کے بازارمین
تشریف لے گئے اونہین بلایا نصیحت کی اور فرمایا کہ تم لوگ اپنی بے دینی اور
سرکشی سے باز آؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کا غضب تمہارے اوپر اُسی طرح نازل ہوگا
جس طرح قریش پر ہوا ہے اور تم اُسی طرح ذلیل وخوار ہوگے جیسے وہ ہوئے۔

یہود کہنے لگے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تم غرور نہ کرو جن لوگون نے تمہارا
مقابلہ کیا ہے وہ لڑائی کے قاعدون سے ناواقف تھے اس وجہ سے تمہین
فتح نصیب ہوئی۔

آپ نے اُنپر حملہ کی تیاری فرمائی اور پندرہ روز تک محاصرے مین رکھا

سولہوین روز محاصرین شہر مین داخل ہوگئے اور اسباب جنگ لیکراون لوگونکو شہر بدر کردیا۔ اور یہان سے مدینہ واپس تشریف لاکر عید الضحیٰ کی نماز ادا فرمائی اور قربانی کی۔

پہر ابن ابی حقیق نے آپ کی مخالفت پر سر اُٹہایا آپ نے اوسکے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ عورتون اور بچون کو نہ مارنا چنانچہ عبداللہ بن عتیک کی زیر کمان ایک چہوٹی سی جمعیت گئی اور اوس کو قتل کرڈالا۔

غزوہ احد

اب چونکہ قریش بار بار کی شکست سے تنگ آگئے تہے عکرمہ بن ابی جہل اور دوسرے قریش کے سردارون نے ابوسفیان سے جاکر کہا کہ اگر تم مصارف برداشت کرو تو بدر کا انتقام لیا جا سکتا ہے۔ ابوسفیان نے منظور کرلیا اور اُسی وقت حملہ کی تیاریان کرکے مدینہ کی طرف بڑہا۔ اس مرتبہ قریش کے ہمراہ پندرہ عورتین بہی آئی تہین جو دف بجاتی تہین اور رزمیہ اشعار پڑہ پڑہ کر لوگون کو جنگ پر آمادہ کرتی تہین۔ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابی کے ساتہہ تشریف لے چلے اور گروہون کو مقرر فرماکر جگہین معین کردین ایک جماعت کو ایک درہ پر معین فرمادیا تہا اور یہ ہدایت فرمادی تہی کہ جب تک حکم نہ پہونچے اپنی جگہہ سے نہ ہٹنا۔

آپ کے ساتہہ پندرہ پندرہ برس کے بچے بہی تہے جو تیر اندازی کرتے تہے آپ نے اپنی تلوار ابو دجانہ کو مرحمت فرمائی۔

اس لڑائی مین اول اول تو مسلمانون نے ایسا مقابلہ کیا کہ قریش بہاگ گئے لیکن وہ جماعت جس کو آن حضرت نے ایک درہ پر معین فرمایا تہا آگے بڑہ آئی اور غنیمت کا مال لوٹنے مین مصروف ہوگئی کفار قریش پیچہے سے درہ مین ہوکر اُنپر ٹوٹ پڑے اور یہان تک نوبت پہونچی کہ بڑہتے بڑہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب آگئے اور آپ پر تیرون اور تیرون کی بوچہار کی یہان تک کہ آپ کے چہرہ مبارک پر چوٹ آئی اور ایک دندان مبارک کا تہوڑا حصہ اندرونی شہید ہوگیا۔ اس نرغہ مین بہت سے صحابی شہید ہوے۔ ابودجانہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آڑ مین لئے ہوے کہڑے تہے اور تیر پر تیر کہا رہے تہے مگر حرکت تک نہ کرتے تہے یہان تک کہ شہید ہوے۔ اسی نرغہ مین کفار نے مسلمانون کو پیچہے ڈہکیلنا شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڈہے مین گر گئے تو اسی عرصہ مین کسی نے چلاکر کہا کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مارے گئے یہ سنکر صحابہ حیران ہوگئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہکر ایک صحابی پکارے کہ خوش ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہین۔ پہر لڑائی ہوئی اور قریش بہاگ گئے۔ ابوسفیان دوسرے سال پہر لڑنے کا وعدہ کرکے چلاگیا۔

حضرت ام عمارہ کی شجاعت

اس لڑائی مین آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ ایک صحابیہ ام عمارہ بہی تہین وہ کہتی ہین۔ کہ میرے پاس پانی کی ایک مشک تہی جس سے مین مسلمانون کو پانی پلایا کرتی تہی اور جب دیکہی کہ لڑائی سخت ہوگئی ہے

تو پانی دینا بند کر کے لڑائی مین شریک ہو جاتی تھی میرے تیرہ زخم لگے تھے ان مین
ایک زخم سال بھر مین اچھا ہوا ایک مرتبہ جب ابن قمیہ نے میرے ایک ضرب ماری
تو مین نے بھی اس پر وار کیا لیکن وہ دو زرہین پہنے ہوے تھا اس وجہ سے
کارگر نہ ہوا۔ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو دیکھا تو میرے
لڑکے سے کہا اے ام عمارہ کے فرزند! اپنی مان کے پاس جا اور اُس کے زخم کو
باندہ۔ اسی وقت کسی شخص نے عبداللہ ان کے لڑکے پر وار کیا وہ زخم باندہ رہا تھا
مین نے کہا کہ جا لڑائی مین مشغول ہو۔ رسول خدا دیکھ رہے ہین جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا اے ام عمارہ کون تھا جس نے تمہارے لڑکے کو مارا
مین نے کہا مین نے بھی اس کافر کو تلوار کا ایسا ہاتھہ مارا کہ وہ نیچے آرہا آنحضرت
ہنس پڑے اور فرمایا کہ تم نے اپنا قصاص لے لیا اور وہ کافر دوزخ مین گیا
اُنکے لڑکے عبداللہ کہتے ہین کہ اُن کی مان نے کہا یا رسول اللہ دعا کیجئے
کہ مین آپ کے رفیقون کے ساتھہ جنت مین ہون۔ تو آپ نے دعا فرمائی کہ
"اے اللہ جنت مین ان کو میرا رفیق بنا"۔
یہ سنکر وہ کہنے لگین اب مین کسی مصیبت سے نہین ڈرتی۔
اس لڑائی مین ام ایمن بھی شریک تھین اور وہ بھی اور عورتون کی طرح
پانی پلاتی تھین۔ حفانہ نے اون کے ایک تیر مارا اور وہ دامن مین اٹک گیا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد کو حکم دیا کہ وہ تیر مارین انہون نے حفانہ کو مارا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا سعد تم نے ام ایمن کا بدلہ لیا۔
جنگ احد مین حارث ابن ربیع بھی شریک تھے اور ان کے تیر لگا تھا جس سے وہ شہید ہوگئے تھے۔ ان کی مان آئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حارثہ کا مکان بتلا دیجئے اگر وہ جنت مین ہے تو مین صبر کرون گی اور نہین تو دیکھیئے گا کہ مین کیا کرتی ہون۔ آپ نے فرمایا وہ فردوس اعلی مین ہین۔ تو وہ کہنے لگین اب مجھے صبر آگیا۔ اس لڑائی مین بہت سے صحابی اور آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوے۔
ہندہ ابوسفیان کی بیوی نے جو لڑائی مین رزمیہ اشعار پڑھتی تھی حضرت حمزہ کے ناک کان کاٹ کران کو مثلہ بنایا تھا۔ اور ان کا جگر دانتون سے چباڈالا تھا جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کو سخت رنج ہوا اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو قریش پر غلبہ رحمت فرمایا تو مین تیس آدمیون کو مثلہ کرون گا۔ تو آیت نازل ہوئی۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ (ترجمہ) اور اے مسلمانون! دین کی بحث مین مخالفین کے ساتھ سختی بھی کرو تو اتنی ہی سختی کرو جتنی تمہارے ساتھ کی گئی ہے اور اگر مخلوق کی ایذا پر صبر کرو تو صبر بہرحال صبر کرنے والون کے لئے بہتر ہے۔
جب حضرت حمزہ کی بہن کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہون نے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی مگر آپ نے اون کو روک دیا تو کہنے لگین کہ مین نے سنا ہے

کہ میرے بہائی کی ناک کان کاٹ ڈالے گئے ہین خدا کی راہ مین تو یہ ایک ادنی سی بات ہے۔

ایک اور عورت جس کا باپ، بیٹا، خاوند اور تمام رشتہ دار جنگ مین شہید ہوگئے تہے لوگون سے پوچہتی تہی کہ پہلے مجہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح وسالم ہونے کی خبر دو لوگون نے اوس کو آن حضرت صلعم کے پاس لاکر کہڑا کر دیا وہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اب مجہے کسی کا غم نہین۔ اسی طرح جب آپ مدینہ واپس آے اور ان عورتون نے جو آپ کے دیکہنے کی آرزومند تہین دیکہا تو کہنے لگین کہ آپ موجود ہین تو سب غم ہیچ ہین۔

یہی معنی ہین آیتہ شریف اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ کے یعنی نبی مومنین کے نزدیک اُن کی جانون سے زیادہ عزیز ہے۔

اس کے بعد آپ نے پہر دشمنان اسلام کی سرکوبی کا قصد کیا اور مقام حمرار اسد مین جاکر قیام فرمایا آپ کے وہان قیام فرمانے اور لڑنے کی تیاری کا حال ابوسفیان کو معلوم ہوگیا وہ وہین سے مکہ لوٹ گیا اور آپ مدینہ واپس تشریف لاے۔

سریہ رجیع | پہر واقعہ پیش آیا کہ سفیان بن خالد ہذلی قبیلہ قارہ وعضل کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کر مبارک باد دینے مکہ گیا۔ وہان پہونچکر معلوم ہوا کہ سلافہ بنت سعد جن کا خاوند اور چار لڑکے جنگ احد مین مارے گئے تہے

اُس نے نذر کی ہے جو شخص عاصم بن ثابت وغیرہ میری اولاد کے قاتلوں کا سر لا دے گا اُس کو سو اونٹ انعام مین دون گی۔

سفیان مذکور نے مال کے لالچ مین اپنی قوم کے چند لوگ روانہ کئے وہ لوگ آنحضرت کے پاس آے اور کہنے لگے کہ ہم لوگون مین اسلام پہیل چلا ہے اور لوگ آپ کے گرویدہ ہوتے جاتے ہین۔ آپ چند مسلمانون کو ہمارے ساتہہ بہیجئے تاکہ وہ قرآن کی تعلیم دین۔ آن حضرت نے کچہہ آدمیون پر عاصم بن ثابت کو سردار مقرر کرکے ان کے ساتہہ بہیجا اور اُنہین قرآن و شریعت کی تعلیم دینے کا حکم دیا جب یہ لوگ رجیع مین پہونچے تو کسی نے مخفی طور پر سفیان بن خالد کو خبر پہونچا دی۔ اُس نے دوسو آدمی بہیجدیے۔ ان لوگون نے آکر مسلمانون کو گہیر لیا اور ایک ایک کرکے شہید کرڈالا دو آدمی بچے تہے وہ بہی گرفتار ہوگئے اور ان کو بہی قریش نے خرید کر شہید کر دیا۔ ہذیل نے یہ سوچکر کہ اگر عاصم بن ثابت کا سر سلافہ بنت سعد کے پاس لے جائیگا تو وہ انعام واکرام دے گی اون کا سر کاٹنے کے لئے لاش کے پاس آیا، کیونکہ سلافہ کے شوہر اور بیٹے کو جنگ احد مین ان ہی نے مارا تہا۔ نزع مین حضرت عاصم نے دعا کی تہی کہ یارب میرے بدن کو دست کفار سے محفوظ فرمانا اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرما کر اُن کی لاش کے گرد اس قدر بہڑین بہیجدین کہ وہ سر نہ کاٹ سکے آخر رات کو سیلاب آیا اور وہ بہالے گیا۔

سریہ بیر معونہ

اس کے بعد پہر ایسا ہی واقعہ ہوا کہ ہجرت کے چوتھے سال ایک آدمی ابو عامر براربن مالک نامی نجد سے آیا اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے اسے دعوت اسلام دی اس نے کہا دین تو اچہا ہے آپ میرے ساتہہ کچہہ لوگون کو بہیج دیجئے۔ تاکہ وہ آپکا دین سکہلائین اور جن لوگون کو آپ بہیجین گے وہ میری ذمہ داری مین رہین گے۔ آپ ایک خط عامر بن طفیل کو بہیج دیجئے۔ آپ نے خط دیکر چالیس یا ستر آدمیون کو ساتہہ کردیا جب حرام بن ملحان کی معرفت عامر ابن طفیل کے پاس خط پہونچا تو اُس نے ابن ملحان کو شہید کردیا اور لوگون کو اِن آنے والے مسلمانون کے قتل پر برانگیختہ کرکے شہید کراڈالا۔

اس کے بعد چار غزوے[1] اور ہوے۔ لیکن لڑائی نہین ہوئی۔

غزوہ خندق

پہر غزوہ خندق ہوا۔ اس غزوہ کا سبب یہودی بنو نضیر ہوے۔ کیونکہ جب یہ لوگ شہر چہوڑکر نکلے تہے تو کچہہ تو مسلمان ہوگئے تہے اور کچہہ مکہ مین پہونچے وا ور وہان لوگون کو اوبہار کے لڑائی پر آمادہ کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہی اس کی اطلاع ملنے پر میدان سلع کی طرف چلے باوجود اسکے کہ بنو قریظہ سے آپ سے مصالحت تہی مگر کفار کے کہنے مین آکر وہ لوگ بہی اون مین شامل ہوگئے مسلمانون کو گہیر لیا ایک مہینہ تک محاصرہ رہا اور لڑائیان بہی سخت ہوئین

[1] آنحضرت کی حیات مین جو لڑائی ہوئی اُسے غزوہ کہتے ہین۔

حضرت صفیہ کی بہادری | اسی عرصہ مین قریش اور بنو قریظہ سے مخالفت ہو گئی یہ لوگ واپس ہو گئے تو آپ بہی واپس چلے آئے اس غزوہ مین آن حضرت کی پہوپی حضرت صفیہ بہی شریک تہین اور اونہون نے ایک یہودی کو مارا تہا اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب ایک یہودی (بغرض حملہ) آیا تو آپ نے حسان بن ثابت سے کہا اسکو مارو۔ لیکن اون کی ہمت نہ ہوئی تو حضرت صفیہ نے ان سے تلوار مانگی اور اس کو قتل کیا۔

غزوہ بنی قریظہ | اب بنو قریظہ کی بدعہدی تو معلوم ہی ہو چکی تہی آپ نے مسلمانون کو حکم دیا کہ ہر شخص بنو قریظہ مین عصر کی نماز پڑہے۔ علم حضرت علیؓ کے ہاتہ مین دیا اور پچیس روز تک ان کا محاصرہ رکہا۔ کعب بن اسد نے بنو قریظہ کے لوگون کو جمع کر کے کہا کہ یا تو اسلام قبول کر لو یا شبخون مارو یا عورتون بچون کو قتل کر کے شمشیر بکف ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑو کچہ دنون کے بعد آنحضرت نے اون کو حصار سے نکلنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ سعد بن معاذ جو تمہین مین سے ہین جس بات پر فیصلہ کر دین اوسپر راضی ہو جاؤ گے اونہون نے کہا ہان وہ بلائے گئے۔ اونہون نے یہ فیصلہ کیا کہ مرد قتل کئے جائین۔ اور عورتین بچے چہوڑ دیے جائین چنانچہ اس فیصلہ پر چہ سات سو بنو قریظہ قتل کئے گئے

غزوہ بنی مصطلق | اس کے بعد ایک غزوہ اور ہوا جس مین ایک ہلکی سی لڑائی بہی ہوئی۔ پہر آپ نے بنو مصطلق پر حملہ کرنے کی تیاری فرمائی اس کا سبب یہ تہا

کہ حارث ابن ضرار کی سپہ سالاری مین چند لوگ مجتمع ہو کر مسلمانون پر حملہ کرنا چاہتے تھے اس کی اطلاع آپکو ہو گئی تو آپ نے مریسیع پر جاکر مشرکین سے مقابلہ فرمایا اور آپ کو فتح ہوئی۔ عورتین اور بچے گرفتار کرلئے گئے۔ اسی لڑائی مین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی گرفتار ہوئی تھین۔ پہلے یہ ثابت بن قیس کے حصہ مین آئین اُنھون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روپیہ لیکر آزاد کردیا وہ اسلام لے آئین اسلام لانیکے بعد اونکو آپ نے اپنی زوجیت مین داخل فرمالیا حضرت جویریہ کے نکاح کے بعد تمام قیدیون کو لوگون نے اس وجہ سے آزاد کردیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سسرال کے لوگ ہین ان کو لونڈی غلام نہ بنانا چاہیے حضرت جویریہ فرمایا کرتی تھین کہ رسول خدا کے آنے سے پہلے مین نے یہ خواب دیکھا تھا۔ کہ چاند مدینہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے مین یہ سوچا کرتی تھی کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہو گی۔ لیکن اب مجھے معلوم ہوا کہ مین اسلام لائی اور شرف زوجیت سے مشرف ہوئی یہی میرے خواب کی تعبیر تھی۔

صحابہ کے دل مین رسول اللہ کی عظمت | خواتین! اسی سلسلہ مین مین تم کو ایک ایسا واقعہ سنانا چاہتی ہون جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ مسلمانون کے دل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت و وقعت جاگزین تھی کہ وہ اپنے کسی عزیز حتے کہ اپنے باپ تک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بُرائی نہ سن سکتے تھے اسی لڑائی کا واقعہ ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جو بہت بڑا منافق تھا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کی آپ کو اس کی اطلاع ہوئی اور اسکے لڑکے کو بھی جو سچے دل سے آپ پر ایمان لاچکا تھا۔ آنحضرتؐ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ عبد اللہ بن ابی بن سلول کے قتل کا حکم دیجئے تو مین ابھی اس کا سر کاٹ کر حاضر کر دون مگر آپ نے فرمایا نہین مین ایسا نہین چاہتا۔ جب لشکر اسلام واپس آیا تو اس لڑکے نے اپنے باپ کو گھر مین نہ آنے دیا اور کہا کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دین مین تم کو گھر مین نہ آنے دونگا۔ اس وقت یہی اقرار کرلو کہ مین ذلیل تر ہون اور رسول خدا عزیز تر ہین۔

خواتین! سمجھین کہ اس لڑکے کا اپنے باپ سے یہ جملہ کہلوانیکا مطلب کیا تھا؟ بات یہ ہے ایک دفعہ مہاجر اور انصار مین کچھ جھگڑا ہو گیا ہت اوسوقت عبد اللہ نے کہا تھا کہ اگر مدینہ مین میرا جانا ہوا تو ہم معزز لوگ ہین اُن ذلیل لوگون کو مدینہ سے نکال دین گے جیسا کہ سورۂ منافقون مین یہ واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوگئی تھی اور اس لڑکے کو بھی اس وجہ سے وہ اپنے باپ سے یہ کہلانا چاہتا تھا کہ مین سب سے ذلیل ہون۔ آخر کار وہ مجبور ہوا اور اس نے کہا۔ لانا اذل من الصبیا لانا اذل من النساء یعنی مین عورتون اور بچون سے بھی زیادہ

ذلیل ہوں اس واقعہ کی خبر جب آنحضرتؐ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا زیادہ ضد نہ کرو چھوڑ دو۔

واقعہ اِفک | خواتین! جب آپ کا لشکر غزوہ سے واپس آرہا تھا تو حضرت عائشہؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر کرتے تھے تو ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کو ساتھ لیجانیکے لئے قرعہ ڈالتے پھر جس کے نام کا قرعہ نکلتا اوس کو اپنے ساتھ لیجاتے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس مرتبہ میرے ہی نام قرعہ نکلا اور دولت مصاحبت سے میں ہی سرفراز ہوئی لیکن چونکہ اس دوران میں آیت حجاب نازل ہوچکی تھی اس لئے میرے لئے ہودج کا انتظام کیا گیا تاکہ میں اُس میں سفر کروں جب جنگ سے فراغت اور میدان جنگ سے واپسی ہوئی تو منزل بہ منزل ٹھہرتے ہوے مدینہ کے قریب پہونچے اور وہاں قیام ہوا صبح کو جب کوچ کا نقارہ بجا تو میں قضائے حاجت کے لئے لشکر سے باہر گئی ہوئی تھی۔ وہاں سے واپس آئی تو اپنے گلے میں میں نے وہ ہار نہ پایا جو پہنے ہوئی تھی۔ آخر اُسی جگہہ ہار ڈھونڈھنے کے لئے گئی۔ جب وہ مل گیا تو میں واپس آئی مگر یہاں سے لشکر کوچ کر گیا تھا میں جس ہودج میں بیٹھی تھی وہ اونٹ پر رکھدیا گیا تھا میرا وزن بھی زیادہ نہ تھا کیونکہ اُس زمانہ میں عورتیں دبلی پتلی اور ہلکی ہوتی تھیں اس لئے ہودج اُٹھانے والوں کو کچھہ معلوم نہ

نہ ہوسکا۔ مین یہ سوچکر کہ جب مجھکو نہ دیکھین گے تو خواہ مخواہ تلاش کرنیکے لئے آئینگے اُسی جگہہ بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے نیند کا غلبہ ہوا تو وہین سوگئی صفوان بن معطل نے جو قافلہ کی نگرانی کی وجہ سے قافلہ کے پیچھے رہتے تھے جب مجھے آکر دیکھا تو پکار کے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ پڑھا مین اُن کی آواز سے بیدار ہوگئی اور اپنے منھ کو چھپا لیا۔ اونہون نے اونٹ کو بٹھلایا اور مجھہ سے سوار ہونیکو کہا مین سوار ہوگئی۔ وہ مہار پکڑکر لے چلے مین جب لشکر مین پہونچی تو منافقین نے بہتان باندہنا شروع کیا۔ ان مین سب سے زیادہ عبداللہ بن ابی سلول تھا اور منافقین کے سوا بعض صحابہ جیسے حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور بعض لوگ بہی اپنی کم فہمی سے کچھہ شبہہ مین پڑ گئے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین مدینہ پہونچکر بیمار ہوگئی۔ مردون مین اس بہتان کی خوب شہرت ہوئی۔ لیکن مجھے کچھہ خبر نہ تہی البتہ مین خلاف معمول یہ دیکھتی تہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ جیسی مجھہ پر پہلے تہی اب نہین ہے

ایک رات مین قضاے حاجت کے لئے مسطح کی مان کے ساتھہ ایک مقررہ جگہہ مین جا رہی تہی راستہ مین مسطح کی مان نے ٹھوکر کھائی تو مسطح کو بد دعا دی۔ مین نے کہا تم اُس شخص کو برا کہتی ہو جو جنگ بدر مین شریک تہا اونہون نے کہا ای عائشہؓ تمہاری وجہ سے کہتی ہون تمہین معلوم نہین کہ وہ کیا کہتا ہے۔ مین نے کہا کیا کہتا ہے۔ اُسوقت اُم مسطح نے مجھے سارا قصہ سنایا

یہ سنکر میری بیماری اور بڑھ گئی گھر واپس آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مین نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ مین اپنے باپ کے گھر جاؤن۔ اس سے
میرا مطلب یہ تہا کہ مین اپنے گھر جاکر کل واقعہ کی اچھی طرح تحقیق کرون گی۔ جب اجازت
لیکر مین اپنے باپ کے گھر آئی تو مان سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے۔ جو لوگ میری
نسبت کہہ رہے ہین اونہون نے کہا بیٹی تم غم نہ کرو۔ جو عورت اپنے خاوند کی
پیاری ہوتی ہے لوگ اُس کو ایسی ہی تہمتین لگاتے ہین مین نے کہا سبحان اللہ
اس رات نہ مجھے نیند آئی نہ آنکھون سے آنسو تھمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
میرے چلے آنے کے بعد حضرت علیؓ اور اسامہ بن زید کو مشورہ کے لئے بلایا
اور اون سے رائے لی اُسامہ نے تو کہا یا رسول اللہ مین کبھی آپ کے
اہل کی طرف سے نیکی اور بھلائی کے سوا اور کوئی گمان نہین کرسکتا حضرت
علیؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ اتنا کیون تردد فرماتے ہین۔ عورتین بہت ہین
اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہین کی ہے آپ حضرت عائشہؓ کی کنیز بریرہ کو
بلوائیے وہ سچ سچ بتا دے گی آپ نے اُسے بلوا کر پوچھا اُس نے کہا۔
اُس خدا کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے لئے مبعوث کیا ہے مین نے عائشہؓ
مین کوئی بات نہین دیکھی وہ تو ایسی کم سن لڑکی ہے کہ اپنے آٹے سے بھی ایسی
غافل ہو جاتی ہے کہ بکری آکر کہا جاتی ہے۔

بعض روایات سیر مین یہ بھی ہے کہ ان دونون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے گہر مین رنجیدہ بیٹھے رہا کرتے تہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق آئے آپنے
اُن سے پوچہا کہ اس بارے مین کیا کہتے ہو اونہون نے کہا مجہے یقین ہے کہ منافق
جہوٹ کہتے ہین پہر حضرت عثمان ذی النورین آئے توان سے بہی آپنے پوچہا
اونہون نے بہی یہی کہا اہل نفاق جو کچہہ کہتے ہین سب جہوٹ ہے۔ پہر حضرت
علی آئے اُن سے دریافت کیا اونہون نے بہی کہا کہ یہ محض جہوٹی تہمت اور بہتان ہے
حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین گہر مین رورہی تہی انصار کی اورعورتین بہی
میرے ساتہہ رورہی تہین میرے مان باپ میرے پاس بیٹھے ہوے تہے
اتفاقاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے ایک مہینہ
ہوگیا تہا۔ اور اس باب مین کچہہ وحی نازل نہین ہوئی تہی بیٹھنے کے ساتہہ ہی
آنحضرتؐ نے زبان مبارک سے کلمۂ شہادت ارشاد فرمایا اور کہا اے
عائشہ رض! ایسے ایسے حالات کی مجہے اطلاع ہوئی ہے اگر تم بری ہو تو اللہ تعالےٰ
جلد تمہاری برأت کرے گا اور اگر کوئی گناہ تم سے خلاف عادت صادر ہوگیا ہے
تو توبہ اور استغفار اور اپنے گناہ کا اعتراف کرو وہ توبہ قبول کرے گا اور مغفرت
فرمائے گا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو ختم کرچکے تو میرے آنسو تہم گئے
مین نے اپنے والد سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجیے اونہون نے
کہا مین کیا کہون ماں سے کہا اونہون نے کہا حیران ہون کہ کیا جواب دون تب مینے
خود کہا کہ خدا کی قسم جتنی باتین آپ لوگون کے کانون نے سنی ہین اور آپ

لوگون کے دل نشین ہوگئی ہین۔ اور جن کی آپ لوگ تصدیق کرنا چاہتے ہین
اگرمین کہون کہ مین اس سے بری ہون اور خدا جانتا ہے کہ مین بے گناہ ہون
تو آپ کو یقین نہ آسےگا۔ اور اگر مین ناکردہ گناہ کا اعتراف کرون تو آپ جھٹ مان لینگے
واللہ مین اپنے اور آپ کے واسطے اس سے بہتر مثال نہین پاتی جیسا کہ یوسف
علیہ السلام کے باپ نے کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

خواتین! حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مجھے کیا گمان تھا کہ اللہ تعالی میرے
حق مین قرآن نازل فرمائیگا اور وہ قیامت تک مساجد مین تلاوت کیا جائیگا مین
اللہ تعالی کی عظمت اور کبریائی کو دیکھتی تھی۔ پھر اپنی بیچارگی وحقارت پر نظر کرتی تھی
اور امیدوار تھی کہ اللہ تعالی اپنی عنایت سے کوئی خواب ہی ایسا دکھلادے
جس سے میری طہارت وعفت کا حال معلوم ہو جاے مین قسم کھاتی ہون کہ
آنحضرت صلے علیہ وسلم ابھی اُٹھے بھی نہ تھے اور کوئی شخص باہر نہ گیا تھا
کہ آثار وحی ظاہر ہوے میری مان نے ایک تکیہ سرہانے رکھدیا اور چادر اوپر
ڈالدی وحی نازل ہونے کے بعد چادر ہٹائی پسینہ چمکدار موتیون کی دانہ کی
طرح پیشانی مبارک سے ٹپک رہا تھا ہنسے اور فرمایا کہ عائشہ تم کو بشارت ہو
کہ اللہ تعالی تمہاری برأت فرماتا ہے اور طہارت پر گواہی دیتا ہے۔ میری
مان نے کہا عائشہ اوٹھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرو مین نے
کہا نہین، خدا کی قسم اس معاملہ مین، مین بجز اللہ کے اور کسی کی منت نہ کرونگی

جس نے میری برأت میں آیت نازل فرمائی۔ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور
کسی کی تعریف و توصیف اس بارہ میں نہ کروں گی۔

خواتین! اس وقت میں اُن آیات کی بھی تلاوت کرتی ہوں جو
حضرت عائشہؓ کی برأت کے لئے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ
كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ
وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ○ لَّوْلَا
جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ
عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○
إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ
وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ
قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ○
يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ وَيُبَيِّنُ
اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ
الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا

وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) جو لوگ لائے ہین یہ بہتان تمہین مین کے ایک گروہ ہین تم اس کو اپنے حق مین برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے اور ہر آدمی ان مین سے اپنے گناہ کو جتنا کمایا ہے پہونچتا ہے۔ اور جس نے اس بوجہ کو اُٹھایا ہے اوسکے لئے بڑا عذاب ہے (مسلمانو) جب تم نے ایسی بات سنی تہی۔ ایمان والے مردون اور ایمان والی عورتون نے اپنے مسلمان بہائیون کے حق مین نیک گمان کیون نہ کیا۔ اور سننے کے ساتہہ ہی کیون نہ بول اُٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے جن لوگون نے یہ طوفان اُٹھایا ہے اپنے بیان کے ثبوت پر چار گواہ کیون نہ لائے۔ پہر جب وہ گواہ نہ لاسکے تو خدا کے نزدیک بس یہی جہوٹے ہین۔ اور اگر تم پر دنیا و آخرت مین خدا کا فضل اور اوس کا کرم نہ ہوتا تو جیسا تم نے اس بے ہودہ بات کا چرچا کیا تہا اس مین تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی تم لگے اپنی زبانون سے اوس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے منہ سے ایسی بات بکنے جس کی تم کو مطلق خبر نہین اور تم نے اوس کو ایک ہلکی بات سمجھا حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات ہے اور جب تم نے ایسی بے ہودہ بات سنی تہی سنتے ہی کیون نہ بول اوٹھے کہ ہم کو ایسی بات منہ سے نکالنی زیبا نہین حاشا وکلا یہ تو بڑا بہاری بہتان ہے مسلمانو

خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا اور اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور اللہ سب کے حال سے واقف اور حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہین کہ مسلمانون مین بری بات پھیلے اُن کے لئے دنیا مین عذاب دردناک ہے اور آخرت مین بھی اور ایسے لوگون کو اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہین جانتے۔ اور مسلمانو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل وکرم ہے۔ اور نیز یہ کہ اللہ بڑی شفقت رکھنے والا مہربان ہے۔ تو تم مین فساد عظیم برپا ہوگیا تھا۔

خواتین! یہ واقعہ اِفک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اِفک کے معنے ہین بہتان کے چونکہ حضرت عائشہؓ پر جھوٹا بہتان لگایا گیا تھا اس وجہ سے اللہ تعالےٰ نے حضرت عائشہؓ کی برأت فرمائی اگر ذرا غور کرو توان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی اور حقیقی بات کا تو اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہی ہے لیکن وہ لوگ جو کسی پر تہمت لگاتے ہوے ڈرتے ہین نہ کسی کے عیب کو (چاہے وہ حقیقت مین ہو یا نہ ہو) ظاہر کرتے ہوے جھجکتے ہین اُن کے لئے اللہ تعالیٰ نے کیسی سزا تجویز فرمائی ہے یہی لوگ درحقیقت منافق ہین۔

اس بہتان باندہنے والون مین ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش کی بہن حمنہ بھی شریک تھین لیکن حضرت زینبؓ کی زبان سے حضرت ام المومنین عائشہؓ کے خلاف کوئی کلمہ نہین نکلا بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا تو اُنہون نے یہی جواب دیا کہ "یا حضرت مین اپنی آنکھ اور کان کی

بہت حفاظت کرتی ہون اور نہین چاہتی کہ بغیر سنے اور دیکھے کسی بات کو کہکر اپنی زبان کو ناپاک کرون۔ خدا کی قسم حضرت عائشہؓ سے سوائے خوبی کے اور مین نے کچھہ نہین دیکھا۔ وہ نہایت صاحب عصمت ہین "

اس واقعے سے معلوم ہوتا ہے کہ گو آپ کے اور حضرت عائشہؓ کے درمیان جو علاقہ تہا وہ فطرتاً ایسا تہا کہ اگر آپ اس وقت اُن کی برائی کرتین تو کچھہ تعجب کی بات نہ تہی لیکن آپ نے انصاف کو ہاتہہ سے نہ جانے دیا اور جو کچھہ حال تہا سچ سچ بیان فرما دیا

صلح حدیبیہ اس کے بعد آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہ نیت عمرہ مکہ کو روانہ ہوے۔ مہاجرین اور انصار آپ کے ساتہہ تہے آپکا ارادہ اہل مکہ سے لڑنیکا نہ تہا اسی وجہ سے آپنے قربانی کے جانورون کو آگے روانہ کردیا اور احرام باندہ لیا لیکن قریش مکہ آپ کے عمرہ کرنے سے مانع آئے۔ اور لڑنے پر تیار ہو گئے۔ جب آپ کو اطلاع ہوئی تو حدیبیہ[1] مین ٹہیر گئے اور حضرت عثمان ذی النورینؓ کو سفیر مقرر فرما کر فہمائش کے لئے بہیجا اُن کے آنے مین دیر ہوئی اور آپ کو خبر ملی کہ کفار مکہ نے اُنہین شہید کر ڈالا آپ اُٹہے اور فرمایا کہ اب مجھپر جنگ واجب ہوگئی

---

[1] حدیبیہ ایک موضع کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ہے۔ اس موضع مین ایک کنوان تہا جس کا پانی ہمیشہ خشک رہتا تہا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اُس کنوئین مین کلی کرکے دعا کی اُسوقت خوب پانی سے بہر گیا اور ہمیشہ پانی رہنے لگا۔

بیعت الرضوان پہر تمام مسلمانون کو ایک درخت[1] کے نیچے جمع کرکے اُن سے عہد لیا
کہ خواہ مرجائین مگر ہرگز لڑائی سے نہ بہاگین گے۔ اس کا نام بیعت الرضوان ہے
خواتین! اسی بیعت کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ
السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا
وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا ۝ (ترجمہ) یعنی جو مومن لوگ آپ سے
ایک درخت کے نیچے بیعت کررہے تہے بیشک اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا
اور جو کچھہ اُن کے دلون مین تہا اللہ تعالیٰ کو سب معلوم تہا۔ اللہ نے اُنپر تسکین
قلب اُتاری اور اُن کو قریب تر ایک فتح نصیب کی اور بہت کچھہ مال غنیمت ملا
جسکو اُن لوگون نے لیا اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔
اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہی آگئے۔ بعض تاریخون سے معلوم
ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ اس بیعت کے وقت سفیر کا کام انجام دے رہے تہے تو
آپ نے فرمایا کہ وہ خدا اور اُس کے رسول کے کام کو گئے ہین اور اس بیعت سے
محروم رہے جاتے ہین۔ اس لئے آپ نے اپنے داہنے ہاتہہ کو اُٹہایا اور فرمایا
کہ یہ عثمان کا ہاتہہ ہے اور بائین ہاتہہ کو اُٹہا کر کہا کہ یہ میرا ہاتہہ ہے۔ اور یہ ہاتہہ
پہر ہاتہہ رکہکر بیعت فرمائی۔

---

[1] یہ درخت ببول یعنی کیکر کا تہا۔

قتادہ کہتے ہین کہ حضرت عثمانؓ کو بڑا شرف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھہ اون کا ہاتھہ ہے۔

خواتین! اس بیعت مین جو لوگ شریک تھے اون کے لئے بہت فضیلت ہے اور سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہین وہ اللہ تعالی سے بیعت کر رہے ہین۔ اللہ کا ہاتھہ اُن کے ہاتھون پر ہے جیسا کہ قرآن پاک مین ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ اسکے علاوہ اور بہت سی احادیث ایسی ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جنت مین داخل ہون گے۔ اُم مبشر سے روایت ہے کہ لیدخلن الجنۃ من بایع تحت الشجرۃ الا اصحاب الجمل الاحمر۔ یعنی وہ لوگ ضرور جنت مین داخل ہونگے جنہون نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ مگر سرخ اونٹ والا[1]

غرض کہ نامہ و پیام کے بعد صلح ہو گئی۔ قریش نے اس سال آپ کے لوٹ جانے اور پھر آیندہ سال اس شرط پر کہ نہ آپ کے صحابہ کے پاس سوائے تلوار کے کوئی دوسرا ہتھیار ہو اور نہ تین دن سے زیادہ قیام فرمائین آنیکے واسطے کہا اور دس سال تک کے لئے اس صلح کی میعاد مقرر کی گئی۔ ایک شرط یہ بھی تھی کہ کفار کا کوئی شخص اگر مسلمانون مین جائے تو وہ واپس کر دیا جائے اور مسلمانون مین سے کوئی شخص کفار کے ہاتھہ آجائے تو وہ واپس نہ ہو۔ یہ شرائط اگرچہ اور مسلمانون کو ناگوار معلوم ہوئی اور یہانتک آپس مین تذکرہ ہوا کہ جب ہم حق پر ہین تو ایسی ذلت کے ساتھہ صلح کیونکر قبول کرین۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو گئے۔ کیونکہ آپ کو الہام سے معلوم ہو گیا تھا کہ اس مین مسلمانون ہی کی بہتری ہے۔

[1] ایک شخص جد بن قیس منافق تھا اوس نے بیعت نہین کی۔

عہد نامہ | چنانچہ حضرت علیؓ کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا گیا۔

سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ لکھو " بسم اللہ الرحمن الرحیم " تو سہیل منجانب قریش سفارت کا کام کر رہا تھا بولا کہ ہم " بسم اللہ الرحمن الرحیم " نہین جانتے ، لکھو باسمک الہم۔ آپ نے فرمایا لکھدو " باسمک الہم پھر فرمایا لکھو هٰذَا مَا صَالَحَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سہیل بولا اگر ہم آپ کو رسول سمجھتے تو لڑتے ہی کیون ؟ اپنا نام اور اپنے باپ کا نام لکھئے۔ آپ نے فرمایا کہ " اچھا الفاظ " رسول اللہ " کو مٹا دو ، اور " محمد بن عبد اللہ " لکھو۔ لیکن حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ مین اپنے ہاتھ سے ہرگز ان الفاظ کو نہین مٹا سکتا۔ آپ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ " اچھا بتاؤ رسول اللہ کہان لکھا ہے " ، حضرت علی نے بتا دیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان الفاظ کو مٹا یا اور عہد نامہ مکمل کیا گیا۔

عہد نامہ کی تیاری کے بعد آپ نے قربانی کرنے اور سر منڈانے کا حکم دیا لیکن جن مسلمانون کو یہ شرائط صلح ناگوار گذرے تھے اُنھون نے توقف کیا ، اس سے آپ کچھ متردد ہوے ، اس نازک موقع پر حضرت ام سلمہؓ نے یہ رائے دی کہ آپ باہر تشریف لے چلئے اور قربانی فرمایئے ، بال منڈوایئے اور لوگ بھی آپ کا اتباع کرینگے

اس رائے پر حضور خوش ہوئے اور باہر تشریف لاکر ایسا ہی کیا تو سب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے خوشی سے آپ کا اتباع کیا۔

اس صلح نامہ مین یہ شرط تو ہوہی گئی تھی کہ قریش کا جو شخص مسلمانون مین آملے وہ واپس کردیا جاے اور اگر مسلمانون کا قریش مین چلا جاے تو واپس نہ آئے۔ اسی بنا پر ام کلثوم بنت عقبہ بھی ہجرت کر آئی تھین اُن کے لینے کو عمارہ اور ولید ان کے دونون بھائی آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے عورتون کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَکُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْکُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنْکِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ وَلَا تُمْسِکُوْا بِعِصَمِ الْکَوَافِرِ

یعنے مسلمانو! جب تمھارے پاس عورتین ہجرت کرکے آیا کرین تو تم اون کے ایمان کی جانچ کر لیا کرو یون تو اون کے ایمان کو اللہ ہی خوب جانتا ہے، تاہم جانچ کر لینا ضرور ہے، اگر جانچنے سے تم اون کو سمجھو کہ مسلمان ہین تو انکو کافرون کی طرف واپس کرو نہ تو یہ عورتین کافرون کو حلال ہین اور نہ کافر ان عورتون کو حلال اور جو کچھ کافرون نے ان پر خرچ

کیا ہے وہ اون کافرون کو ادا کردو۔ اور اس مین بھی تم پر کچھ گناہ نہین کہ اون عورتون کو اون کے مہر دیکر تم خود نکاح کرلو اور اون کافر عورتون کو اپنے پاس نہ رکھو جو تمھارے نکاح مین ہون اور جو تم نے اون پر خرچ کیا ہو وہ کافرون سے مانگ لو" اس حکم سے آنحضرت صلی اللہ وسلم نے عورتون کو تو روک لیا اور مردون کو واپس جانیکا حکم دیدیا۔

اس آیت سے مشرکہ عورتون کا نکاح جو مسلمانون سے ہوا تھا ٹوٹ گیا۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی قریبہ بنت ابی امیہ اور ام کلثوم بنت عمرو کو طلاق دیدی۔ قریبہ بنت ابی امیہ نے تو معاویہ بن ابوسفیان سے اور ام کلثوم نے ابوجہم سے شادی کرلی

دعوت اسلام کے خطوط

اس کے بعد آپ نے خطوط لکھوائے اور عرب اور عجم کے بادشاہون کے پاس بغرض تبلیغ اسلام روانہ کئے، قبط کے بادشاہ نے تو خط کی بڑی تعظیم اور تکریم کی اور اچھا جواب دیا لیکن مسلمان نہ ہوا۔

خواتین! ہرقل روم کے بادشاہ کے پاس جناب سرور کائنات فخر موجودات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خط بھیجا تھا اوس کا ترجمہ سُناتی ہون حصول برکت کے لئے بھی اور نیز اس لئے کہ ممکن ہے کہ آپ کو ان خطوط کے سُننے سے آپ کی دعوت اسلام فرمانے کے وہ طریقے جو آپ عمل مین لاتے تھے معلوم ہون۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہرقل اعظم روم کے نام - اوس شخص پر

سلام ہو جو سیدہی راہ کی پیروی کرتا ہی -

امابعد ! مین تم کو اسلام کی طرف بلاتا ہون، مسلمان ہو جاؤ تو سلامت رہو گے اللہ تم کو دوہرا اجر دے گا اور اگر تم اعراض کروگے تو تمپر علاوہ اپنے تمام رعایا کا وبال بھی ہوگا - یٰٓاَہْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْہَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

خواتین ! دیکھو اس مختصر خط مین کیسی کیسی نصیحتین بھری ہین یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اس قدر جلد ترقی کی اور جوق جوق لوگ شامل ہو کر دائرہ اسلام کو وسیع کرتے رہے -

ہرقل کے پاس جب آپ کا خط پہونچا ہے تو اس نے آپ کے

سلہ اے اہل کتاب تم اس بات پر آجاؤ جو ہم تم دونون مین مشترک ہے یعنی ہم تم سوائے خدا کے نہ کسی کی عبادت کرین نہ کسی کو اس کا شریک مانین سوائے خدا کے ہم مین سے کوئی کسی کو اپنا رب نہ ٹھرائے پس اگر اس بات سے پھرتے ہین تو ان سے کہدو کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہین

حالات کی تفتیش کرنا چاہی اتفاق سے ابوسفیان اب تک ایمان نہ لائے تھے تجارت کی غرض سے وہان گئے ہوے تھے ہرقل نے اون کو بلاکر سچ سچ حال دریافت کرنا شروع کیا اور یہ جواب دیتے رہے۔

ہرقل اور ابوسفیان کی گفتگو

ہرقل نے پوچھا کہ اس کا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نسب کیسا ہے ابوسفیان نے کہا اچھا ہے پھر اوس نے کہا کہ اس کے خاندان مین کوئی ایسا گذرا ہے جس نے ایسا کہا ہو جیسا یہ کہتا ہے اُنھون نے کہا نہین اس نے پھر پوچھا کہ کیا اوس کے باپ دادا مین کوئی بادشاہ ہوا ہے جواب دیا نہین پھر دریافت کیا کہ اس کے پیرو کس قسم کے لوگ ہین اُنہون نے جواب دیا غریب، کمزور، پھر سوال کیا جو لوگ اوس کے مطیع ہوتے ہین اوسکو دوست رکھتے ہین اور اُس کے ساتھ رہتے ہین یا علیحدہ ہوجاتے ہین جواب دیا کہ آج تک اس کے پیروی کرنے والون مین سے کسی نے علیحدگی نہین اختیار کی پھر اس نے پوچھا کہ تم سے اون سے لڑائی کیسی ہوتی ہے اونہون نے کہا کبھی وہ غالب ہوتے ہین کبھی ہم۔ پھر پوچھا کہ وہ بدعہدی تو نہین کرتا تو کہا کہ اب تک ایسا ہوا نہین شاید میری مکہ مین غیر موجودگی کے زمانہ مین کچھ ہوا ہو تو معلوم نہین پھر اوس نے کہا کہ وہ تمکو کیا حکم دیتا ہے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ خدا کی عبادت کرو اور کسی کو اوسکا شریک نہ ٹھیراؤ نماز پڑھو سچائی اور پاکدامنی اور صلہ رحمی کو قائم رکھو۔

خواتین! اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو شخص آنحضرت کا دشمن ہے اس سے سوال کیا جاتا ہے لیکن وہ آپ کے خلاف کوئی بات اپنے موُنھ سے نہین نکال سکتا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کی بڑی دلیل ہے۔ چنانچہ ابوسفیان کہتا ہے کہ ہرقل کے سوال بدعہدی کا مین کچھ اور جواب دینے کو تھا لیکن نہین کے سوا میری زبان سے کچھ نہ نکلا۔ اس گفتگو سے ہرقل نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ جتنی صفات ہین انبیا کے سوا اور کسی مین نہین ہوتین اور یہی وجہ ہے اوس کے ساتھ جو لوگ شامل ہو جاتے ہین وہ اس سے جدا نہین ہوتے کیونکہ جس قلب مین ایمان داخل ہو جاتا ہے اور اوس کی حلاوت سے متاثر ہو جاتا ہے وہ کسی طرح نہین نکل سکتا بےشک وہ ایک نہ ایک دن سلطنت پر قابض ہو جاے گا ان سب باتون کو سوچ کر اس نے باور کر لیا کہ واقعی آپ نبی ہین۔ اور کہا کہ اگر ممکن ہوتا تو مین اس کے پاؤن دھو کر پیتا۔ لیکن عام رعایا کے ڈر سے وہ اسلام نہ لایا۔

آپ نے والیِ دمشق کو بھی خط لکھا لیکن وہ خط کو پڑھ کر جھلا گیا اور کہنے لگا میرا ملک کون چھین سکتا ہے اس کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہو جاے گا۔

حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو بھی آپ نے خط بھیجا تھا اس نے بھی

خط کی بہت تعظیم و تکریم کی اور اپنے لڑکے کو اسلام قبول کرنے کے لئے بھیجا اور خط مین یہ بھی لکھا کہ اگر حکم ہو تو مین بھی حاضر رہون مگر وہ حاضر دربار نبوت تو ہو نہ سکا البتہ اوس نے اسلام نہایت رغبت و خوشی سے قبول کیا۔

فارس کے بادشاہ کسریٰ کے پاس آپ کا خط پہونچا تو اوس نے پھاڑ ڈالا آپ نے اوس کی ہلاکت کے لئے دعا کی چنانچہ اوسکو شیرویہ نے قتل کر ڈالا جب آپ کی پیشین گوئی کا حال اوس کے لڑکے کو معلوم ہوا تو وہ اسلام لے آیا۔

غزوۂ خیبر: اسکے بعد اون یہودیون نے جو مدینہ سے اپنی شرارتون اور بدعہدیون کی وجہ سے جلاوطن کر دیے گئے تھے بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنا حلیف بنا لیا ان کے پاس بڑے مضبوط مضبوط قلعے تھے اور یہود کو اون پر بڑا ناز تھا اور جنگ کے لئے بالکل آمادہ تھے اس لئے آپ اس شر کو رفع کرنے کے لئے ان سے لڑنے کے ارادے سے نکلے اور حضرت علیؓ کے ہاتھون فتح پائی۔ اسی غزوہ مین ام المومنین حضرت صفیہ گرفتار ہوئین اور پھر آپ کی زوجیت مین آئین فتح خیبر سے پہلے حضرت صفیہ نے ایک خواب دیکھا تھا کہ چودھوین شب کا چاند میری بغل مین ہے صفیہؓ نے اس خواب کو اپنے شوہر سے کہا اوس نے کہا کہ تو

بادشاہ حجاز یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا کرتی ہے اور ایک طمانچہ مونھ پر مارا جس سے آنکھون کے قریب ایک نیلا نشان پڑ گیا تھا جب آنحضرت نے اس نشان کا سبب پوچھا تو انھون نے یہ واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو | زینب بنت حرث نے جو ایک یہودیہ عورت تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے گوشت بھیجا اور اوس مین زہر ملا دیا آپ کو ایک لقمہ کھاتے ہی معلوم ہوگیا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور زینب سے دریفت کیا اوس نے کہا ہان مین نے امتحان کیا تھا کہ آپ نبی صادق ہین تو کوئی اثر نہ ہوگا اور اگر جھوٹے ہین تو زہر اثر کرے گا لوگون نے اس عورت کے قتل کی راے دی لیکن آپ نے معاف فرمادیا۔ روایت ہے کہ پھر وہ عورت اسلام لے آئی۔

غزوہ فدک | پھر ایک مختصر غزوہ فدک ہوا جس مین مسلمانون نے فتح پائی

عمرہ | پھر آپ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے مخالفین نے اب بھی روکنا چاہا مگر معاہدہ کی وجہ سے نہ روک سکے آپ نے تین روز تک مکہ مین قیام فرما کر طواف کیا۔ اسی زمانہ مین میمونہ بنت الحرث آپ کے شرف زوجیت سے مشرف ہوئین۔

غزوہ موتہ | اس کے بعد ایک غزوہ اور ہوا اور اس کا سبب

یہ ہوا کہ آپ نے ہرقل بادشاہ کے نام ایک خط حارث بن عمیر ازدی کو
دے کر بھیجا تھا جب یہ موتہ مین پہونچے تو شرجیل بن عمر غسانی نے مار ڈالا
آپ کو اسکی اطلاع ہوئی تو اسلام کے امرا کو مع لشکر شام کو روانہ فرمایا
موتہ مین لڑائی ہوئی زید بن حارثہ عبداللہ بن رواحہ نے اسی لڑائی مین جام
شہادت نوش فرمایا جعفر بن ابی طالب کے دونون بازو کٹ گئے۔ اور
شہید ہوے، حضرت جعفر کی بیوی حضرت اسما کہتی ہین کہ اوسوقت مین
اپنے کام دھندے سے فارغ ہو چکی تھی، اور جعفر کے بچون کو نہلا دھلا کر
تیل لگا رہی تھی کہ آپ تشریف لاے اور ان کو گود مین لے لیا آپ کے
آنکھون مین آنسو بھر آئے، مین نے پوچھا یارسول اللہ کیا جعفر کی کوئی
اطلاع آپ کو ملی ہے آپ نے فرمایا ہان وہ آج شہید ہوئے۔ پھر آپ
اپنے گھر واپس گئے اور حکم دیا کہ جعفر کے بچون کے لئے کھانا پکاؤ۔

خواتین ! غمی کے کھانے کی ابتدا اسی دن سے ہوئی ہے
اور اب تک مسلمانون مین یہ رواج ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے
تو اوس کے عزیز اسکے گھر والون کے لئے کھانا پکوا کر لے جاتے ہین

فتح مکہ اس کے بعد بنو بکر اور بنو خزاعہ سے جنگ ہوئی
جو ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عہد کر چکے تھے
اور ایک قریش کے حلیف تھے اس جنگ کی وجہ سے جو معاہدہ

قریش سے ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا - ابوسفیان معاہدہ کی میعاد بڑہانے کی غرض سے مدینہ آیا سب سے پہلے ام المومنین ام حبیبہ کے یہان جو اسکی لڑکی تھین گیا، اونہون نے اس کو دیکھکر وہ فرش لپیٹ دیا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچھایا کرتے تھے - اس نے اسکی وجہہ پوچھی حضرت ام حبیبہ رضی نے جواب دیا کہ جو شخص شرک کی نجاست سے آلودہ ہو وہ اس پر بیٹھنے کا مستحق نہین ہے - ابوسفیان وہان سے چلا گیا اور حضرت ابوبکر رض حضرت عمر رض حضرت علی رض وغیرہ سے ملا لیکن اپنے موافق جواب نہ پاکر حضرت علی کی رای سے مسجد کے سامنے یہ صدا لگا کر چلا گیا کہ مین زمانہ صلح کی مدت بڑہانے اور از سر نو عہد و اقرار کو مضبوط کرنے آیا ہون اسکے بعد ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سامان وغیرہ درست فرماکر چلنے کا حکم دیدیا اور مکہ معظمہ کی طرف جانے کا راستہ روک دیا گیا تاکہ قریش کو خبر نہ ہو اسی درمیان مین حضرت حاطب صحابی نے مزینہ کنیز کو یا سارہ کو بطور مخفی ایک خط دیکر مکہ بھیجا اس خط مین قریش کو ارادہ جنگ سے اطلاع دی تھی مگر آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے اطلاع ہوگئی آپ نے اوسکو گرفتار کرنے کا حکم دیا چنانچہ حضرت علی رض اور مقداد دونون اوس کی گرفتاری کو روانہ ہوے اور پکڑ لیا اوس عورت نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہین ہے انہون نے اوس کے سامان کی تلاشی لی

خط نہ نکلا تو حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ کا فرمانا غلط نہین ہو سکتا
خط ضرور ہے اوس کو نکالو ورنہ تم کو ننگا کرکے تلاشی لون گا۔ جب اوس نے یہ
دیکھا تو اوس نے اوس خط کو جو اپنے سر مین رکھہ لیا تھا اور اوپر سے بالون مین
کنگھی کر لی تھی سر مین سے نکال کر حضرت علیؓ کو دیدیا۔ آنحضرت نے اوس
خط کو پڑہوایا تو حضرت عمرؓ کو حضرت حاطب پر غصہ آیا اور بے ساختہ کھڑے
ہوکر آنحضرت سے عرض کیا کہ مجھ کو حکم ہو تو ابھی اس منافق کی گردن
اُڑا دون۔ آنحضرت نے فرمایا صبر کرو۔ حاطب جنگ بدر مین شریک تھے
پھر حاطب سے پوچھا اونھون نے عرض کیا کہ بے شک یہ خط مین نے
یہ خیال کرکے لکھا ہے کہ آپ تو رسول برحق ہین اللہ تعالی نے آپ سے
فتح مکہ کا وعدہ کیا ہے لیکن مجھے اندیشہ تھا کہ قبل فتح کفار مکہ میرے
بال بچون کو جو ابھی تک مکہ مین ہین قتل کر ڈالین گے اس لئے مین نے
اون پر یہ ایک احسان رکھنے کی بات خیال کرکے لکھ دیا تھا
مین توبہ کرتا ہون میری خطا معاف کی جاے۔ چنانچہ حضرت حاطب نے
نہایت التجا اور الحاح وآہ وزاری کے ساتھ توبہ کی آنحضرت نے
اون کی توبہ قبول ہونے کی بشارت دی۔

آپ دس ہزار فوج لے کر مکہ تشریف لے چلے راستہ مین
حضرت عباس رضہ سے ملاقات ہوگئی وہ ہجرت کرکے مدینہ

آرہے تھے آپ خوش ہوئے اور فرمایا کہ جس طرح میری نبوت آخری نبوت ہے
اسی طرح آپ کی ہجرت آخری ہجرت ہے" وہ بھی یہین سے آپ کے ساتھ
شامل ہوگئے ام المومنین ام سلمہ کے بھائی نے بھی مکہ سے ہجرت کی تھی
لیکن اب تک کافر تھے اس وجہ سے اون کو حاضری کی اجازت نہین ملی تھی
حضرت ام سلمہ کی سفارش سے آپ نے منظور فرمالیا وہ بھی آتے ہی مسلمان
ہوگئے۔ حضرت عباسؓ جو ابوسفیان کے دوست بھی تھے آگے آگے جارہے تھے
ادہر سے ابوسفیان اور قریش کے اور لوگ آرہے تھے حضرت عباس نے
اون کو بلاکر سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جرار لشکر کے ساتھ
آرہے ہین۔ اگر رسول خدا نے فتح پائی تو باوجود آپ کے حلم وکرم اور عفو کے
تیری گردن ماری جاے گی اس نے چارہ کار پوچھا۔ حضرت عباس نے کہا
کہ میرے پیچھے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ اس سے ڈر کر وہ آپ کے پاس آگیا
حضرت عباس اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاے حضرت
عمرؓ نے فرمایا او دشمن خدا آج مین نے تجھ پر بلا کسی عہد و پیمان کے
قابو پایا ہے اور تلوار کھینچ کر آنحضرت سے اجازت مانگی لیکن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر کی مہلت دیدی اور دوسرے روز
اسے بلاکر دعوت اسلام دی اوس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون
آپ نہایت حلیم وکریم ہین اور باوجود میرے اسقدر ظالم اور بے ادبیون کے بھی

آپ نے ایسی مہربانی فرمائی مجھے یقین ہوگیا کہ بے شک اگر اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو وہ میری مدد کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا وہ وقت نہین آیا کہ تو مجھے رسول اللہ جانے۔ اس مین اس نے کچھ پس و پیش کیا اتنے مین حضرت عمر رضہ آتے ہوے دکھائی دیئے حضرت عباس نے اوسکو ڈانٹا اور فرمایا کہ اپنے قتل ہونے سے پہلے تو اسلام لا۔ وہ حضرت عباس کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عباس نے کہا وہ عمر آرہے ہین اتنا سننا تھا کہ بے ساختہ کہہ اُٹھا۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت عباس رضہ نے فرمایا کہ یہ شخص چونکہ جاہ و شرف کو عزیز رکھتا ہے اسلئے اس کا مرتبہ بھی مخصوص فرما دیجئے تاکہ قریش مین سرافراز ہو۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص خانہ کعبہ مین چلا جاے یا اپنے مکان کا دروازہ بند کرلے یا ابوسفیان کے گھر مین چلا جاے یا ہتھیار ڈالدے اوسکے لئے امن ہے۔

پھر آنحضرت نے اوس کو ایسے مقام پر بٹھلا دیا جہان سے وہ آپکی تمام فوج اور اوس کے عظمت و جلال کو دیکھہ سکے جب اس نے دیکھا تو حضرت عباس سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین آپ نے بتلایا کہ یہ انصار اور مہاجر ہین ابوسفیان نے کہا کہ آپ کا بھتیجا تو بڑا بادشاہ ہوگیا۔ اُنھون نے کہا یہ رسالت و نبوت ہے سلطنت و مملکت نہین ہے۔

قریش کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی جب ابوسفیان کو دیکھا تو اس کے استقبال کو آئے اور کہنے لگے تمہارے پیچھے کون ہے اور یہ غبار کیسا اُڑ رہا ہے اوس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے کوئی شخص اوس کے مقابلہ کی طاقت نہین رکھتا - اور جو شخص میرے گھر مین آجاے گا وہ امن مین رہیگا - اور جو خانہ کعبہ مین چلا جاے گا وہ اور جو اپنے دروازے کے کواڑ بند کر لیگا وہ بھی امن مین رہیگا تو وہ لوگ کہنے لگے یہ کیا خبر لاے - ہندہ انکی بیوی بھی ان کے استقبال کو آئی تہین - جب اپنے خاوند سے ایسی باتین سنین تو ان سے ضبط نہ ہو سکا - اپنے شوہر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہنے لگین یاآل غالب اسکو مارو تاکہ ایسا کلمہ نہ کہے! ابوسفیان نے کہا چاہے جسقدر میری ذلت کرو مگر مین قسم کہاتا ہون کہ اگر مسلمان نہ ہو گی تو گردن ماردی جاے گی - گھر مین گھس آؤ - اور کواڑ بند کر لو - اور اس سے زیادہ مونہہ سے کوئی بات نہ نکالو -

لشکر اسلام کا جھنڈا سعد بن عبادہ کے ہاتھ مین تھا جوش مین ان کے مونہہ سے نکل گیا کہ آج کعبہ کو حرم نہ رکھون گا، مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ مین بھی آجاے تو اسی قتل کر ڈالون گا - آپ نے حضرت علی کو جھنڈا لینے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص مقابلہ نہ کرے تو اس سے نہ لڑنا - پھر لوگون کو بالائی اور نشیبی مکہ سے داخل

ہونے کا حکم دیا۔ خود ذی طویٰ کی طرف سے مکہ مین داخل ہوے۔ نشیبی
مکہ کی طرف سے خالد بن ولید گئے تھے ان سے عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ
سے مختصر سی لڑائی ہوئی کفار کے تیرہ آدمی مارے گئے۔ مسلمانون کے
۳ آدمی شہید ہوے۔ باقی کو آپ نے امن دیدی۔ ابن اخطل کی دو لونڈیان
قریبہ اور قریبہ جو آپ کی ہجو کیا کرتی تھین گرفتار ہوئین۔ قریبہ تو ماری گئی۔
قریبہ نے امن کی خواہش کی اوس کو امان دیدی گئی۔ پھر وہ صدق دل سے
ایمان لے آئی۔ بنو عبدالمطلب کی ایک خادمہ نے بھی امن مانگی اس کو بھی
امان دیدی۔ دو تین آدمی حضرت علی کی بہن ام ہانی کے گھر مین گھس گئے
ام ہانی نے اون کو امان دیدی اس لئے آپ نے بھی مامون فرما دیا جب
مکہ فتح ہوا اور آپ داخل ہوے تو عورتین راستہ مین بال کھول کھول کر کھڑی
ہوگئین اور اپنی چادرین گھوڑون کے مُنہ پر مارنے لگین تاکہ وہ بھڑک اُٹھین
لیکن آپ صرف تبسم فرماتے رہے۔ غرض جب آپ مکہ مین داخل ہوے
کعبہ کا طواف فرمایا اوسکے اندر اور باہر جسقدر بت تھے سب کو توڑ کر گرا دینے اور دفن
کر دینے کا حکم دیا اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
آپ کی زبان سے یہ کلمات نکلتے تھے اور بت اوندھے ہو ہو کر گرتے
جاتے تھے۔ نماز کے وقت حضرت بلال نے اذان دی اور بے خطر نماز
ادا کی گئی پھر آپ نے خطبہ فرمایا جس کا ترجمہ مین تم کو سناتی ہون:۔

خطبہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہین ہے وہ اکیلا ہے اوسکا کوئی شریک نہین ہے اوس ذا پنے بندے کی مدد کی اپنے وعدہ کو پورا فرمایا اور گروہ مخالفین کو تنہا شکست دی، خبردار ہو جاؤ کہ بے شک جو عادتین یا خون یا مال جس کا جاہلیت مین دعوے کیا جاتا تھا وہ میرے ان دونون قدمون کے نیچے ہے یعنی جتنی رسمین اور عادتین جانی یا مالی معاملات جاہلیت مین تھے سب کو مین نے پاؤن سے کچل دیا) مگر مجاورت کعبہ ورحاجیون کو آب زمزم پلانے کا انتظام باقی رکھا جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ قتل خطا مثل قتل عمد کے ہے وہ قتل چاہے کوڑون سے ہو یا لٹھ سے ہو ان دونون مین دیت (خونبہا) مغلظہ دی جائے گی۔ وہ خونبہا سو اونٹون کا ہے ان مین سے چالیس ایسے ہون گے جن کے پیٹ مین بچے ہون۔ اے گروہ قریش بے شک اللہ نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور آبا پر فخر کرنا منع فرما دیا۔ کل آدمی آدم سے ہین اور آدم مٹی سے ہین (یعنی سب ایک سے ہین) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا ہے نر و مادہ سے اور بنایا ہم نے شاخین اور

قبائل تاکہ تم پہچانے جاؤ آپس مین - بے شک اللہ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تم مین اللہ سے ڈرنے والا زیادہ ہے بے شک اللہ دانا و خبیر ہے - اے گروہ قریش کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم تمہارے ساتھ کیا کرنے والے ہین - قریش نے کہا بھلائی - خود بزرگ ہو بزرگ زادہ ہو - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا بے شک مین وہی کہتا ہون جو یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا تھا کہ تم پر کوئی برائی نہین ہے جاؤ آج تم سب آزاد ہو -

خواتین ! اس خطبہ سے آپ کے اعلیٰ اخلاق کا بہت اچھا اندازہ ہو جاتا ہے اور اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ جن لوگون نے آپ کو طرح طرح کی ایذائین دین، بے گناہ مسلمانون کو قتل کیا اور اون کو ہر طرح تکلیف پہونچانے کے درپے رہے آپ نے کس طرح اون کو معاف فرما دیا - حالانکہ اس وقت وہ سب آپ کے قابو مین تھے - جس طرح چاہتے بدلہ لیتے جو چاہتے سزا دیتے - لیکن آپ نے بجز اس کے کہ ان کی مغفرت کی خواہش فرمائین اور کچھ نہین کیا - اس کے بعد آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے وہان مردون کو آپ نے بیعت فرمائی اور عورتون کو بیعت کرنے کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا - اور آپ سب کے لئے استغفار فرماتے رہے -

بیعت کی تشریح | خواتین ! بیعت کے معنے معاہدہ کے ہین اور یہ معاہدے

اس غرض سے کئے جاتے ہین کہ لوگ اوس کے خلاف کام نہ کرین۔ اسی وجہ سے آپ نے عورتون سے بھی بیعت لی کہ وہ ان باتون سے جن کے کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی ہے باز رہین۔ اوران باتون پر عمل کرین جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

یعنے اے پیغمبر جب مسلمان عورتین آپ کے پاس آئین کہ آپ سے ان باتون پر بیعت کرین کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگی اور نہ چوری کرینگی اور نہ بدکاری کرینگی اور نہ اپنے بچون کو قتل کرین گی اور نہ کوئی بہتان لاوین گی جس کو اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤن کے درمیان یعنی اپنے سامنے دیدہ و دانستہ بنالیوین اور بھلی باتون مین وہ آپ کے خلاف نہ کرین گی تو آپ اون کو بیعت کرلیا کیجئے اوران کے لئے اللہ سے مغفرت کیا کیجے۔ بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

خواتین! اس آیت مین اللہ پاک نے اچھی طرح بتا دیا ہے

کہ تم کو یہ یہ کام کرنا چاہیئے اور یہ یہ نہ کرنا چاہیئے۔ ایک رسم یہ بھی تھی کہ لڑکی پیدا ہوتی تو اسکو زندہ دفن کردیا کرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ لڑکی پیدا ہوتی تو عورتین اس کی جگہہ پر لڑکا لاکر رکھ لیتین اور اپنے شوہرون سے کہتین کہ لڑکا پیدا ہوا ہے اس لئے اس بیعت مین ان باتون کی سخت ممانعت کردی گئی اور لڑکی کے بجاے لڑکا لاکر رکھ دینے کو ہاتھہ پاؤن کے درمیان کا بہتان بتایا کیونکہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اپنی مان کے ہاتھ پاؤن کے سامنے پڑا ہوتا ہے اس لئے وضاحت کے ساتھ اللہ تعالی نے اسکو بھی سمجھادیا کہ ایسا نہ کرنا پھر ایک ایک کرکے تمام باتین بتادی گئین کہ چوری نہ کرنا، بدکاری نہ کرنا، اسی طرح وہ تمام باتین بھی نہ کرنا جو اللہ تعالی کے حکم کے خلاف ہین اور جن کا حکم دیا ہے اون کی پابند رہنا گویا اللہ تعالی کے جس قدر احکام ہین۔ نماز، روزہ، حج، زکوۃ، وغیرہ وغیرہ ان کی پابندی کرنا اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا بھی اس حکم مین داخل ہے، پھر حکم دیا کہ جب وہ ان تمام باتون مین پکی ہوجائین تو آپ ان سے بیعت لے لیجئے اور جو عورتین بیعت کرچکی ہین اون کے لئے استغفار فرمایئے۔ گویا جس قدر گناہ سرزد ہوے ہین ان کے لئے بخشش کی دعا فرمایئے وہ بڑا غفور (بخشنے والا) اور رحیم (رحم کرنے والا) وہ معاف کردیگا۔

اس بیعت مین قریش کی بھی بہت سی عورتین آئین ان مین ابوسفیان کی

بیوی ہندہ بنت عتبہ بھی تھیں۔ جنہوں نے حضرت حمزہ کو مثلہ کیا تھا اور اون کا جگر چاب گئی تھیں۔ ان کے منہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی۔ جس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیعت فرما رہے تھے یہ ہر ایک بات کا جواب نہایت دلیری سے دے رہی تھیں، جب بیعت کر چکیں تو بتایا کہ مین ہندہ بنت عتبہ ہون آپ نے فرمایا "مرحبا" تو یہ کہنے لگیں" یا رسول امین سچ سچ عرض کرتی ہون کہ پہلے آپ کے خیمے کے سوا کوئی خیمہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت و رسوائی کی مین دل سے خواستگار رہوتی مگر آج سب سے زیادہ محبوب جناب کا خیمہ ہے آنحضرت نے فرمایا" ابھی تو اس مین اور ترقی ہوگی"

تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ ہندہ بنت عتبہ جس وقت بیعت کر کے واپس گئی ہین تو اون کے مکان مین جس قدر بت تھے سب توڑ ڈالے اور گھر سے باہر پھینکدیے اور کہا اسے بتو تم نے مجھے بڑا دھوکا دیا اور مین نے تم سے بڑا فریب کھایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو بچے بھیڑ کے ہدیہ مین بھیجے اور عذر کیا کہ میری بکریان بچے کم دیتی ہین، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے برکت کے لئے دعا فرمائی۔

خواتین! دیکھو اسلام مین اخوت اور مساوات ایسی پیدا ہوتی ہے کہ ہندہ نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ (آنحضرت کے چچا) کے ساتھ

جو کچھ کیا تھا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کس قدر رنج دہ تھا
مگر اسلام لے آنے پر آپ نے وہ رنج والم بالکل بھلا دیا اس سے
زیادہ سچائی اور صداقت کی دلیل اور کیا ہو گی اسی سے حق تعالے
نے ہم کو یہ دعا تعلیم کی ہے کہ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یعنی مسلمانو یہ دعا کرو کہ ہمارے دلوں میں مومنین کی طرف سے کوئی
کینہ کبھی نہ پیدا ہو +

(۴)

از غزوۂ حنین تا وفات

قبیلۂ ہوازن کی جنگی تیاری، مسلمانون کی تیاری جنگ، درخت ذات الانواط، کفار کا حملہ اسلامی فوج پر، اسلامی فتح، طائف کا محاصرہ، اہل و عیال کی واپسی، آنحضرت صلعم کا اپنی رضاعی بہن کی عزت افزائی فرمانا، تقسیم غنیمت کے لئے مسلمانون کا اضطراب، بعض نوجوان انصار کی بدظنی، آنحضرت صلعم کی تقریر، آنحضرت صلعم کی دلیری و استقلال، غزوۂ تبوک، مسلمانون کے دل مین آنحضرت صلعم کی محبت، قوم ثمود کے مسکن سے گذر، تبوک مین صلح اور شاہ دومہ کی گرفتاری، حج فرض ہونا اور ابوبکر کا مکہ جانا، حضرت ابوبکر کی تبلیغ احکام، وصول زکواۃ اور سرکشون کی سرکوبی کا انتظام، بنت حاتم کی استدعا اور آزادی، عدی بن حاتم کا اسلام، عدی کا آنحضرت کے اخلاق سے متاثر ہونا، واقعہ ایلا، اس خبر کی اشاعت اور عام اثر، آنحضرت صلعم کا حضرت عائشہؓ سے ارشاد، حضرت عائشہؓ کا جواب، اشاعت اسلام کے لئے سرایا کی روانگی، حجۃ الوداع قیام عرفات مین حضرت کا خطبہ، مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبوت، مسیلمہ کا خط، آنحضرت صلعم کا

جواب، اسود عنسی کا دعوائے نبوت، آنحضرت صلعم کی بیماری، آخری خطبہ، مہاجرین کو نصیحت، اداے حق، حضرت ابوبکر کا خطبہ، تجہیز و تکفین، اخلاق و عادات

خواتین!

فتح مکہ تک کے حالات تو تم سن چکی ہو آج کی تقریر مین وفات تک کے حالات ہین۔

قبیلہ ہوازن کی جنگی تیاری | فتح مکہ کے بعد بہت سے عرب مسلمان ہو گئے تھے اور انہون نے خدا پرستی اختیار کر لی تھی لیکن ہوازن جو عرب کا مشہور اور معزز قبیلہ تھا ابھی تک اسلام کو دشمنی کی نظر سے دیکھتا تھا جب آپ مدینہ سے مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لے چلے تو اس قبیلہ کے لوگون نے خیال کیا کہ ہم پر حملہ کیا جائے گا اس لئے انہون نے کہا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیئے جس سے مسلمانون کو حملہ کرنے کا موقع نہ ملے بلکہ ہم لوگ خود حملہ کر دین اس تجویز کے مطابق اپنے قبیلہ مین سے ایک شخص کو جس کا نام مالک بن عوف تھا سردار مقرر کیا اور اُس کی سرکردگی مین مسلمانون پر حملہ کرنے کے لئے نکلے۔

مسلمانون کی تیاری جنگ | جب وادی اوطاس مین پہونچے اور جاسوسون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ بھی بارہ ہزار فوج لے کر ان پر حملہ کرنے کے لئے تشریف لے چلے اس مرتبہ آپ کے ساتھ اس قدر فوج تھی کہ آپ کے ہمراہیون کے دل مین اپنی کثرت پر کچھ غرور پیدا ہو گیا اور بعض لوگون کی

زبان سے کچھ تعلی آمیز کلمات بھی نکلے اس کی اطلاع آپ کو ہوئی تو آپ ناراض ہوئے اسی کا تذکرہ اللہ تعالےٰ نے قران پاک مین فرمایا ہے کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ۝

"یعنی اللہ بہت جگہون مین تمہاری مدد کر چکا ہے خصوصاً حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے تمہین خود پسندی مین ڈال دیا تھا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور اتنی بڑی زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے"

درخت ذات الانواط حضرت لیثی سے روایت ہے کہ مین بھی اس غزوہ مین تھا راستہ مین ایک بڑا سرسبز و شاداب درخت ملا جسے ذات الانواط کہتے تھے جاہلیت کے زمانہ مین عرب لوگ اس کے نیچے جمع ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اس مین لٹکا دیتے قربانیان کرتے اور ایک رات وہین رہتے تھے جب لشکر اس درخت کے قریب پہونچا تو ہم لوگون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا ہی درخت مقرر کر دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھسے وہی بات کہی جو موسیٰ علیہ السلام کی امت نے ان سے کہی تھی کہ اِجْعَلْ لَنَا إِلٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ "یعنی ہمارے لئے بھی ایسے معبود بنا دیجئے جیسے ان لوگون کے لئے ہے" موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا اے لوگو تم بڑے نادان ہو جب ہم لوگون نے آنحضرت کا یہ ارشاد سنا تو بہت شرمندہ ہوئے۔

کفار کا حملہ اسلامی فوج پر | غرض جب آپ نے وادی حنین کے تنگ راستون سے گذرنے کا ارادہ کیا تو کفار نے جو وہین چھپے ہوئے تھے یکبارگی حملہ کر دیا اس سے تمام مسلمان آدمی تتر بتر ہو گئے صرف آپ کے پاس چند آدمی حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہم اور کچھ صحابی باقی رہ گئے کفار نے یہ حالت دیکھی تو آنحضرت پا حملہ کرنے کے لئے دوڑے لیکن آنحضرت کو تو اللہ پر کامل بھروسہ تھا آپ کے دل مین ذرا بھی ہراس نہ پیدا ہوا۔ آپ اس وقت ایک خچر پر سوار تھے جس کا نام دُلدُل تھا اور حضرت عباس رض اُس کی باگ تھامے ہوئے تھے۔ آپ نے حضرت عباس سے فرمایا کہ پکارو یَا مَعْشَرَ الْاَنْصَار اور یَا اَصْحَابَ السَّمُرَۃِ یہ آواز مسلمانون کے کانون مین پہونچی تو بے اختیار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے ہوئے آئے اور تقریباً سو آدمی آکر جمع ہو گئے تو آپ دشمنون کی طرف چلے لڑائی بڑی شدت سے ہونے لگی آپ نے بطور رجز[۱] کے چند کلمات فرمائے جس کے معنی یہ ہین "مین بے شک نبی ہون اس مین کچھ جھوٹ نہین کہ مین عبدالمطلب کا وہ بیٹا ہون جس کی فتح و نصرت کی نشانیان ظاہر ہو چکی ہین اس وقت تنور جنگ گرم ہو گیا ہے"

دشمن نے بھی اپنی تمام قوت سے مقابلہ کیا۔

اسلامی فتح | لیکن مسلمانون کے لشکر نے جب اللہ اکبر کہکر حملہ کیا تو کفار بھاگ نکلے

---

[۱] رجز اوس کو کہتے ہین جو مقابلہ کے وقت اپنی بڑائی اور ہمت بڑھانے کی اشعار پڑھا کرتے ہین

کھڑے ہوے مسلمانون نے عورتون اور بچون کو قید اور مال و اسباب پر قبضہ کرلیا اس جنگ مین چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ اور بھیڑ بکریان چالیس ہزار سے زیادہ اور چار ہزار اوقیہ چاندی غنیمت مین مسلمانون کے ہاتھ آئی مالک بن عوف اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر طائف بھاگ گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آکر مسلمان ہو جائے تو مین اُس کا تمام مال اہل و عیال اور اونٹ واپس کر دون اور سو اونٹ اور دون۔

طائف کا محاصرہ | جو لوگ بھاگ گئے تھے اون کی سرکوبی کے لئے آپ نے طائف جانے کا قصد کیا ہنوز آپ پھونچنے نہ پائے تھے کہ طائف مین تمام دروازے بند کر دیے گئے بیس پچیس روز تک آنحضرتؐ نے محاصرہ کئے رکھا مگر کامیابی نہ ہوئی آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا سب کی یہ رائے ہوئی کہ محاصرہ اُٹھا دیا جائے اس لئے آپ نے خدا تعالےٰ سے دعا کی کہ ان کو مسلمان و مطیع کر کے میرے پاس بھیجدے اور محاصرہ اُٹھا دیا لیکن اسی محاصرہ کی عرصہ مین بہت آدمی آئے اور اسلام لائے۔

تقسیم غنیمت | محاصرہ اُٹھانے کے بعد مقام جعرانہ مین تشریف لائے یہان مال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تمام چیزین جمع کر دی جائین حتےٰ کہ اس مین سے کوئی سوئی دھاگہ بھی لے گیا ہو تو لے آئے حضرت عقیل نے ایک سوئی لے لی تھی اور وہ اپنی بیوی فاطمہ کو دیدی تھی وہ اُسکو بھی واپس لائے

اہل وعیال کی واپسی

جب آپ جعرانہ پر پہونچے تو ہوازن کے آدمی آئے اور انہون نے اسلام قبول کر کے اپنے بچون اور مال وجائداد کی واپسی کی استدعا کی اور امن چاہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو مال لے لو یا اہل وعیال دونون کی واپسی نہین ہوسکتی وہ لوگ اپنے اہل وعیال کے لینے پر رضامند ہوگئے تو آپ نے سب کو واپس فرما دیا۔

آنحضرت کا اپنی رضاعی بہن کی عزت افزائی فرمانا

انہین قیدیون مین آنحضرت صلعم کی ایک رضاعی بہن شیما بھی تہین یہ لوگون سے کہتی تہین کہ مین تمہارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بہن ہون صحابہ نے اس کی یہ بات سچ نہ سمجھی مگر آنحضرت کے پاس لاکر حاضر کر دیا اور یہ واقعہ بیان کر دیا کہ یہ آپ کو اپنا بھائی کہتی ہے آپ نے علامت دریافت فرمائی تو انہون نے جواب دیا کہ ایک روز آپ میرے پاس لیٹے ہوئے تھے آپ کے دانت کا نشان لگ گیا تھا وہ اب تک موجود ہے آنحضرت کو یقین آگیا آپ نے اُن کی بڑی خاطر اور عزت کی اپنی چادر اُن کے بیٹھنے کے لئے بچھا دی اور اُن سے فرمایا کہ اگر تم میرے پاس رہنا چاہو تو مین تمہاری بہت عزت کرونگا اور اگر واپس جانا چاہو تو واپس بھیجدون انہون نے واپس جانا چاہا تو آپ نے کچھ سامان دیکر واپس فرما دیا۔

تقسیم غنیمت کے لئے مسلمانون کا اضطراب

اب سامان تقسیم کرنے کی نوبت آئی چونکہ مال بہت تھا اسوجہ سے بعض لوگ جو نومسلم تھے بیتاب ہو رہے تھے کہ جلد تقسیم ہو

تھے کہ آپ اپنے اونٹ پر جا رہے تھے لوگ یکبارگی دوڑ پڑے تو آپ کو ایک درخت کی آڑ میں پناہ لینی پڑی لوگوں نے آپ کی چادر کھینچ لی آپ نے اُن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری چادر مجھے دیدو مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ اگر بھیڑ اور اونٹ کی تعداد اس قدر ہو جتنے تہامہ کے جنگل میں درخت ہیں تو بھی میں تمہیں لوگوں کو دیدوں گا۔ تم نے اب تک مجھے بخیل اور جھوٹا نہ پایا ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے اونٹ کے کوہان سے بال اُکھاڑ کر فرمایا میں بجز اپنے خمس کے کچھ نہ لوں گا اور پھر وہ بھی تمہیں لوگوں کو دیدوں گا اس سے اُن کی تسکین ہوگئی اور واپس چلے گئے۔ آپ نے مال کو تقسیم فرمایا اور اس میں اُن لوگوں کو زیادہ دیا جن کی تالیف قلوب مقصود تھی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نئے نئے اسلام لائے تھے اور ضرورت بھی اس بات کی تھی کہ زیادہ مال دیکر اُن کی حوصلہ افزائی کی جائے

بعض نوجوانان انصار کی بدظنی | لیکن بعض نوجوان انصار کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے عزیزوں اور وطن والوں کا ساتھ دیا ہم کو بالکل بھول گئے سعد بن عبادہ نے یہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر بیان کیا اور کہا کہ انصار نے اپنی جانوں کو آپ پر فدا کر دیا لیکن جب مال ملا تو آپ نے بڑی بڑی غنیمتیں قبائل عرب میں تقسیم فرما دیں۔ آپ نے فرمایا سعد تم کہاں ہو وہ کہنے لگے میں بھی نہیں میری

قوم بھی یہی کہتی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا اپنی قوم کو جمع کرو انہون نے سب کو جمع کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ تشریف لے گئے اور پہلے اللہ تعالے کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا۔

آنحضرت کی تقریر | اے گروہ انصار! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھ سے اس لئے ناراض ہو کہ مین نے مکہ کے سردار ون کو غنیمت مین زیادہ حصہ دیدیا ہے اور تمہین اُن کے مقابلہ مین کچھ نہین دیا لیکن یہ تو بتاؤ کہ جب مین تمہارے یہان آیا تو تم گمراہ تھے اللہ تعالے نے تم کو ہدایت فرمائی تم محتاج تھے اللہ تعالے نے تمہین غنی کردیا تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے آپس مین محبت پیدا کردی۔

اتنا فرما کر آپ خاموش ہو گئے اور انصار سے فرمایا "جواب دو" پھر آپ نے فرمایا کہ "جواب دو" اُنہون نے کہا "یہ سب اللہ اور اوس کے رسول کا فضل ہے" آپ نے فرمایا

خدا کی قسم اگر تم چاہتے تو کہہ سکتے تھے کہ جب سب نے تیری تکذیب کی تھی تو ہم نے تیری تصدیق کی۔ تو پناہ کی جستجو مین تھا تو ہم نے تجھے پناہ دی۔ تو بے خانمان تھا ہم نے رشتہ مواخاۃ (بھائی چارہ) قائم کیا۔ تو مفلس تھا ہم تیرے کفیل ہوئے تو یہ بالکل صحیح تھا۔

اے گروہ انصار! کیا تمہارے خیالات مردار دنیا کی طرف مائل ہو گئے ہین مین نے تو اُن لوگون کی تالیف قلوب کے لئے اُن کے ساتھ احسان

کیا تاکہ وہ اسلام لے آئیں مجھے تمہارے اسلام پر تو بھروسہ تھا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اور لوگ اونٹ اور بکریوں کے گلہ کو لیکر گھر جائیں اور تم اپنے درمیان رسول خدا کو لئے ہوئے جاؤ۔ قسم ہے اُس خدا کی جسکے ہاتھ میں میرے جان ہے میں نہیں کسی حالت میں اپنے سے جدا نہیں کر سکتا اگر انصار ایک راستہ پر چلیں اور تمام دنیا دوسرا راستہ اختیار کرے تو میں وہی راستہ اختیار کرون گا جو انصار کا ہے۔

اے اللہ تو انصار پر اور اُن کی اولاد پر اور اُن کی اولاد کی اولاد پر رحم کر۔

اس تقریر سے انصار بہت متاثر ہوے اور اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں آنسوؤن سے تر ہو گئیں۔

آنحضرت کی دلیری و استقلال

خواتین! ان تمام واقعات کو سنکر تمہارے دل مین ضرور یہ خیال پیدا ہوا ہو گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بہادر تھے۔ نہایت درجہ انصاف پسند تھے۔ دیکھو آپ کی بہادری اور دلیری کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ ایسے وقت مین جب کہ آپ کے چند ہی ہمراہی ساتھ رہ گئے تھے اور چارون طرف سے دشمنون نے گھیر لیا تھا۔ سب آپ کی جان کے درپے اور آپ کے بدخواہ ہو رہے تھے آپ کس مستقل مزاجی سے اپنی جگہ پر قائم رہے اور ذرا بھی کسی قسم کا خوف وہراس اپنے دل مین نہ آنے دیا۔

دوسرا واقعہ اس مال غنیمت کی تقسیم کا دیکھو کہ اُس مین آپ نے کیا انصاف

فرمایا اور کس طرح سے فیصلہ کیا اور انصار کو کس طرح سمجھایا اور اُن کو کیسی تسکین
دی اس سے صرف آپ کی منصف مزاجی اور اخلاق ہی کا پتہ نہین لگتا بلکہ
آپ کی انتظامی قابلیت بھی معلوم ہوتی ہے اسلام کی محبت اُن لوگون کے
دلون مین آپ نے اس طرح پیدا کی کہ اُن کو مال غنیمت کا بہت سا
حصہ دیا جس سے اُن کے دل مین بھی آپ کی محبت کا سکہ بیٹھ گیا حتےٰ کہ
ابوسفیان کی زبان سے یہ الفاظ نکل ہی گئے کہ میرے مان باپ آپ پر قربان
ہون آپ بڑے سخی و کریم ہین۔ لڑائی مین بھی آپ کرم کو اپنے ہاتھ سے
نہین جانے دیتے

غزوہ تبوک

پھر آپ نے غزوہ تبوک کی تیاری شروع فرمائی اسکا
محرک قسطنطنیہ کا ہرقل بادشاہ ہوا کیونکہ وہ آپ کی پیہم کامیابیان دیکھکر
کب چین سے بیٹھ سکتا تھا اوس نے حملہ کی تیاری کی آپ کو جب اطلاع
ہوئی تو آپ نے بھی مسلمانون کو تیاری کا حکم دیدیا اسلام کے امراء کو غریبون
کی امداد کے لئے ارشاد فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے نہایت سیر چشمی سے اپنا
تمام مال دیدیا حضرت عمرؓ نے گھر کا نصف مال و اسباب دے ڈالا اور حضرت
عثمانؓ نے بھی بہت سا مال دیا حضرت عمر فرماتے ہین کہ مین نے اپنا آدھا
مال دیدیا تو مین نے خیال کیا کہ اس سے زیادہ کسی نے نہ دیا ہوگا لیکن
جب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا تو معلوم ہوا

کہ ابوبکر اپنا سارا کا سارا مال دے چکے تھے۔ مال جمع ہوجانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیاری کا حکم دیا لیکن موسم گرما کی شدت اور دور دراز کی سفر اور قلت سامان کی وجہ سے کچھ لوگ گھبرا کر جہاد مین جانا نہ چاہتے تھے مگر حضور کے ارشاد سے سب تیار ہوگئے آپ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور خود روانہ ہوئے

مسلمانون کے دل مین آنحضرت کی محبت

خواتین! اس موقع پر تمہین ایک واقعہ اور سناتی ہون جس سے معلوم ہوگا کہ مسلمانون کے دلون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر محبت تھی کہ وہ آپ کو تکلیف مین اور اپنے کو آرام مین رہتا بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ اسی غزوہ تبوک مین ایک صحابی ابوخیثمہ بھی تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہین گئے تھے۔ ایک روز جب اپنے مکان مین آئے تو دیکھا کہ اُن کی بیوی نے گھر مین چھڑکاؤ کر رکھا ہے۔ اُن سے اپنی یہ آسائش نہ دیکھی گئی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دھوپ کی سختیان جھیل رہے ہون گے اور مین آرام سے یہان ہون یہ انصاف نہین ہے اور یہ مجھے اُس وقت تک حلال نہین جب تک کہ مین رسول اللہ کے پاس نہ پہونچ جاؤن یہ کہکر اُسی وقت سامان سفر درست فرمایا اور روانہ ہوگئے

قوم ثمود کے مسکن سے گذر

غرض جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف تشریف

لے چلے تو ایک ایسے راستہ سے گذر ہوا جہان قوم ثمود رہتی تھی آپ نے
سب کو منع فرمادیا کہ قوم ثمود کے کنوین سے نہ کوئی شخص پانی پئے نہ وضو کرے
اور اس کے پانی سے اگر کسی کے پاس گندھا ہوا آٹا ہو تو وہ اونٹون کو
کھلادے اور کوئی شخص تنہا نہ نکلے۔ اس حکم کی سب نے تعمیل کی مگر بنی
ساعدہ کے دو آدمی کسی ضرورت سے اکیلے چلے گئے ایک کو تو خناق ہو گیا
جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا تو وہ اچھا ہو گیا دوسرے کو وہان
کی ہوا نے وادی طے مین پھینک دیا جو ایک مدت کے بعد ملا۔ اب لوگون
کے پاس پانی بھی نہ باقی رہا تھا سب نے آپ سے آکر عرض کی آپ نے
دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بارش ہوئی ہین آپ کی ایک
اونٹنی گم ہو گئی، منافقین کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو آسمانی خبرون
کے ملنے کا دعوے کرتے ہین اون کو معلوم ہو گا کہ اونٹنی کہان ہے آپ کو
یہ بات معلوم ہوئی تو فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے جب تک
وہ مجھکو نہ بتلاے مین کوئی بات نہین کہہ سکتا" مگر اُسی وقت حضرت جبرئیل
کے ذریعہ سے آپ کو معلوم ہو گیا تو آپ نے بتلایا کہ فلان مقام پر ہے
جب اونٹنی وہان تلاش کی گئی تو مل گئی

یہ بات زید نے کہی تھی بعد مین وہ بہت شرمندہ ہوئے اور ہمیشہ
کے لئے موںھ سے ایسی بات نکالنے کی توبہ کر لی۔

تبوک مین صلح اور شاہ دومہ کی گرفتاری

جب آپ تبوک مین پھونچے تو یوضابن رویہ آیا اور جزیہ دیکر صلح کرلی۔ پھر خالد بن الولید کو بھیجکر اکیدر ابن عبدالملک بادشاہ دومہ کو گرفتار کرالیا اُس نے بھی صلح کرکے جزیہ دینا قبول کیا اور ایک روایت ہے کہ وہ مدینہ پھنچکر مسلمان ہوگیا۔

خواتین! غزوۂ تبوک کے بعد ایسی لڑائی جس مین آپ شریک ہون اور کوئی نہین ہوئی ہان اگر کوئی دشمن اسلام سر اُٹھاتا تو اوس کی سرکوبی کے لئے مختلف وفود بھیجدیے جاتے تھے علاوہ اس کے اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ مختلف مقامات سے قافلے کے قافلے آتے اور نور اسلام سے منور ہوکر چلے جاتے تھے۔

حج فرض ہونا اور ابوبکرؓ کا مکہ جانا

ایک صحیح روایت ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون پر حج بھی فرض ہوا لیکن حضور خود توبوجہ بعض اشد مہمات تشریف نہین لے گئے البتہ حضرت ابوبکر کو تین سو مسلمانون کے ساتھ ۲۰ جانور قربانی کے لئے دیکر حج کو روانہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر کی روانگی کے بعد سورہ براءت نازل ہوئی اور حضرت جبرئیل۔ یہ بھی فرمان الٰہی لائے کہ سورہ براءت کے اون چار مخصوص احکام کی تبلیغ جن کا ذکر آگے آتا ہے آپ کے یا حضرت علی کے سوا اور کوئی نہ کرے اس لئے آپ نے خاص اپنے ناقہ پر حضرت علی کو سوار کرکے تبلیغ احکام کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ناقہ پر سوار ہو کر تشریف لے چلے راستہ مین مقام عرج یا ضجنان پر حضرت ابو بکرؓ بھی مل گئے اونہون نے دریافت فرمایا کہ آپ امیر ہین یا مامور حضرت علی نے کہا مامور۔ پھر دونون صاحب ساتھ ساتھ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر چونکہ امیر الحج تھے۔ اُنہون نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ حج کیا اور حضرت علی نے اُن آیات کی تبلیغ فرمائی

حضرت علی کی تبلیغ احکام

خواتین! اس زمانہ مین لوگ جاہلیت کیطرح حج کیا کرتے تھے حضرت علیؓ نے یوم الحج مین ان احکام کی تبلیغ فرمائی۔

اُے لوگو! کافر جنت مین داخل نہ ہون گے نہ اس سال کے بعد مشرک حج کر سکین گے نہ برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرین گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جس شخص کا جو عہد تھا وہ اپنی مدت تک رہے گا اور چار مہینہ مین ہر شخص اپنی قوم اور مامن (ٹھکانے) کی طرف چلا جائے اس کے بعد سوا اُس شخص کی جس کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔ نہ عہد ہوگا نہ ذمہ پس اس سال کے بعد نہ کوئی مشرک حج کرے نہ ننگا ہو کر طواف کرے۔

وصول زکواۃ اور سرکشون کی سرکوبی کا انتظام

پھر آپ نے قبائل عرب مین مسلمانون سے زکوۃ لینے کے لئے آدمی مقرر فرمائے اور حکم دیا کہ جس قدر مال جمع ہو وہ مدینہ لایا جائے اس سال مختلف سرایا (فوجی جماعتین) لوگون کی سرکشی کو روکنے اور اُن کو راہ راست پر لانے کے لئے بھیجے گئے اُس مین حضرت علی قبیلہ بنی طے مین گئے

وہاں عدی بن حاتم ~~کا بیٹا~~ تو بھاگ گیا تھا حضرت علی سامان غنیمت اور حاتم کی لڑکی کو لیکر مدینہ آئے۔

بنت حاتم کی استدعا اور آزادی ایک روز آنحضرت مسجد تشریف لے جا رہے تھے وہ باہر آکر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرا باپ مر گیا، بھائی بھاگ گیا اب آپکے سوا کوئی میرا سرپرست نہین ہے آپ نے فرمایا تمہارا سرپرست کون ہے اس نے جواب دیا میرا بھائی فرمایا یہ وہ جو اللہ اور اس کے رسول سے بھاگتا ہے یہ فرما کر آپ چلے گئے دوسرے دن پھر ایسا ہی ہوا مگر آنحضرت صلعم نے جواب نہ دیا تیسرے روز پھر باوجود یاس اور نا امیدی کے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین رئیس کی لڑکی ہون میرا باپ انتقال کر گیا بھائی ملک شام کی طرف بھاگ گیا مجھ پر احسان فرمایئے اور آزاد کیجئے اللہ تعالی آپ کو صلہ دیگا اس مرتبہ آپ نے منظور فرما لیا اور جب اُس کے ملک کے لوگون مین سے کچھ آدمی مدینہ آئے تو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے کپڑے وغیرہ بنا کر اور اپنے احسان سے سرفراز فرما کر واپس کیا

عدی بن حاتم کا اسلام اس نے جا کر اپنے بھائی سے کہا اُس نے اس سے مشورہ طلب کیا تو اُس نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہون یا بادشاہ بہر صورت اُن سے ملے بغیر چارہ نہین ہے۔ یہ سن کر عدی بن حاتم مدینہ آیا اور مسجد مین داخل ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم کون ہو؟" اُس نے کہا "عدی بن حاتم طائی"

عدیؓ کا آنحضرتؐ کے اخلاق سے متاثر ہونا

آپ اُٹھے اور مکان کی طرف چلے راستہ مین ایک ضعیف بڑھیا نے سامنے آکر حضور سے کچھ استدعا کی آپ اُس کی کاربراری کے لئے راستہ مین بہت دیر تک کھڑے رہے عدی نے آپ کی اس حسن خلق کو دیکھکر خیال کیا کہ درحقیقت یہ باتین انبیا کے سوا اور کسی مین نہین ہوتین پھر آپ اُس کو مکان پر لے گئے اور وہان خرمے کی چھیلن سے بھرا ہوا گدا بچھاکر یہ اصرار فرمایا کہ اس پر بیٹھو اور آپ زمین پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ "عدی تو فلان کام کرتا ہے اور فلان مذہب رکھتا ہے تیرے مذہب مین تو یہ جائز نہین ہے"۔ پھر فرمایا کہ

"عدی اگر تو اسلام اس لئے قبول نہین کرتا کہ تو کم استطاعت ہے اور مسلمان حاجت مند ہین تو خدا کی قسم اُن کے پاس اتنا مال ہو جائے گا کہ کوئی شخص ایسا نہ رہے گا کہ اُس کے لینے کے لئے آگے بڑھے اور اگر تیرا یہ خیال ہے کہ دین دار کم ہین اور اس دین کے دشمن بہت تو انشاء اللہ اگر تو نے عمر درازپائی تو دیکھے گا کہ اہل اسلام بہت اور دشمن کم ہو جائین گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک عورت تنہا اونٹ پر بیٹھے گی خانہ کعبہ کا طواف کرے گی اور اُس کو اللہ اور رسول کے سوا کسی کا ڈر نہ ہوگا اور جو تم دیکھتے ہو کہ حکومت اور سلطنت دشمنان دین کے ہاتھ مین ہے تو وہ دن نزدیک ہے کہ بابل کی زمین کے سفید محل مسلمانون کے قبضہ مین ہون گے"

یہ تقریر سن کر عدی اسلام لے آیا اور آنحضرت اُن پر بیحد عنایت فرمانے لگے یہان تک کہ عدی جب شکار کو جاتے تو حضور خود وادی عقیق تک اُن کو پہنچانے تشریف لے جاتے عدی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو مین نور ایمان سے منور ہوا اور آپ کے اس فرمانے کے بعد مین نے دونون واقعات کا خود مشاہدہ کیا کہ وہ بالکل سچ نکلے ایک تو بابل کے محلون کی فتح دوسرے تنہا عورت کا آکر طواف کعبہ کرنا۔

واقعہ ایلاء

خواتین! یہ تمام واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے نوین سال کے ہین اور اسی سال کا ایک واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ازواج مطہرات کے پاس جانے سے ایک ماہ تک کے لئے قسم کھائی۔ اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی کبھی ایسی چیزین مانگتی تھین جو آسانی سے میسر نہ ہو سکتی تھین اس پر آپ رنجیدہ ہو گئے تھے اس حالت کی تائید اور اس وجہ کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ ایک دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہین مگر حضور کے فیض ملاقات سے مشرف نہین ہو سکے ابوبکر صدیق رض اجازت حاصل کر کے اندر تشریف لے گئے اس کے بعد حضرت عمر رض شرف دست بوسی سے مشرف ہوئے اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر شریف پر اس وجہ سے رنج و ملال تھا کہ امہات مسلمین ایسی چیزین مانگتی ہین جن کا حاصل کرنا دشوار ہے حضرت عمر رض نے آپ کو

ہنسانا چاہا اور عرض کی کہ یارسول اللہ ان دنون میری بیویان نفقہ مانگتی ہین
مین اُن کو مارتا ہون کاش یہ حالت آپ مشاہدہ فرماتے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہنسے اور فرمایا کہ یہی میرا حال ہے وہ ایسی چیزین چاہتی ہین جو میرے
پاس نہین ہین یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق گئے اور حضرت عائشہ پر خفا ہوئے
پھر حضرت عمر گئے اور حضرت حفصہ پر خفا ہوئے کہ رسول اللہ سے ایسی چیزین
مانگتی ہو جو اُن کے قبضہ مین نہین ہین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ نے قسم
کھائی کہ ہم نے کبھی ایسی چیز نہین مانگی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس نہ ہو

اس خبر کی اشاعت اور عام اثر جب یہ خبر مدینہ مین مشہور ہوئی کہ حضرت نے ازواج کے پاس
جانے سے عہد کر لیا ہے تو لوگون نے خیال کیا کہ آپ نے ازواج مطہرات کو
طلاق دیدی شدہ شدہ یہ خبر اصحاب رضی اللہ عنہم کو پہونچی حضرت عمر سے
منقول ہے کہ جب مین اس واقعہ سے مطلع ہوا تو مسجد مین گیا وہان دیکھا
کہ چند لوگ ممبر کے قریب بیٹھے ہوئے رو رہے ہین مین تھوڑی دیر وہان بیٹھا میری دلپر
رنج کا غلبہ ہوا تو مین اوٹھا اور مسجد کے طاق سے سر نکال کر رباح (غلام) سے
کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت حاصل کرو۔ اُس نے
جا کر عرض کی لیکن جواب نہ ملا آخرکار مین نے زور سے کہا کہ اے رباح
میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ مین حفصہ
کے گناہ کی معافی کے لئے آیا ہون بخدا اگر حکم ہو کہ تو اُس کی گردن ماردے

تو مجھے تعمیل حکم مین ذرہ برابر عذر نہ ہوگا یہ کہکر مین چپ ہوگیا اتنے مین رباح نے کہا آیئے اجازت ہوگئی مین آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا پھر مین نے کہا کہ یا رسول اللہ ازواج کو آپ نے طلاق دیدی آپ نے فرمایا نہین مین نے باواز بلند تکبیر کہی۔ ام سلمہ فرماتی ہین کہ جب تکبیر کی آواز مین نے سنی تو سمجھ گئی کہ رسول اللہ سے کچھ کہا سنا جا رہا ہے

آنحضرت کا حضرت عائشہ سے ارشاد

غرض کہ جب اونتیس روز گذر گئے تو آپ مسجد سے نکلے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر گئے وہ استقبال کے لئے آئین اور پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ نے تو ایک ماہ کی قسم کھائی تھی آج تو اونتیس روز ہی ہوئے آپ نے فرمایا کبھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ مھینہ اونتیس روز کا ہوتا ہے اور وہ مھینہ اونتیس ہی روز کا تھا۔

پھر آپ نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ مین تم سے ایک بات کہتا ہون جلدی نہ کرنا بلکہ اس کا جواب اپنے والدین سے مشورہ کرکے دینا حضرت عائشہ نے فرمایا۔ ارشاد فرمایئے آپ نے یہ آیت سنائی۔ یَآ اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ہ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ

یعنی اے نبی اپنی بیویون سے کہدو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اوس کی رونق چاہتی ہو

تو آؤ مین تم کو کچھ متاع دنیا دیدون اور تم کو اچھی طرح سے رخصت کر دون اور اگر تم اللہ اور اُس کے رسول اور آخری گھر کو چاہتی ہو تو اللہ نے اُن کے لئے جو تم مین نیکی کرتی ہین اجر عظیم رکھ چھوڑا ہے۔

حضرت عائشہ کا جواب

حضرت عائشہ نے سنتے ہی فوراً جواب دیا کہ یا رسول اللہ اس مین مجھے کسی کی صلاح اور مشورہ کی کیا ضرورت ہے میرا ایمان میرے ساتھ ہے نہ مجھے یہان کے مال و متاع کی ضرورت ہے نہ زیب و زینت کی مینے تو خدا اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ نے یہ بھی کہا کہ آپ اس کا تذکرہ کسی اور زوجہ مطہرہ سے نہ فرمایئے گا آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا تو مین چھپاؤن گا نہین غرض اسی طرح آپ نے سب ازواج سے دریافت فرمایا اور سب نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ نے دیا تھا

اشاعت اسلام کے لئے سرایا کی روانگی

پھر آپ نے اشاعت اسلام کے لئے سریے بھیجنا شروع کئے لوگ کچھ تو سریہ کے اثر سے اور کچھ خود اپنی رغبت سے دین اسلام کی جانب جوق جوق آنے اور اسلام مین داخل ہونے لگے۔

حجۃ الوداع

سنہ۱۰ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے لئے تیاری فرمائی اور ۲۵۔ ذیقعدہ کو مع تمام مہاجرین و انصار اور رؤسای عرب مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اس سفر مین ہمارا مقصود بالذات

ارادہ حج ہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقام سرف مین آئے اور معزز لوگ بہی آپ کے ساتھ تھے۔ اور بعض لوگ قربانی کا جانور بہی لائے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ جو لوگ قربانی ساتھ نہین لائے ہین اگر اُن کا احرام حج کا بہی ہے تو وہ عمرہ کرکے حلال ہو جائین" اسی دن مین طواف کعبہ کرنے کے قابل نہ رہی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مین رونے لگی۔ آپ نے فرمایا "عائشہ کیون روتی ہو؟ مین نے کہا مجھے افسوس ہے کہ کاش مین اس سفر مین آپ کے ساتھ نہ شریک ہوتی تو بہتر تہا" اُن کا مقصد یہ تہا کہ حضور اُنہین اجازت فرمادین کہ احرام عمرہ مین حج کو داخل کرلین آپ حضرت عائشہ کا مفہوم سمجھ گئے۔ لہذا آپ نے اجازت دیتے ہوئے فرمایا "نہین تم تمام ارکان حج ادا کرنا صرف طواف نہ کرنا" آپ کے ساتھ تمام ازواج مطہرات اور فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لے گئی تھین۔ اور اس سال مکہ مین اس قدر مجمع تہا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تہا۔ حضرت علیؓ جو یمن تشریف لے گئے تھے مکہ مین آپ سے آکر ملے

قیام عرفات مین حضرت کا خطبہ

آپ نے حج کے تمام و کمال ارکان ادا فرمائے۔ لوگون کو حج کرنے کے طریقون کی تعلیم دی پھر عرفات پر یہ خطبہ فرمایا

"اے لوگو جو کچھ مین کہتا ہون سنو! مین اس سال کے بعد تم سے ملنے کا یقین نہین کرسکتا اے لوگو جاہلیت کی رسمین کفار کی عادتین سب کو نیست و نابود

کردیا گیا۔

تم کو اس شہر میں اس دن میں اس مہینہ میں قتل و غارت حرام ہے ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک حرام رہے گا! اور عنقریب تم اپنے رب کے پاس جاؤگے اور وہ تم سے باز پرس کرے گا یہ کہ میں نے اس کا پیغام پہونچا دیا جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اُسے واپس کردے اور اگر کچھ سود ہے تو وہ ساقط ہے اور تمہارا حق صرف راس المال ہے اس میں کمی نہ ہونی چاہیۓ! تم ظلم نہ کرو تم پر بھی ظلم نہ کیا جائے گا خدا نے حکم دیا ہے کہ ربا (سود) ناجائز ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا کل سود معہ اصل مال کے ساقط ہے (یعنی جاتا رہا) اور جاہلیت کے سب خون ساقط کئے گئے۔ سب سے پہلے ہم اپنے خون کو ساقط کرتے ہیں وہ ربیع ابن حارث کا خون ہے کہ وہ بنی سعد و ہذیل کی جنگ میں ہذیل کے تبر سے مقتول ہوگئے تھے اور بنی عبدالمطلب کو ہذیل پر دعوے تھا۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے نا امید ہوگیا ہے کہ تمہاری اس سرزمین میں کبھی اس کی پرستش کی جائیگی لیکن اُن باتوں میں جن کو تم حقیر جانوگے اُس کی اطاعت کی جائیگی (یعنی بات بات پر خانہ جنگی ہوگی) لوند کا مہینہ بڑھا کر سال کو بارہ ماہ سے زیادہ کردینا

بہت ہی کفر و انکار ہے کہ ایک سال کسی ماہ کو حرام قرار دیدیا دوسری سال لوند بڑہا کر اوسی کو حلال کر دیا۔

زمانہ گردش کر کے آج اپنی اُسی حالت اصلی پر آگیا ہے جو کہ آسمان و زمین کے پیدائش کے وقت تہا یس سال پورے بارہ ماہ کا ہوتا ہے نہ کم و بیش اس مین سے چار ماہ حرام ہین تین تو لگاتار ذیقعدہ ذوالحجہ محرم، اور چوتہا رجب جو جمادی الثانی و شعبان کے درمیان واقع ہے اے لوگو ڈرو اللہ سے۔ عورتون کے حقوق کے باب مین۔

خدا ہی کے حکم و عہد سے وہ تمہارے قبضہ مین آئی ہین اوس کے حکم سے وہ تم پر حلال ہوئی ہین۔ وہ تمہارے پاس خدا کی امانت ہین تمہارا اون پر حق ہے اون کا تم پر

تمہارا اون پر حق یہ ہے کہ وہ کسی اجنبی بیگانہ کو تمہارے بستر پر جگہ نہ دین اگر وہ نہ مانین اطاعت نہ کرین تو چند روز خوابگاہ کی علحدگی سے تنبیہ کرو۔ اون کو تادیباً مار و بہی مگر نہ سخت مارنا نہ شدید ایذا دینا ان کا تم پر حق ہے کہ اون کو کہانا کپڑا مسکن انصاف کے ساتھ حسب عرف و رواج دیتے رہو باہم اخلاق سے حسن معاشرت رکھو اے لوگو سنو! مین نے خدا کا حکم تم تک پہونچا دیا اور تم مین ایسی چیز چہوڑ دی ہے کہ اگر تم اُس پر مضبوطی سے عمل کرو گے تو ہرگز

گمراہ نہ ہوگے۔ وہ چیز خدا کی کتاب ہے اور اس کے رسول کا بتلایا ہوا طریقہ مسنونہ ہے۔

اے لوگو سنو! اور جانو کہ سب مسلمان آپس مین بہائی بہائی ہین کسی شخص کو حلال نہین کہ وہ اپنے بہائی کے مال مین سے کچھ لے ہان اگر وہ خوشی سے دیدے تو لے لے تم اپنے نفسون پر ظلم نہ کرو خبردار ہو جاؤ کہ مین نے خدا کے احکام پہونچا دئے لوگون نے کہا ہان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خدا تو گواہ رہنا۔

جس وقت آپ خطبہ سے فارغ ہوئے اوس وقت یہ آیت
اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ یعنی آج مین نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور مین نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔
نازل ہوئی۔ اس کے نازل ہونے کے بعد مسلمانون کو بہت خوشی ہوئی لیکن جو صحابی دور اندیش تھے وہ سمجھ گئے کہ آنحضرت کا قیام دنیا مین اسی لئے تہا کہ احکام دین اسلام کی تکمیل فرمادین جب وہ ہی ختم ہوگیا تو آنحضرت صلعم کا سایہ مقدس بہی ہمارے اوپر نہ رہے گا۔

اس کے بعد آپ مدینہ واپس آئے اور بادشاہون کے پاس آدمی بھیجے اور اُن کو اسلام کی دعوت دی۔

مسیلمہ کذاب کا دعوائے نبوت

اسی زمانہ مین ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مسیلمہ تھا اوس نے نبوت کا دعوے کر دیا۔ کچھ شعبدے لوگون کو دکھائے پھر مدینہ شریف آکر کہا کہ اگر محمد مجھکو اپنے بعد خلافت دین تو مسلمان ہوتا ہون۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ مین جو کھجور کی شاخ ہے اگر یہ بھی تو مانگے تو ہرگز نہ دون گا۔ اور اگر تو میرے بعد رہے گا تو خدا تجھکو ہلاک فرمائے گا۔ مسیلمہ خائب و خاسر واپس آیا اور لوگون سے کہنے لگا کہ مین بھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرح پیغمبر ہون۔ نصف زمین میری ہے اور نصف محمد کی۔ تم لوگ مجھ سے بہتر پیغمبر نہ پاؤ گے۔ کیونکہ ان کی شریعت میری شریعت سے دشوار ہے۔ میری شریعت مین نہ نماز ہے۔ نہ کسی برے کام سے ممانعت ہے۔ اسوجہ سے بعض جاہل لوگ اس کے معتقد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک جماعت ہو گئی

مسیلمہ کا خط

اب اس نے ایک خط محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھا جس کا یہ مضمون تھا۔

منجانب مسیلمہ رسول اللہ!

بہ طرف محمد رسول اللہ (صلعم) سلام علیک اما بعد مین تمہاری ہر کام مین شریک ہون اور بے شک نصف زمین میری ہے اور نصف زمین قریش کی لیکن قریش کی قوم سرکش ہے لہٰذا اس پر یہ کتاب لے کر دو رسول بھیجے گئے۔"

یہ لکھ کر اس نے اپنے آدمیون کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس بھیجا۔ جب آپ نے اس خط کو پڑھا تو ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تم کیا کہتے ہو؟ انھوں نے بھی جیسا اس نے کہا تھا ویسا ہی کہدیا آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس قاصد کی حیثیت سے نہ آئے ہوتے تو تمہاری گردن مار دیتا۔

آنحضرت کا جواب | اس کے بعد آپ نے اس کو جواب لکھوایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"منجانب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بطرف مسیلمہ کذاب

اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی متابعت کرتا ہے۔ اما بعد زمین اللہ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے وارث بنا دیتا ہے اور آخرت سے ڈرنے والوں کے لئے بھلائی ہے۔

اسود عنسی کا دعوائے نبوت | اسی زمانہ میں ایک اور شخص اسود عنسی نامی دعویدار نبوت پیدا ہوا اور چونکہ وہ کاہن اور شعبدہ باز تھا اس لئے جلد لوگوں کو اپنی طرف مائل کر کے لڑائی کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کی وجہ سے یمن کے بہت زیادہ باشندے کافر ہو گئے اور صنعا یمن پر اس کا پورا پورا تسلط ہو گیا۔

جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو ابو موسیٰ کو ایک خط آپ نے بھیجا ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبلؓ نے اتفاق کر کے اسود کو قتل کر دیا۔ فیروز دیلمی نے اس کا سر کاٹا حضور علیہ السلام نے اپنی وفات سے ایک روز پیشتر بذریعہ وحی خبر دیدی تھی کہ آج

اسود عنسی مارا گیا۔ قاتل کے حق مین فرمایا فاز فیروز

پھر آپ نے اسامہ بن زید کو جمعیت کثیر کے ساتھ سردار فرماکر روم کی طرف بمقام ابنے بھیجا یہ آخری لشکر تھا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری | صفر کی دو راتین باقی تہین کہ آپ بقیع کے قبرستان مین تشریف لے گئے وہان اُن کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا فرمائی۔ پہر واپس تشریف لائے اسی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درد سر شروع ہوا۔

ابو موہیبہ روایت کرتے ہین کہ آدہی رات گذرنے کے بعد آپ نے مجھے بیدار کرکے فرمایا کہ "اے ابو موہیبہ مجھے بقیع والون کے لئے دعاے مغفرت مانگنے کا حکم ہوا ہے" پھر تشریف لے چلے۔ مین بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیا آپ بقیع تشریف لائے۔ بہت دیر تک کھڑے ہوکر اہل بقیع کے لئے دعا فرمائی اور اس قدر دعا فرمائی کہ مین نے آرزو کی کہ کاش مین بہی اہل قبور مین سے ہوتا۔ پہر آپ نے فرمایا۔

"السلام علیکم اہل القبور۔ خوشگوار ہون تم کو وہ نعمتین جن مین تم نے صبح کی ہے اور جن مین تم ہو۔ دور ہو گئے تم اُن فتنون سے جن مین لوگ مبتلا ہین۔ تم کو خدا نے اُن سے نجات دیدی۔ بے شک لوگون پر فتنے مثل شب تاریک کے ٹکڑون کے متوجہ ہو گئے ہین۔ پیہم ایک دوسرے سے ملا ہوا۔ بعد والا بدتر ہے اول سے"

پھر فرمایا۔ اے موہبہ دنیا کے خزانون کی کنجیان میرے روبرو پیش کر کے مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ دنیا مین مع حصول درجات جنت کے باقی رہون یا پروردگار سے ملون۔ تو مین نے لقاے پروردگار کو اختیار اور پسند کیا کہ اوس سے جلد ملون

مین نے عرض کی یا رسول اللہ آپ دنیا مین چندروز اور رہنے کو پسند فرمالین اور بعد اوس کے بہشت کو تاکہ ہم حضور کے دولت دیدار سے کچھ دن اور مشرف ہولین۔ فرمایا کہ نہین مین نے لقاے پروردگار کو ہی پسند کیا۔

خواتین اس وقت مین ایک واقعہ اور بتاتی ہون جس سے معلوم ہوگا کہ آنحضرت کو اپنے وفات کا علم پہلے سے ہوگیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو قریش جنھون نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب نہ ہم رسول اللہ سے لڑ سکتے ہین اور نہ ہم مین اون کے عداوت کی طاقت ہے اسلام لانے لگے اسپر اللہ تعالیٰ نے سورہ نصر نازل فرمائی إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝ یعنی جب خدا کی مدد اور فتح آپہونچے اور آپ لوگون کو اللہ کے دین مین جوق جوق داخل ہوتا ہوا دیکھ لین تو اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے اور اوس سے مغفرت کی درخواست کیجئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

اسی سورہ کے نزول سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے زمانہ کا قریب ہونا سمجھ لیا تھا۔ کیونکہ اسی فتح کے بعد بجائے ایک ایک اور دو دو

آدمیوں کے قبیلے کے قبیلے اسلام لانے لگے تھے جیسا کہ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا
سے معلوم ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ
تَوَّابًا یعنی تسبیح اور تحمید فرمائیے اور مغفرت کی درخواست کیجئے گویا اب آپ کی
بعثت سے جو مقصود تھا وہ حاصل ہوگیا اس سورہ کے نازل ہونے پر صحابہ
اس بات پر خوش ہوئے کہ اس میں اب لوگوں کے مسلمان ہونے کی بشارت
عظمیٰ ہے لیکن حضرت ابوبکر اس سورۃ کے نازل ہونے پر روے تھے اور یہ
سمجھ گئے تھے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا زمانہ قریب آگیا
ہے یہ فہم و فراست حضرت ابوبکر کی تھی جو سب سے بڑھی ہوئی تھی اس کے
بعد پھر صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے خبردار ہوگئے تھے کہ اب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی رخصت کا زمانہ قریب ہے احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ اکثر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِکَ
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ پڑھا کرتے تھے اس سورہ کو سورہ تودیع بھی کہتے ہیں اور اس کی یہی وجہ ہے
اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آدمی بھیج کر حضرت فاطمہ کو اپنے پاس بلایا جب وہ
آئیں تو فرمایا مرحبا یا بنتی اور اپنی بائیں طرف بٹھا کر باتیں کرنے لگے حضرت فاطمہ
باتیں کرتے کرتے رونے لگیں پھر حضرت رسول خدا نے کچھ ان کے کان میں کہدیا
جس سے وہ ہنسنے لگیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ

تم سے پہلے کیا کہا تہا جس پر تم رونے لگین اور پھر کیا کہدیا تہا جس سے تم ہنسنے لگین حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ یہ رسول اللہ کے راز کی بات ہے مین تم سے نہین کہہ سکتی آپ کی وفات کے بہت دن کے بعد مین نے پھر ان سے دریافت کیا کہ اب تو وہ بات بتا دو جو رسول اللہ نے تم سے کہی تہی انہون نے کہا پہلے تو رسول اللہ نے فرمایا تہا کہ اب میری موت قریب ہے اس پر مین رونے لگی تہی مجھے روتا دیکہہ کر میرے کان مین یہ کہا کہ فاطمہ کیون رنج کرتی ہے میرے اہل بیت مین سب سے پہلے تو ہی مجھے آکر جنت مین ملیگی۔ اس پر مین ہنسنے لگی۔ غرض خواتین آپ کو اپنی موت کے قریب ہونے کا زمانہ تو فتح مکہ کے بعد ہی معلوم ہو گیا تہا۔ لیکن اب جب سے کہ آپ کو درد سر کی شکایت پیدا ہوئی تہی۔ یہ بہی علم تہا کہ اسی مین وفات بہی ہوگی۔

ہان تو جب آپ بقیع سے تشریف لائے تو درد پیدا ہو گیا تہا جیسا کہ ابو موہیبہ والی روایت سے معلوم ہو چکا ہے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے واپس آئے ہین میرے سر مین درد تہا اور مین کہہ رہی تہی "اف رے سر کے درد" آپ نے فرمایا عائشہ! میرے بہی سر مین درد ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ پھر فرمایا کہ اگر تم مجھ سے پہلے مر بہی گئین تو تمہارا کیا نقصان ہے مین تمہاری تجہیز و تکفین کرونگا تم پر نماز پڑہونگا تمہین دفن کرونگا مین نے کہا کاش ایسا ہی ہوتا اور آپ

ایسا ہی کرتے۔ آپ ہنسے اور میرے گھر سے واپس گئے۔ درد زیادہ ہوگیا تھا میمونہؓ کے گھر مین پہونچے اور تمام ازواج کو بلا کر میرے یہان آنے کی اجازت لی

زہری اور ابن اسحاق ایوب بن بشیر سے بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مین پٹی باندھے ہوئے نکلے اور ممبر پر بیٹھ گئے پھر کچھ نصیحتین فرمائین اور اصحاب احد پر نماز پڑھی اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا کہ وہ چاہے دنیا مین رہے یا چاہے تو اللہ کے پاس جانے کو پسند کرے۔ سو اُس بندہ نے اللہ کے پاس جانیکو اختیار کر لیا۔

اس جملہ کو سن کر حضرت ابوبکر رونے لگے تو صحابہ کہتے ہین ہم نے آپس مین کہا کہ ان بزرگ پیر مرد کو کیا ہوا کہ رسول اللہ تو ایک بندہ اللہ کی حکایت بیان فرماتے ہین کہ اُس نے اللہ کے پاس جانے کو اختیار کیا اور یہ بزرگ اس پر روتے ہین مگر چونکہ حضرت ابوبکر اس کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ بندہ سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اس لئے وہ روئے تھے اور بعد مین سب صحابہ ان کی فہم اور علم کے قائل ہوگئے۔

پھر آپ نے اُن تمام کھڑکیون کو جو لوگون کے مکانات مین مسجد کی طرف تھین بند کروا دیا اور صرف ابوبکر کی کھڑکی کو کھلا رہنے دیا۔ ابن خلدون مین ہے کہ آپ نے ایک خطبہ فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

آخری خطبہ

مین تمکو اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہون اللہ تعالےٰ
تم کو ہدایت دے اور مین اُس کو تم پر چھوڑتا ہون اور
تمہین اُس کے سپرد کرتا ہون، بے شک مین تم کو (دوزخ سے)
ڈرانیوالا اور (جنت) کی بشارت دینے والا ہون
آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ کے ملکون اور بندون مین برتری
نہ اختیار کرو کیونکہ اُس نے مجھ سے اور تم سے یہ کہا ہے
کہ یہ مکان آخرت اُن لوگون کے لئے ہے جو زمین پر
نہ تکبر و بڑائی کا قصد کرتے ہین اور نہ فساد کا اور آخرت
کی بہتری پرہیزگارون کے لئے ہے اور فرماتا ہے کہ
جہنم غرور کرنے والون کا ٹھکانا ہے۔

اس کے بعد عروۃ بن زبیر سے روایت ہے کہ لوگون نے اسامہ
بن زید کے بھیجنے کی بابت کچھ سرگوشیان کین پس آپ پٹی باندہے ہوئے
نکلے اور ممبر پر بیٹھکر فرمایا کہ، لوگون نے اسامہ کی امارت مین کچھ سرگوشیان
کی ہین اور اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت مین بھی لوگون نے ایسا ہی
کیا تھا اس کا باپ امیر ہونے کے لائق تھا یہ بھی امیر ہونے کے قابل ہے
یہ سنکر اسامہ نے اپنے لشکر کو سفر کرنے کا حکم دیا جب جرف مین
پہونچے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض مین شدت ہے

وہین قیام فرما دیا اور انتظار کرنے لگے کہ اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتا ہے. عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب احد پر نماز پڑہی اور اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی اور مہاجرین کو نصیحت فرمائی۔

مہاجرین کو نصیحت | "اے گروہ مہاجرین! مین تم کو انصار کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہون، تم لوگ بڑہتے چلے گئے انصار اپنی حالت پر ہین، اُنہون نے میری مدد کی ہے مین اُن کی طرف بھاگ کر آیا ہون، تم اپنے محسن کے ساتھ احسان کرو اور اُن کی غلطیون سے درگذر کرو"

اور دوسری تاریخون مین اس طرح ہے کہ جب آپ کی علالت دن بدن بڑہنے لگی تو انصار بہت پریشان ہوئے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم تو دنیا سے جاتے ہین ہم لوگون کا نہ معلوم کیا حشر ہو اس کی اطلاع آپکو ہوگئی آپ اپنا ایک ہاتھ حضرت علی کی کاندہے پر رکھ کر اور ایک ہاتھ حضرت عباس کی کاندہے پر رکھکر باہر آئے اور منبر پر تشریف رکھکر پہلے تو اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا کہ۔

مسلمانو! کوئی نبی اپنی امت کے درمیان ہمیشہ نہین رہا اور نہ مین ہمیشہ رہون گا اس کے بعد آپ نے مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کو آپس مین نیک سلوک کرنیکی ہدایت فرمائی جب آپ کا سر کا درد کم ہوگیا تو سر مین پٹی باندہ کر باہر تشریف لائے اور اللہ تعالےٰ کی حمد ثنا بیان کرنے کے بعد تمام پیغمبرون پر

درود بھیجی شہدا اور مسلمانون کے لئے دعاء خیر فرمائی اور فرمایا۔
مسلمانو! موت برحق ہے اور دنیا مین کسی کو اس سے چارہ نہین
نہ مین بچ سکتا ہون نہ کوئی شخص اس لئے جس شخص کو مین نے
کبھی کوئی سخت بات کہی ہو وہ مجھے کہہ لے اور مجھے اس کے
عوض سے پاک کردے تاکہ مین اللہ تعالےٰ کے یہان شرمندہ ہون

ادائے حق

اس کے بعد فرمایا کہ کسی کا حق تو میرے اوپر نہین ہے جسقدر
لوگ جمع تھے رونے لگے اور کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کا
کوئی حق نہین ہے ہان آپ کا حق سب پر ہے حضرت عکاشہ اوٹھے اور
فرمایا کہ فلان غزوہ مین مین اپنا اونٹ آپ کے ساتھ لئے جا رہا تھا۔ آپ نے
ایک چھڑی ماری تھی جس سے سخت درد ہوا تھا۔ یہ بدلہ میرا باقی ہے آپ نے
اس لکڑی کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے طلب فرمائی۔ لوگون نے
حضرت عکاشہ کو روکا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشدو
چھڑی آئی حضرت علی نے کہا عکاشہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین
اتنی طاقت نہین ہے آؤ مجھے مار لو۔ آپ نے فرمایا نہین اس طرح کفارہ
نہ ہوگا۔ چھڑی عکاشہ کو دی اور فرمایا کہ بدلہ لیلو۔ عکاشہ نے کہا مین
اس روز ننگے بدن تھا۔ آنحضرت نے اپنے بدن مبارک سے کپڑا اٹھایا
یہ دیکھکر جسقدر صحابہ جمع تھے سب رونے لگے۔ عکاشہ نے لکڑی کہدی

اور دونون آنکھین پشت مبارک پر رکھکر چوم لیا اور کہا یارسول اللہ مین چاہتا تہا کہ مہر نبوت سے مشرف ہون اور اپنے مونہ کو اس پر ملون تاکہ خدائے جل وعلا اُسکی برکت سے دوزخ کی آگ مجھ پر حرام کردے آپ نے تین مرتبہ حرام ہوئی، حرام ہوئی، حرام ہوئی، فرمایا پھر آپ نے اور نصیحتین فرمائین اور حضرت عائشہ کے مکان پر تشریف لے گئے وہان بہی لوگ ساتھ رہے آپ اُن کو بہی نصیحت فرماتے رہے۔ تمام امہات المومنین اور بہت سی مسلمان عورتین جس مین اسماء بنت عمیس بہی تھین۔ اسی عرصہ مین نماز کا وقت آگیا آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کو نماز پڑہانے کے لئے کہو۔ حضرت عائشہؓ نے گذارش کی کہ ابوبکر نہایت رقیق القلب آدمی ہین۔ آپ کی جگہ پر کھڑے ہون گے تو اُن کی حالت خراب ہوجائیگی۔ رونے لگین گے کسی دوسرے کو حکم دیجئے آپ نے انکار کیا اور حضرت ابوبکر ہی کو امامت پر مامور فرمایا۔ تیرہ وقت کی نمازین حضرت ابوبکر نے پڑہائی تہین، حالت نزع مین آپ کے پاس ایک پیالہ پانی سے بہرا ہوا رکہا رہتا تہا جس مین آپ اپنا دست مبارک تر فرماتے اور مونہ پر پھیرتے اور کہتے کہ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمَوْتِ یعنی اے اللہ سکرات موت پر میری مدد کر

جب دوشنبہ کا دن آیا تو صبح کی نماز مین آپ سر مین پٹی باندہ کر تشریف لائے حضرت ابوبکر نماز پڑہا رہے تہے جب اُنکو معلوم ہوا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہین تو وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر ہٹ آئے آپ نے
اُن کو پھر اسی جگہ پر کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ اور خود ان کے بائین بازو پر بیٹھکر
نماز پڑہی اس نماز مین ابوبکر آپ کی اقتدا کرتے تھے اور دیگر لوگ ابوبکر کی یعنی
دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کی تکبیر پر رکوع سجود کرتے تھے جب نماز سے فراغت
ہوئی تو حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اے نبی اللہ مین دیکھتا ہون کہ مین جیسا
چاہتا تہا اللہ کے فضل سے آج آپ ایسے ہی اچھے ہین اس کے بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مکان مین تشریف لائے اور حضرت ابوبکر سنح چلے گئے
عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ ایک دن علی بن ابی طالب گھر سے
نکلے لوگون نے پوچھا کہ یا ابوالحسن رسول اللہ کیسے ہین۔ اُنہون نے جواب
دیا الحمد اللہ اچھے ہین حضرت عباس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا
مین حلفیہ کہتا ہون کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر آثار
موت پاتا ہون کیونکہ مین بنو عبدالمطلب کے چہرہ سے موت کی شناخت
کر لیتا ہون ہمارے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو اگر یہی ہوگا
تو ہم پہچان لین گے۔ اور اگر اس کے سوا کچھ اور ہوگا تو ہم اپنے لئے اُن سے
کچھ وصیت کرنے کو کہین گے حضرت علیؓ نے کہا نہین خدا کی قسم مین ایسا
نہ کرونگا۔

وفات	اُسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ دہوپ

تیز ہوگئی وفات پائی۔

عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت واپس آئے مسجد مین داخل ہوکر میرے کمرے مین لیٹ گئے آل آبی بکر مین سے کوئی شخص آیا اس کے ہاتھ مین ایک مسواک تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھا مین نے آپ کا ارادہ سمجھ لیا۔ تو کہا رسول اللہ کیا آپ اسے پسند فرماتے ہین۔ کہ یہ مسواک مین آپ کو دون آپ نے فرمایا ہان مین نے اس مسواک کو لے لی اور چابی جب وہ نرم ہوگئی تو پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ نے مسواک فرمائی پھر اُس کو رکھدی۔ میری گود مین آپ کا کچھ بوجھ محسوس ہوا۔

(خواتین! حضرت عائشہ کے لئے سب سے بڑا شرف ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے حضرت عائشہ کا لعاب دہن آنحضرت کے منہ مین تھا) میری نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی تو آنکھین تو پتھرا گئی تھین اور وہ فرماتے تھے رَبِّ اغْفِرْ لِی وَالْحِقْنِی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی سعید بن مسیب ابی ہریرہ سے بیان فرماتے ہین کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ منافقین کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین مرے۔ لیکن اپنے رب کے پاس چلے گئے جیسے کہ موسی بن عمران اپنی قوم سے چالیس رات کے لئے غائب ہو گئے تھے پھر اس کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ مر گئے لیکن وہ واپس کئے گئے تھے۔ ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوٹ آئین گے پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اُن کے ہاتھ کاٹے جائین گے جب حضرت ابو بکر کو خبر پہونچی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے حضرت عمر باتین کر رہے تھے ان کی طرف نہین متوجہ ہوئے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ کے مکان مین چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے چہرہ کھولا پھر بوسہ لیا پھر فرمایا کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ آپ نے اُس موت کا مزا چکھا جسکو اللہ تعالٰے نے آپ کے لئے لکھدیا تھا۔ اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ رہیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چادر ڈالدی پھر باہر آئے حضرت عمر آدمیون سے باتین کر رہے تھے آپ نے منع کیا مگر وہ نہ مانے جب ابو بکر نے دیکھا کہ وہ نہین مانتے آپ دوسرے لوگون کی طرف متوجہ ہوے لوگون نے جب آپ کی بات سنی تو حضرت عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے انھون نے اللہ تعالٰے کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ۔

تیز ہوگئی وفات پائی۔

عروہ حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت واپس آئے مسجد مین داخل ہوکر میرے کمرے مین لیٹ گئے آل آبی بکر مین سے کوئی شخص آیا اس کے ہاتھ مین ایک مسواک تھی، حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف دیکھا مین نے آپ کا ارادہ سمجھ لیا۔ تو کہا رسول اللہ کیا آپ اسے پسند فرماتے ہین۔ کہ یہ مسواک مین آپ کو دون آپ نے فرمایا ہان مین نے اس مسواک کو لے لی اور چابی جب وہ نرم ہوگئی تو پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ آپ نے مسواک فرمائی پھر اُس کو رکھدی۔ میری گود مین آپ کا کچھ بوجھ محسوس ہوا۔

(خواتین! حضرت عائشہ کے لئے سب سے بڑا شرف ایک یہ بھی ہے کہ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا ہے حضرت عائشہ کا لعاب دہن آنحضرت کے منہ مین تھا) میری نظر جب آپ کے چہرے پر پڑی تو آنکھین ٹھہرا گئی تھین اور وہ فرماتے تھے رَبِّ اغْفِرْلِی وَاَلْحِقْنِی بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی سعید بن مسیب ابی ہریرہ سے بیان فرماتے ہین کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ منافقین کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی

خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین مرے۔ لیکن اپنے رب کے پاس چلے گئے جیسے کہ موسی بن عمران اپنی قوم سے چالیس رات کے لئے غائب ہو گئے تھے پھر اس کے بعد کہا گیا تھا کہ وہ مر گئے لیکن وہ واپس کئے گئے تھے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوٹ آئین گے پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اُن کے ہاتھ کاٹے جائین گے جب حضرت ابو بکر کو خبر پہونچی مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے حضرت عمر باتین کر رہے تھے ان کی طرف نہین متوجہ ہوئے سیدہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ کے مکان مین چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چادر پڑی ہوئی تھی آپ نے چہرہ کھولا پھر بوسہ لیا پھر فرمایا کہ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیِ آپ نے اُس موت کا مزا چکھا جسکو اللہ تعالٰے نے آپ کے لئے لکھدیا تھا۔ اور اب ہرگز اس کے بعد آپ کو موت نہ رہیگی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر چادر ڈالدی پھر باہر آئے حضرت عمر آدمیون سے باتین کر رہے تھے آپ نے منع کیا مگر وہ نہ مانے جب ابو بکر نے دیکھا کہ وہ نہین مانتے آپ دوسرے لوگون کی طرف متوجہ ہوے لوگون نے جب آپ کی بات سنی تو حضرت عمر کو چھوڑ کر آپ کی طرف متوجہ ہو گئے انہون نے اللہ تعالٰے کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ۔

اپنے دشمنون کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے اُن سے
کیسا برتاؤ فرمایا۔ یہ سب آپ کے وہ اوصاف تھے جن کی وجہ سے آپ کی شان
بہت بڑہی ہوئی تہی۔ نہ آپ سے کسی کو کوئی رنج پہونچا نہ آپ نے کسی کی
دلشکنی کی۔ نہ آپ کسی کی تکلیف کا باعث ہوئے۔ آپ مین عفو و درگذر کی
جو صفت تہی اُس کی مثال اس سے بڑہ کر کیا ہو سکتی ہے کہ زینب ایک یہودیہ
عورت نے آپ کو زہر دیدیا لیکن آپ نے معاف فرما دیا۔ ہندہ ابوسفیان کی
بیوی کی حالت تم سن چکی ہو کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچانی
کی کس طرح درپے تہی۔ اور دل سے چاہتی تہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذلت و رسوائی ہو۔ آپ کی ایذا رسانی مین وہ سب سے آگے ہوتی تہی
آپ کے چچا حضرت حمزہ کا جگر اُسی نے چاب ڈالا تہا۔ مگر باوجود ان سب
باتون کے جب وہ آپ کے پاس آئی تو آپ اس سے کس طرح پیش آے
مکہ کے لوگ جنہون نے آپ کو نکالا تہا۔ تکلیفین دی تہین۔ اکثر مسلمانون
کو بے گناہ مار ڈالا تہا ہمیشہ آپ کی جان کے فکر مین رہا کرتے تھے۔ آپ کو اذیت
دینے کے لئے آپ کے ملنے والون، عزیزون کو سخت سخت ایذائین پہونچایا
کرتے تھے۔ جس وقت آپ کے قابو مین آئے تو آپ نے صرف یہی فرمایا کہ
مین تمہارے ساتھ وہی کرون گا جو حضرت یوسف نے اپنے بہائیون کے
ساتھ کیا تہا۔ پھر اونکو نصیحت فرمائی اور اللہ تعالی سے اُن کے مغفرت کی

خواہش فرمائی۔ جنگ احد میں جب آپ کے دانت مبارک کا ایک گوشہ شہید اور چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ ان کے لئے بد دعا کیجیے تو آپ نے فرمایا کہ میں بد دعا کرنے کے لئے نہیں مبعوث ہوا ہوں۔ بلکہ رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں اور ہاتھ اوٹھا کر یوں دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھے نہیں جانتے

غرض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسن اخلاق کی تعریف کہاں تک کروں گی۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انک لعلی خلق عظیم۔

اس سے تم لوگوں کو خود معلوم ہو گیا ہوگا کہ اس کا اخلاق کیسا ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ فرمائے۔ حضرت عائشہ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ آنحضرت کا اخلاق کیسا تھا تو آپ نے فرمایا عین قرآن کی مطابق

اب آپ کے ان حالات کو دیکھتے ہوئے اور آپ کے اخلاق پر نظر ڈالتے ہوئے غالباً کسی کا یہ خیال نہیں ہو سکتا کہ آپ ازواج مطہرات کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے اس کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بہت کافی ہیں۔ خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ یعنی تم میں بہتر وہی ہے جو اپنی اہل کے لئے بہتر ہو اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنی اہل کیلئے

اور پھر جبکہ قرآن شریف میں یہ موجود ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ تو پھر کسی بات کے کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ لیکن تاہم میں اس قدر

ضرور رکھون گی کہ ازواج مطہرات پر بھی آپ کے اخلاق اور حسن معاشرت کا اس قدر اثر تہا کہ وہ اپنی جان مال اور کسی چیز مین بہی دریغ نہین کرتی تہین۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو آپ کی سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تہین آپ کی خاطر اپنے تمام مال واسباب کو وقف کر دیا اور کبھی آپ کی خوشی کے مقابلہ مین کسی چیز کی پرواہ نہین کی۔ آنحضرت کے آرام کے لئے انہون نے تکلیفین بہی اُٹھائین مصیبتین بہی جھیلین مگر ہمیشہ آپ کی سچی ہمدرد اور غمگسار بنی رہین۔ وہ آپ کی نہایت صادق اور مخلص رفیق تہین۔ اور ہمیشہ جب آپ کسی صدمہ سے متاثر ہوتے تو وہ تشفی اور دلاسا دیا کرتین۔ جس طرح حضرت خدیجہ کو آپ بہت عزیز تھے اوسی طرح حضرت خدیجہ کی بہی آپ کے دل مین بہت قدر تہی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب آپ گھر مین تشریف لاتے تو حضرت خدیجہ کا تذکرہ اور اُن کی تعریف بے حد فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ فرمایا کہ خدیجہ سے اچھی مجھے کوئی بیوی نہین ملی وہ ایمان لائی جب سب لوگ کافر تھے اُس نے میری تصدیق کی جب سب تکذیب کرتے تھے اُس نے اپنے مال سے میری مدد کی جب سب نے محروم کر دیا تہا۔

حضرت خدیجہ کی یاد ہمیشہ آپ کو بے چین کیا کرتی تھی جب آپ کی پاس ان کی کوئی سہیلی یا ملنے جلنے والی آتین تو آپ اون کی بہت عزت کرتے تھے خود حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مجھے سوا ے حضرت خدیجہ کے اور کسی پر رشک

نہین آیا حالانکہ حضرت عائشہ آنجناب کی سب محبوب بیوی تہین۔ اور جیسا کہ حضرت عائشہ کی ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اے عائشہ جتنا تو مجھے دیکھ کر خوش ہوتی ہے اس سے زیادہ مین تجھے دیکھ کر خوش ہوتا ہون۔

حضرت عائشہ کے ساتھ آپ کا جو برتاؤ تھا وہ حسن معاشرت کا بہت اچھا نمونہ تھا اور اُن کی جس قدر عزت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مین تہی اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات مین سے اگر کوئی بیوی حضرت عائشہ کے معاملے مین کچھ کہتین تو آپ فوراً فرما دیا کرتے کہ عائشہ کے بارے مین مجھے کوئی ایذا مت دو۔

صحیحین مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ مین اُس وقت کو بہی جانتا ہون جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور اس وقت کو بہی جانتا ہون جب مجھ سے رنجیدہ ہوتی ہے حضرت عائشہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح تو آپ نے فرمایا کہ جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے محمد کے رب کی قسم اور جب ناراض ہوتی ہے تو ابراہیم کے رب کی قسم کہتی ہی حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ مین نے کہا ہان یہی بات ہے فقط غصہ مین مین آپ کا نام چھوڑ دیتی ہون لیکن دل سے آپ کی محبت کبہی جدا نہین ہوتی

حضرت سودہ کے دل مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر وقعت تہی کہ انہون نے آنحضرت کی خوشی کے لئے اپنے تمام حقوق حضرت عائشہ کو

بخش دئے تھے اور جنت مین آپ کی بیوی بننے کے لئے ازواج مطہرات مین شامل رہین۔

ام المؤمنین ام حبیبہ کے دل مین آنحضرت کی جو عظمت تھی وہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جو تم میری تقریر مین سن چکی ہو کہ جب ان کے والد ابوسفیان اسلام لانے سے پہلے اُن کے پاس آئے تو انہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرش جس پر آپ آرام فرماتے تھے تہ کر دیا۔ اور جب ابوسفیان نے سبب پوچھا تو کہدیا کہ جو شخص شرک کی نجاست سے آلودہ ہو وہ کوئی حق نہین رکھتا۔ کہ آنحضرت کے بستر پر بیٹھے

حضرت صفیہ جن کے تمام اعزا اور اقربا جنگ مین شہید ہو گئے تھے جب آپ کی شرف زوجیت سے مشرف ہوئین تو تمام رنج بھول گئین۔

خواتین امہات المومنین کے اس قدر حالات سننے کے بعد تم کو خود معلوم ہو گیا ہوگا کہ اُن کی اس قدر محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت کا ہی نتیجہ تھی۔ آپ نے سب کے یکسان حقوق مقرر کر رکھے تھے۔ سب کے ساتھ انصاف کا یکسان برتاؤ تھا۔ آپ نے کسی ایک کے لئے دوسری کو کوئی ایسی بات نہین کہی جس سے اُس کو رنج ہوتا اُن کے آپس کے حقوق مین کوئی امتیاز نہ تھا جو ایک کی حالت تھی وہی دوسری کی تھی۔ آپ کے حسن اخلاق نے ازواج مطہرات کو آپ کا اس قدر گرویدہ بنا یا تھا کہ ایک مرتبہ آپ سے نے

ان سب کو اختیار دیدیا کہ وہ یا دنیا کو اختیار کرلیں یا رسول اللہ کو۔ لیکن کسی ایک زوجہ مطہرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین دنیا کو پسند نہین فرمایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ خوش و خرم اپنی زندگی بسر کی

اسی طرح ہر ایک کے ساتھ آپ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے تھے آپ کی تواضع حد سے زیادہ بڑہی ہوئی تھی آپ ہر ایک کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا کرتے تھے حضرت انس جن کو دس سال آپ کی خدمت کا شرف حاصل رہا کہتے ہین کہ آپ نے مجھے اُف تک نہین کہا۔ اگر کوئی غلام بہی آپ کی دعوت کرتا تو نہایت خوشی سے آپ قبول فرماتے تھے۔ غریب۔ مسکین بیماروں کی عیادت کرتے تھے اور اُن کی امداد فرماتے تھے۔ جس سے آپ گفتگو فرماتے وہ یہی سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آنحضرت کے نزدیک کوئی عزیز نہین ہے۔ آپ بڑون کی ہمیشہ تعظیم کرتے تھے ایک مرتبہ آپ کی رضاعی مان آئین تو اپنی چادر بچھادی۔ ثوبیہ ایک عورت نے بہی آپ کو دودہ پلایا تھا۔ جب تک وہ زندہ رہین آپ اون کی مدد فرماتے رہے آپ کے پاس سے کوئی سائل خالی نہ جاتا تھا حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ آپ ایک سیاہ چادر اوڑہے ہوئے تھے ایک مسکین آیا آپ نے وہ چادر اسے اڑہادی۔ اور فرمایا کہ بہ نسبت میرے تو زیادہ مستحق ہے۔ غلام اور خدمت گارون کو بہی آپ حقیر نہ سمجھتے تھے۔ اگر کوئی ایذا دیتا تو آپ معاف

کردیتے کوئی ظلم کرتا آپ صبر کرتے اور فرماتے کہ خدا موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے جنھیں مجھ سے زیادہ تکلیف دی گئی ہے۔ جس طرح آپ خود افعال حسنہ کا نمونہ تھے اسی طرح آپ لوگون کو بھی نصیحت فرماتے تھے ایک دن معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ ڈرتے رہنا سچ بولنا وعدہ وفا کرنا، امانت مین کبھی خیانت نہ کرنا ہمسایہ کے حقوق کی حفاظت کرتے رہنا یتیم پر ہر وقت مہربانی کرنا بات نرمی سے کھنا۔ سلام کی کثرت رکھنا۔ اچھے کام کرنا۔ دنیا کی حرص کم کردینا ایمان کو لازم کرلینا۔ قرآن کو خوب سمجھنا، آخرت کا خیال رکھنا، قیامت کے حساب سے ڈرتے رہنا ہمیشہ عاجزی کرنا اے معاذ مین تمکو ان باتون کی ممانعت کرتا ہون کہ کسی دانشمند آدمی کو کبھی گالی نہ دینا۔ امام عادل کی نافرمانی نہ کرنا، ملک مین فساد نہ مچانا جو گناہ مخفی ہو اس کی توبہ بھی مخفی کرنا اور جو گناہ علانیہ سرزد ہو جائے اوس کی توبہ بھی علانیہ کرنا اور یاد رکھو کہ بندگان خدا مین ایسا ہی ادب ہوا کرتا ہے اور مین خدا ہی کے بندون کو مکارم اخلاق اور محاسن آداب کی طرف بلاتا ہون۔

خواتین! اب مین اپنی تقریر کو اس دعا پر ختم کرتی ہون کہ اللہ تعالیٰ مجھکو تمکو تمام مسلمانون کو اس نصیحت پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ